CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

Masood Faisal Jhandir Library

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

نیست خوف و غم برائے اولیاء — ما خلقت الجن والانس بخواں

ایں چنیں فرمودہ حق جل و علا — جز عبادت نیست مقصود از جہاں

کتاب

بزبانِ اُردو بسلسلہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم

جو

شارحِ احکامِ شریعت و کاشفِ نکاتِ طریقت و مصرحِ رموزِ حقیقت و مفتاحِ اسرار

و معیارِ صراطِ مستقیم و ضلالت ہے

یعنی

مُحیِیَ السُّلُوک وَ دافِعُ الاَوہام وَالشُّکوک

جسکی

ہر سالکِ راہِ طریقت کو ضرورت ہے اور اپنے حال و قال کے سمجھنے اور سمجھانے میں باعث دستور العمل دلایل ہے

جسکو

کفش بردارِ ازلی ہر نبی و ہر ولی محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جیپوری نے تالیف کیا ہے

جو

غلامِ غلامِ امام الاولیاء و پیشوائے اصفیا و رہنمائے اتقیا حضرت سید امام علیشاہ صاحب رح چھتری ہے

فہرست مضامین کتاب معیار السلوک و دافع الاوہام والشکوک

مضمون	صفحہ
دیباچہ	۱-۶
باب ۱	
فصل ۱: عقائد کے بیان میں	۷
فصل ۲: اثباتِ ولایت میں	۸
فصل ۳: علم باطن فرض ہے	۲۳
فصل ۴: تلاشِ مرشد میں	۲۷
فصل ۵: اثباتِ بیعت	۳۴
فصل ۶: حقوقِ پیر و آدابِ مرید	۳۵
فصل ۷: جو حیات پیرِ اول کے دوسرا پیر کر سکتا ہے یا نہیں	۴۰
باب ۲	
فصل ۱: طریقہ نقشبندیہ	۴۴
فصل ۲: طریقہ نقشبندیہ مجددیہ	۵۱
فصل ۳: کمالاتِ نقشبندیہ	۵۶
فصل ۴: رابطۂ مرشد	
فصل ۵: فوائدِ صحبتِ نیک	

مضمون	صفحہ
فصل ۶: نقصاناتِ صحبتِ بد	۸۱
فصل ۷: فوائدِ خاموشی	۸۳
باب ۳	
فصل ۱: فضائل و ترغیب ذکر، و مذمتِ دنیا	۸۷
فصل ۲: فضائلِ ذکرِ خفی	۹۶
فصل ۳: سلطان الاذکار	۱۰۲
فصل ۴: دائرۂ امکان	۱۰۹
فصل ۵: دائرہ ولایتِ صغریٰ	۱۱۳
فصل ۶: دائرہ ولایتِ کبریٰ	۱۳۸
فصل ۷: ولایتِ علیا	۱۴۰
باب ۴	
فصل ۱: دائرۂ کمالاتِ نبوت	۱۴۵
فصل ۲: دائرۂ کمالاتِ رسالت	۱۵۱
فصل ۳: دائرہ کمالاتِ اولوالعزم	"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اُس ذات احد کو جس نے جمیع کائنات کو پیدا کیا اور انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا اعزاز عطا فرما کر اسکو اپنے اسماؤ صفات کے عکس سے منور کیا اور انی جاعل فی الارض خلیفہ کا لقب عنایت فرمایا۔ اور اپنی ذات کو نہاں اور ظل اسماؤ صفات کو عیاں فرما کر بعض قلوب مومنین کشف اور بعض کو بواسطہ آئینۂ یقین اپنی ذاتِ نہاں کا عارف بنایا۔ اور کنہ ذات میں خلعت حیرت عطا فرما کر اپنا مقرب بنایا

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

اور درود نامحدود اُن سردار انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کہ اسم پاک اُن کا محمد ہے اور ذات اُنکی باعث تخلیق اٹھارہ ہزار عالم ہے اور صفت ان کی رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین ہے۔ اور اُمت اُنکی خیر الامم اور علماء اُن کی اُمت کے مثل انبیائے بنی اسرائیل ہیں اور دین اُن کا ناسخ جمیع ملل و ادیان ہے اور تعریف میں اُن کی توریت و زبور و انجیل و فرقان ہیں اور اُن کے مرتبہ کی تلاش میں تمام خلق حیران ہے۔ خدا کی حمد و ثنا کیواسطے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم اور آپ کی تعریف کے واسطے خدا کی تعریف کافی ہے۔ خلق خالق کی اور اُس کے حبیب کی کیا

تعریف کر سکتی ہے۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خدا در انتظار حمد ماہیست — محمد چشم بر راہ ثنا ہیست — خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس — محمد حامد و احمد خدا بس

مناجاتے اگر باید بیاں کرد — بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد — محمد از تو می خواہم خدا را — الٰہی از تو حب مصطفےٰ را

اور ہزاروں رحمت خدا کی نازل ہوں اُن کے چار یار باوقار اور آلِ اطہار اور ازواج مطہرات اور اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کہ ہر ایک اُن میں سے آسمان ہدایت کے ستارہ ہیں اپنی ذات و صفات میں اور مقرب ہیں امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے دانہائے تسبیح قریب ہوتے ہیں امام سے۔ زبان عاجز ہے اُن کی تعریف میں اور قلم قاصر ہے اُن کے حالات لکھنے میں اور خیال سرگرداں ہے اُن کے مرتبہ کی تلاش میں۔ دوست اُن کا دوست خدا و رسول ہے اور دشمن اُن کا دشمن خدا و رسول۔ اور اللہ پاک راضی ہو چاروں ائمہ شریعت و طریقت اور جملہ علمائے حقانی و عرفائے ربانی سے کہ ان بزرگواروں کی محنتوں اور برکتوں سے ہم کو راستہ خدا کی مرضی پر چلنے کا ملا ہے اور اُمت پر بڑا احسان ہے ان مبارک ذاتوں کا کہ جس کا حق ہم سے ادا نہیں ہو سکتا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

اس کتاب کے لکھنے کا سبب

سگِ آستانۂ درگاہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ محمد ہدایت علی حنفی نقشبندی مجددی عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ میں نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ سفر میں صرف کیا اور آٹھ نو برس کی عمر سے بعنایت خداوند تعالیٰ شوق علمائے ربانی کی خدمت میں حاضر ہونے کا اور کلمات شریعت و طریقت سننے کا رہا اور اکثر بڑے بڑے علماء اور باہر کت درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُنکی صحبت کی برکت سے عقائد حقہ اور اُصول درویشی کے کان میں پڑے۔ اللہ پاک اُن سے راضی ہو۔ خصوصاً میرے مرشد جناب

حضرت محمد علی شیر خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت شریف میں اٹھارہ سال کے قریب مجھکو اکثر روز مرہ حاضر ہونیکا اتفاق ہوا اور اُنکی تحقیقات ذاتی اور مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی و تصنیفات حضرت غوث الصمدانی شیخ عبد القادر جیلانی و حضرت مرزا مظہر جانجاناں و قاضی ثناء اللہ پانی پتی و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و غلام علی شاہ صاحب غیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اُن کی زبان مبارک سے سُنیں اور دیکھیں جس سے تصوف اور شریعت کے معاملات اپنی حیثیت کے موافق سمجھے۔ اللہ پاک میرے حضرت صاحب کا مرتبہ زیادہ کرے اور جنت الفردوس میں جگہ مرحمت فرمائے حضرت ممدوح کا مختصر حال انشاء اللہ آخر کتاب میں لکھونگا۔ اس کتاب کے لکھنے کا یہ سبب ہوا کہ اس زمانہ میں بزرگان دین متقدمین و متاخرین کے خلاف طریقہ درویشی اکثر نام کے درویشوں نے جاری کیا ہے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سب سے بہترین ذریعہ نجات کا ہے اور اتباع اس کی سب خلق پر فرض ہے اس کو چھوڑ کر خود بھی اور اپنے مریدوں کو بھی چاہ گمراہی میں گراتے ہیں اور طرح طرح کی بدعتیں اور شرک کی باتیں بتلاتے ہیں بعض اپنا نام بجائے ذکر خدا کے تعلیم کرتے ہیں اور اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اور وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِہَا (ترجمہ) کیا اللہ بندہ کو کافی نہیں ہے! (ترجمہ) اور اللہ کے واسطے اسمائے حسنیٰ ہیں، پس اسکو انہی ناموں سے پکارو!) پر نظر نہیں کرتے۔ بعض پیر طواف اور سجدہ کو جو خدا کیلئے مخصوص ہیں اپنے اور مزارات متبرکہ اولیاء اللہ کے لیے جائز ٹھہراتے ہیں۔ بعض پیر اہل قال اہل حال اولیاء کی نقل کر کے "ہمہ اوست" کی تعلیم دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ دوست دشمن روپیہ اور پیسہ اور ہر بھلی اور بھلی بات کی پوری تمیز کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ خالق اور مخلوق اور اوامر و نواہی میں تمیز نہیں کرتے۔ بعض رہنما ہو کر عورتوں کو بے پردہ بیعت کرتے ہیں اور اپنے کو باپ بیان کر کے ہمیشہ کے لئے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے، حالانکہ پیر سے پردہ فرض ہے۔ فرض ترک کر کے سنت بیعت ادا کرنا چاہتے ہیں اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے خود عورتوں کو پردہ کا حکم فرمایا اور وقت بیعت

فتح کہ معظمہ عورتوں سے صرف زبانی اقرار لے کر بیعت فرمایا۔ مگر زمانۂ حال کے بعض پیروں کا طریقہ بیعت اس کے خلاف ہے اور اپنے نفس کو مزکّٰی و مصفّٰی خیال کر کے اپنے واسطے ارتکاب ممنوعات کو روا سمجھتے ہیں نعوذ باللہ۔ مسئلہ "جو چیز خدا نے حرام کردی ہے وہ کسی کے واسطے حلال نہیں ہوسکتی اور جو حلال ہے وہ حرام نہیں ہوسکتی" علمائے شریعت و رہنمایانِ طریقت کا اس پر اتفاق ہے۔ اکثر پیر اپنا نذرانہ مرید کے ماں باپ بیوی بچوں کے حق کے مقابلہ میں اپنا حق غالب بیان کر کے لیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان کے گھر میں پہلے ہی خرچ کی تکلیف ہے ادا نہ دے مسئلہ شرعی ماں باپ بیوی بچوں کی خدمت فرض ہے اور مرشد کی خدمت سنت یا مستحب ہے۔ افسوس اُن پیروں پر کہ جو خدمت فرض کو ترک کرا کے خود فائدہ ناجائز اُٹھائیں اور صد حیف اُس مرید کی عقل پر کہ جو خدمتِ فرض کو ترک کر کے خدمت سنت یا مستحب کو ادا کرے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص نمازِ نوافل پڑھا کرے اور نمازِ فرضِ پنجگانہ ادا نہ کرے۔ حق بات یہ ہے کہ اگر مرید کے پاس ماں باپ اور اہل و عیال کی خدمت سے زائد بچ رہے تو پیر اور اُس کے اہل و عیال کی خدمت کردے اور پیر کے اہل و عیال سے بچ رہے تو مرید کی خدمت کردے۔ اگر پیر بیمار ہو تو مرید ہر قسم کی خدمت پیر کی کرے اور اگر مرید بیمار ہو تو اسی طریقہ سے مرید کی ہر قسم کی خدمت کرے اور یہی طریقہ صحابہ کبار رضؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپؐ کا صحابہؓ کیساتھ بلکہ اس سے بھی بالاتر۔ بعض مرشد چند خواب دیکھنے اور سرور وظیفہ کی وجہ سے مریدوں کو اعلیٰ مقامات پر پہنچنے کی خبر سنا کر اپنا خلیفہ بناتے ہیں باوجودیکہ نہ خود ذکر قلبی رکھتے ہیں نہ مرید اور یہ ذکر قلبی ولایت کا پہلا سبق ہے جیسے قرآن مجید پڑھنے کیلئے الف با تا ثا بچوں کو شروع کراتے ہیں جب ولایت کی الف با سے ہی خبردار نہیں تو ولایت کجا ع او خویشتن گم ست کرا رہبری کند کا اپنے آپکو مصداق بناتے ہیں۔ بعض پیر اپنے مریدوں سے کہتے ہیں کہ ہم تمہاری شفاعت کرینگے حالانکہ خود اپنے جنتی و جہنمی ہونے کی خبر

نہیں ایسے لوگوں کے واسطے حضرت **بوعلی شاہ قلندرؒ** نے اپنی مثنوی میں خوب فرمایا ہے

میکنی از مکر عالم را مطیع　　میدہی تسکیں منم فرد اشفیع

تو مکر سے دنیا کو اپنا پیرو بنائے ہوئے ہے　　(اور) تسکین دیتا ہے کہ میں حشر میں تمھاری شفاعت کرونگا

اے مخنث نے تو مردی نے تو زن　　مثل شیطاں راہ مرداں را مزن

اے مخنث نہ تو مرد ہے، نہ عورت　　شیطان کیطرح لوگوں کو گمراہ مت کر

بعض علمائے ظاہر کہ جو نور علم باطن سے محروم ہیں، علم باطن کے منکر ہوئے اور اُسکی نفی کرنے پر کمر باندھی اور علم طریقت کہ جو مغز شریعت مغز اسلام و مغز ایمان ہے۔ اُسکو بے اصل سمجھ کر اُس کے مجتہدین و متبعین پر زبانِ طعن کھولی اور بجائے تعریف کے اُن کی مذمت کو اپنا شیوہ بنالیا اور حضرت مولنا رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کے مصداق ہوگئے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　میلش اندر طعنہ پاکاں برد

جب اللہ تعالیٰ کسی کا پردہ فاش کرنا چاہتا ہے　　تو اسکے دل میں اچھے لوگوں کی برائی کرنیکا خیال پیدا کردیتا ہے

جب میں نے دونوں فریقوں کو افراط تفریط میں مبتلا پایا تو دل میں یہ خیال آیا کہ ایک ایسی کتاب بامحاورہ اور عام فہم اُردو میں تالیف کی جائے کہ جس سے ہر مسلمان کو فائدہ پہنچے اور وہ علماء اور درویش جو اپنے ذاتی فوائد کے واسطے ناواقف مسلمانوں کے ایمان، مال و عزت کو خراب کرتے ہیں۔ اُن سے مسلمان آگاہ ہوجائیں اور سچے پیر اور مرید کو جو اکثر نفس اور شیطان دھوکہ دیتے ہیں اُس سے بچیں اور اپنے حال و قال کو اس کتاب سے مطابق کریں۔ تاکہ اُن کو کھوٹے کھرے کی تمیز ہو اسی واسطے میں نے اس کتاب کا نام **مُعیار السُّلوک ودَافِع الاَوْهَام والشُّکُوک** رکھا ہے اس میں میں نے سات باب اور ہر باب میں سات فصلیں مقرر کی ہیں اللہ پاک سے دعا ہے کہ اپنے مقبول بندوں کی وجہ سے اسے قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچے

اور میری بخشش کا ذریعہ ہو رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اٰمین بحق طٰہٰ

ویٰسٓ وبحقِ نبیِّكَ الکریمِ علیہِ الصّلوٰۃُ والتّسلیمُ والہٖ واصحابہٖ

واَولیاءِ اُمّتہٖ اَجمعین ۝

مُناجات

من بخواب و پاسبانِ من توئی — من چو طفل و حرزِ جانِ من توئی

میں خواب غفلت میں ہوں اور میرا تو ہی نگہبان ہے — میں ایک بچے کیطرح ہوں اور میرا محافظ (تعویذ) تو ہی ہے

گر ہزاراں دام باشد ہر دمم — چو تو با مائی نباشد ہیچ غم

اگر دم دم قدم پر ہزاروں جال بچھے ہوئے ہوں — تب بھی اگر تو ہمارے ساتھ ہی تو کچھ پرواہ نہیں ہے

کارِ ما سہو است و نسیان و خطا — کارِ تو غفاری و بخشش عطا

بھول چوک اور قصور کرنا ہمارا کام ہے ! — اور بخشدینا اور مہربانی سے معاف کردینا تیرا کام ہے

سہو و نسیاں را بدل کن بہ علم — من ہمہ جہلم مرا دہ صبر و حلم

یا اللہ میری فراموشی کو علم سے بدل دے — میں مجسم جہالت ہوں اپنے فضل سے مجھے صبر و بردباری عطا فرما

باب اوّل

فصل اوّل عقائد کے بیان میں

خدا وند تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور افعال میں یکتا ہے کوئی اُس کی ذات و صفات اور افعال میں کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا۔ وہ سب کا خالق ہے اور سب اُسکی مخلوق ہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے اور سب اُس کے محکوم ہیں۔ اُس کی مرضی کے خلاف کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

ہست یزدانی مسلّم مر ورا — نیست کس را زہرہ چون و چرا

کس کی یہ مجال ہوئی ہے — کہ کہے اُسکے حکم پر چون و چرا کرنیکی جرأت نہیں

سب اُس کی مرضی کے تابع ہیں جو چیز نوشتوں یا نبیوں یعنی صحیفوں و الہام اور وحی کے کلام میں علم و قدرت و عزت و حکمت و ذات کی صفات سے ارفع و غیر ہیں یہ سب خدا کی نسبت کہنی نہیں چاہئے کوئی چیز کسی نبی نے نہیں بیان کی حدیث من حسنة فمن الله (نسبر جمیع جو کچھ

خیر نیکی ہے اُس کی طرف سے ہے) اُس کی تصدیق ہے۔ سب خلق حادث ہے اور خداوند تعالیٰ قدیم اور ہر نقص و عیب سے پاک ہے۔ اور جو کچھ قرآن پاک اور احادیث شریفہ سے ثابت ہے اُس پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ خداوند تعالیٰ کے مرتبہ کے بعد آنحضرت محمد مصطفیٰ صلعم کا مرتبہ ہے آپ کے مرتبہ کو خلق نہیں

کوئی نبی پیدا نہیں ہوا۔ اور آنحضرت صلعم کے مرتبہ کے بعد درجہ تمام انبیاء علیہم السلام میں اور انکے بعد خلفائے راشدین ہیں۔ اور اُن کے بعد بیعت اور اصحاب کرام، اور اُنکے بعد تابعین اور تبع تابعین اور اُنکے بعد علمائے ربانی اور اولیائے اُمت ہیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

فصل دوسری اثباتِ ولایت میں

ولایت دو قسم کی ہے، ایک ولایت عام ہے، دوسری ولایت خاص۔ ولایت عام جو ہر مومن شامل ہے، جو جب آیت شریف اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (ترجمہ) اللہ دوستدار ہے ایمان والوں کا دوست ہے) اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (ترجمہ) اے مومنو! اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ) اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ ایمان والوں سے ایمان لانے کو ارشاد فرمایا جاتا ہے پس ایمان ثانی کی تکمیل کے واسطے ولایت ہے۔ اور ایمان ولی کے واسطے شریعت ہے۔ اور اسی ایمان ثانی کے کمال کو ولایت کہتے ہیں۔ میرا مقصد اس جگہ ولایت خاص کے ثابت کرنے کا ہے۔ اور اصطلاح صوفیہ میں ولایت کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ بہ کسی اُمید و بیم کے صرف رضائے مولیٰ کے واسطے خدا کی یاد دل میں ایسی مستحکم ہو اور ذات پاک کی جہت کی طرف دل کا کنکاؤ منبسط ہو جائے کہ کسی حالت راحت و تکلیف میں اس میں غفلت نہ ہو اور اسی کو نسبت و مشاہدہ کہتے ہیں اور یہ جب فنا و بقا کے حاصل ہوتی ہے۔ جسکی شرح ولایت صغریٰ میں آئے گی۔

کیونکہ اس مرتبہ تک بغیر علم ظاہر کے جسکو ہم باطن اور ولایت خاص کے جہت کرتے ہیں علم باطن کے حاصل کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے علم ظاہر کے کوئی دوسرا علم نہیں۔ علم باطن کا ثبوت [illegible] اور یہ [illegible] تحریف سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے اگر منکرین غور

قرآن پاک کو پڑھ کر اس کے معنی و تفسیر کو بنظر غور دیکھیں اور حدیث شریف و اقوال ثقہ
اور دیگر تصانیف علماء اسلام پر غور کریں تو کبھی عدم امکان سے انکار نہیں کر سکتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جناب
حضرت موسیٰ و حضرت خضر نبینا و علیہما السلام کا سورۂ کہف میں جس جگہ ذکر فرمایا ہے اور موسیٰ
علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کو ... کے کنارہ پر تشریف لے گئے ہیں ... موسیٰ
علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھ فرمایا کہ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ
رُشْدًا (ترجمہ: کیا میں تمہاری پیروی کروں اس خیال سے کہ تم مجھے سکھلاؤ گے وہ امور
ہدایت جو تم کو سکھلائے گئے ہیں؟) اس کے جواب میں حضرت خضر علیہ السلام نے عرض کیا،
اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا (ترجمہ
بیشک آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے اور (بھلا) آپ اس بات پر کیونکر صبر کر سکتے ہیں
جو آپ کے تجربہ اور علم سے باہر ہوں) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ
تشریف لے گئے اور جس وقت بندرگاہ حضرت خضر علیہ السلام نے مزدوروں کی کشتی توڑی اور تیسری دفعہ
ایک بچہ کو مار ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی ہر ایک بات پر اعتراض کیا
اور اعتراض فرمانا بمقتضیٰ شریعت موسوی بالکل درست تھا۔ ان اعتراضات پر حضرت خضر علیہ السلام
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مفصل کیفیت تفصیل حکم الٰہی بیان کر کے یہ کہا هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ
وَبَيْنِكَ (ترجمہ: بس اب آپ کا اور میرا اس طرح جدا ہونا ہے) پس اس واقعہ سے ظاہر ہے
کہ ہر شریعت کا ہر ایک اور ہر امر شریعت جس کو خدا تعالیٰ اور رسول جانتے ہیں اس کی خبر
اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف میں دی ہے فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً
مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (ترجمہ: پس ان دونوں نے ہمارے
بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جس پر ہم نے رحمت نازل کی تھی اور ہم نے اس کو اپنے

پاس سے (خاص) علم سکھایا تھا، اگر شریعت موسوی کے سوا اور دوسرا علم ہوتا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی پیروی کی کیا ضرورت تھی جب ہمارے عقیدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے بہتر ہیں، اور احکام شریعت توریت (جو سراسر نور ہدایت ہے) خود خدا کے پاس سے کہ جس کتاب دین کی اتباع تمام خلق پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک فرض رہی، پس اس سے صاف ثابت ہو گیا، اور کوئی شبہ کی جگہ نہ رہی کہ علم شریعت کے سوا دوسرا علم بھی ہے۔

سوال: بیان مذکور الف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہیں، کیونکہ اتباع ادنیٰ اعلیٰ کی کیا کرتا ہے، اور ب سے عقیدہ حقہ ثابت ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اولوالعزم ہیں اور حضرت خضر کی نبوت پر سب کا اتفاق ہے اور نبوت میں اختلاف ہے۔

جواب: اول یہ ہے کہ بزرگی اور برتری قرب حق پر منحصر ہے نہ علم پر، علم شریعت و قرب حق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام افضل ہیں مگر اس سے یہ شرف حضرت خضر علیہ السلام کو کہاں؟

جواب ب سے: ایک علم ذات و صفات حق کا ہے، اور دوسرا علم مخلوق کے متعلق ہے تو جتنا فرق خالق و مخلوق میں ہے، اسی قدر علم خالق و علم مخلوق میں ہے، لہذا علم ذات و صفات حق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قدم حضرت خضر علیہ السلام سے نہ ملا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قدم علم اولیاء میں حضرت خضر علیہ السلام سے نہ ملا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے اتنی مسافت ہے، جو وہ اس کے درمیت کسی جگہ قرآن پاک میں علم جس کا ہونا ثابت

اب ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم لدنی کا ہونا بیان کیا جاتا ہے، سو جب کہ شریعت

کنی خدا را بینی کہ گویا اورا می بینی۔ واگر تو اورا نمی بینی بدانی کہ او ترا می بیند۔ پس نماز کرے کہ جیسے تو اُس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اُس کو نہیں دیکھ رہا ہے تو یہ سمجھے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ قیامت پر سید، فرمود کہ از تو زیادہ نمی دانم۔ پس ترجمہ قیامت پرسید و زمن کے بارہ میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اُس نے قیامت کی نشانیاں پوچھیں آپ نے نشان داد۔ پس ترفرمود کہ جبرئیل بود، برائے آموختن دین شما آمدہ بود۔ ازیں حدیث معلوم می شود کہ سوائے عقائد و اعمال کمالے دیگر است مسمّٰی باحسان کہ آن ولایت است۔ و ازیں معلوم ہوتا ہے کہ سوائے عقائد و اعمال کے کوئی اور دوسرا کمال بھی ہے جسکا نام احسان ہے کہ جسکو ولایت کہتے ہیں صوفی را چوں محبت الٰہی مستولی شود کہ در اصطلاح فنائے قلب گفتہ شود دل او بشاہد محبوب درویش پر جب محبت خدا غالب ہوتی ہے کہ صوفیہ کی اصطلاح میں اُسکو فنائے قلب کہتے ہیں۔ اُس کا دل محبوب حقیقی مستغرق و مستہلک می باشد و بغیر او متوجہ نمی شود و در ہر حالت خدا را می بیند کہ رویت او (یعنی اللہ تعالیٰ) کے دیکھنے میں ہمہ تن مصروف اور اُسی میں فانی رہتا ہے و سوائے اللہ کے اُسکی کسی طرف توجہ نہیں ہوتی در دنیا عادۃً ایں حال ست لیکن صوفی را دریں وقت حالتے ست کہ گویا خدا را می بیند و پیش او ست۔ ایں حالت میں حقیقۃً خدا کو نہیں دیکھتا کیونکہ دیکھنا اللہ کا دنیا میں محال ہے لیکن صوفی پر اس وقت ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے۔ ازیں حالت صوفی بحکمت خود را بریں حال میدارد، رسول کریمؐ ازاں حالت خبر داد کہ بدانی خدا را کہ او ترا می بیند۔ دلیل دیگر آں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ در بدن انسان پارہ گوشت است کہ اگر وے صالح شود تمام بدن صالح شود و اگر وے فاسد شود تمام بدن فاسد شود

گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ اچھا ہے تو تمام بدن اچھا ہے، اگر وہ خراب ہے تو تمام بدن خراب ہے
وآں دل است وشک نیست کہ صلاح دل کہ سبب صلاح بدن باشد، آنرا صوفیہ قلب
اور وہ دل ہے، اور شک نہیں ہے کہ اصلاحِ دل اصلاحِ بدن کا باعث ہے، اس کو صوفیہ قلب
قلب می گویند چوں در محبت الٰہی فانی شود و نفس در ہمسائگی او متاثر شود و از آلودگی باز ماند
قلب کہتے ہیں جب محبتِ الٰہی میں فانی ہوتا ہے اور نفس اُسکی ہمسائگی میں اس سے متاثر ہو کر اپنے مکروہ فریب سے باز رہتا ہے
وحب فی اللہ وبغض فی اللہ کسب کند، لاجرم تمام بدن مطیع و فرمانبردار شرع شود، اگر
وہ پھر محبت اور بغض اللہ کے لئے حاصل کرتا ہے، یقیناً تمام بدن تابعدار اور فرمانبردار شرع شریف کا ہوتا ہے اگر
کسے گوید صلاح قلب در ایمان و اعمال است لاغیر گفتہ شود کہ در حدیث صلاح قلب
کوئی کہے کہ اصلاح دل ایمان اور عمل سے ہے، اس کے سوا نہیں تو کہا جائے گا کہ حدیث شریف میں اصلاحِ دل
را سبب صلاح بدن فرمودہ و صلاح بدن عبارت است از اعمال صالح، پس صلاحِ قلب
کو اصلاحِ بدن کا باعث فرمایا ہے اور اصلاح بدن سے مقصود اعمالِ صالح ہیں، پس اصلاحِ قلب
اگر مجرد ایمان را گفتہ شود، مجرد ایمان غالباً بدون صلاح بدن ہم می باشد، و اگر مجموعۂ ایمان
اگر خاص ایمان کو کہا جائے تو صرف ایمان غالباً بدون اصلاح بدن بھی ہوتا ہے، اور اگر مجموعۂ ایمان
و اعمال را اصلاح قلب گفتہ شود، پس آں را سبب صلاحِ بدن گفتن درست نہ باشد،
و اعمال کو اصلاحِ قلب کہا جائے، پس اس کو سبب صلاح جسم کہنا درست نہیں ہوگا
دلیل سوم آں کہ اجماع منعقد است بر افضلیت علی بر غیر شاں، و در علم و عمل
دلیل تیسری یہ ہے کہ اجماع منعقد ہے حضرت علی کے افضل ہونے پر غیر شاں، اور علم و عمل میں
غیر تھا یہ باہم شرکت دارند، و ہیچ یک از ہمہ رسول کریم شنیدہ نبود کہ اگر دیگرے مثل جبل احد
سونا ہے غیر ان میں شرکت رکھتے ہیں، باوجود اس کے کوئی یہ نہیں سنتا کہ اگر کوئی شخص پہاڑ احد کے

زر در راہ خدا خرچ کنند بہ برابر تیم صحابہ جو کہ کسی نے در راہ خدا خرچ کردہ باشند نمی تواند شد۔

سونا چاندی خدا کی راہ میں خرچ کرے، تب بھی میرے صحابہ کے آدھ سیر جو کے برابر نہیں ہو سکتا۔

پس این نیست مگر از سبب کمال باطنی کہ بسبب صحبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باطن ایشاں

کہ جوہر ایمان است صیقل خورد، بخدمت او خرچ کردہ اند، اگر سبب کمال باطنی کہ از صحبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

از باطن پیغمبر خدا مستنیر شدہ، اگر اولیائے امت این دولت یافتند از صحبت پیران یافتند

کہ جوہر ایمان باطن پیغمبر خدا صلعم کہ باطن ایشاں روشن گردانیدہ اگر اولیائے امت این دولت یافتہ اند از صحبت پیران یافتہ اند

و بو سادات از باطن پیغمبر خدا مستنیر شدند، و تفاوت میان ہر صحبت آں صحبت ظاہر است،

اور ان کے وسیلے وہ پیغمبر خدا صلعم کے باطن سے منور ہوئے ہیں، اور اس صحبت اور اس صحبت میں فرق ظاہر ہے

پس معلوم شد کہ سوائے کمالات ظاہری کمالیست باطنی کہ آں تفاوت در جہات بسیار دارد،

پس معلوم ہوا کہ سوائے کمالات ظاہری کے کمال باطنی بھی ہے کہ وہ درجوں میں بہت فرق رکھتا ہے

چنانچہ حدیث قدسی بر آں دلالت می کند کہ حق تعالیٰ می فرماید ہر کہ بمن یک وجب نزدیکی

چنانچہ حدیث قدسی اس پر دلالت کرتی ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے ایک بالشت نزدیکی

ہوئے من بوے یک گز نزدیکی جویم و ہر کہ بمن یک گز نزدیکی جوید من بوے یکباع نزدیکی

ڈھونڈتا ہے میں اس سے ایک گز نزدیکی ڈھونڈتا ہوں، جو شخص مجھ سے ایک گز نزدیکی ڈھونڈتا ہے میں اس کی طرف

یکباع نزدیکی جویم، و فرمایہ کہ بندہ ہمیشہ بمن نزدیکی جوید اجابت یافتہ، تا آں کہ من او را

ایک باع نزدیکی ڈھونڈتا ہوں، اور فرمایا کہ بندہ ہمیشہ مجھ سے نزدیکی ڈھونڈتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو

دوستے دارم، چوں او را دوست دارم من نیز او را نزدیکی و قربت بسیار دارم،

دوست رکھتا ہوں، جب اس کو دوست رکھتا ہوں تو میں بھی اس سے نزدیکی اور قربت بہت رکھتا ہوں،

پس معلوم شد کہ سوائے کمالات ظاہری کمالیست کہ تفاوت در آں بسیار است،

چوتھی دلیل یہ ہے کہ ایک بڑی جماعت کا اتفاق بھی کذب عقل محال جانتی ہے

جماعت ہے قسمے است کہ ہر ہر فرد شان بسبب تقوی و علم بسے درست کہ تہمت کذب بروے

روا نباشد نہ بزبان علم و تحمل زبان خبر می دہند کہ ما بسبب صحبت مشائخ کہ سلسلہ صحبت شان

روا نہیں ہو سکتی۔ علم کی زبان اور زبان کی تسلم سے خبر دیتے ہیں کہ ہم کو صحبت مشائخ کی وجہ سے کہ ان کی صحبت کا

برسول کریم صلعم می رسد در باطن حالتے پیدا آمدہ سوائے عقائد و فقہ کہ قبل از صحبت شان بود

مستفاد کردہ بسے چیزہا کہ بغیر صحبت ہرگز ہیچ کتاب و سنت پیدا ہوئی نبود سوائے عقائد و فقہ کہ ان کی صحبت سے

مثل ایمان و زیں حالت کہ حاصل شد بصحبت خدا و دوستان خدا و اعمال صالح و توفیقات

است از رستہ تا و ایں حالت کہ بجز حاصل ہوئی محبت خدا کے ساتھ اور ان کے دوستوں کی ساتھ اور نیک

حسنات در سنن و در اعتقادات و غیرہ شدہ، و ایں حالت کہ البتہ کمال ست موجب کمال

توفیقات و غیرہ ہا و غیرہ کی چیزی زندہ ہوئی اور یہ حالت کہ بیشک کمال ہے۔ کمالات کا سبب ہے

دلیل پنجم: خرق عادت و ایں دلیل ضعیف است۔ گوئیم: نظوم تقوی از

باکراں دلیل: خرق عادت بیّن یہ دلیل ضعیف ہے، مگر یہ تقوی کے ساتھ ملا ہوا

ہر مستدل می شود، و بہ کمال دلالت دارد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ہیں اور یہ تیسری دلیل ہے اور کرامات پر دلالت کرتا ہے:

و نیز قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکور کے آخر کتاب الاحسان میں فرماتے ہیں:

بدان! کہ ہر چہ مستدل می نیک کرے تجھ کو یہ جو کچھ کتاب اور سنت میں کہا گیا ہے اور

پس در صورت اسلام اور صورت شریعت کی ہے اور مغز اور حقیقت اسکی درویشوں کی

جہل اور کفر ہے بلکہ یہی شریعت ہے کہ خدمت درویشوں میں جب تعلق علمی وجہتی کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے رکھتا ہے، اس سے پاک ہوتا ہے، اور برائی نفس کی دور ہو کر نفس مطمئنہ ہوتا ہے اور خلوص عمل ہوتا ہے، پھر یہی شریعت اس کے حق میں بامغز ہو جاتی ہے اور نماز اسکی اللہ کے نزدیک تعلق دوسرا بہم پہنچاتی ہے اور دو رکعتیں اس کی اوروں کی لاکھ رکعتوں سے بہتر ہوتی ہیں اور اسی طرح سے روزہ اُس کا اور صدقہ اُس کا" تمام ہوا کلام قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا۔

علاوہ دلیل مذکورۂ بالا کے یہ دلیل صریح علم باطن پر دلالت کرتی ہے کہ اگر صرف علم ظاہر ہوتا علم باطنی نہ ہوتا تو از روئے انصاف عقل ظاہری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سب صحابہؓ سے بہتر ہوتے، کیونکہ علم حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے سب سے زیادہ پھیلا ہے اور اگر ترقی اسلام پر انحصار بزرگی کا ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب اُمت میں بہتر ہوتے کیونکہ جسقدر اسلام نے آپکے زمانہ میں ترقی کی اُس قدر کسی اور صحابی کے وقت میں ترقی نہیں کی۔ اور اگر کثرت محبت پر حصر ہوتا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سب سے بہتر ہوتے۔ کیونکہ جس وقت اُنھوں نے سنا کہ جنگ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہو گیا، تو اُنھوں نے اپنے سب دانت توڑ ڈالے، اور اگر دنیا سے دست برداری پر حصر ہوتا، تو اصحاب صفہ خلفائے راشدین اور عشرہ بشرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر سبقت لیجاتے۔ لیکن باتفاق اُمت میں خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہے گئے ہیں۔ اب میں ان کی بہتری کا سبب اور صحابہؓ کے مقابلہ میں بیان کرتا ہوں، اور وہ کیا چیز ہے کہ جس نے ان کو سب سے بہتر بنایا؟ ان کی شان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسا فرمایا ہے کہ مَا صَبَّ اللّٰہُ فِیَّ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز میرے سینہ میں نہیں ڈالی مگر میں نے اُسکو ابوبکر کے سینہ میں ڈال دیا) اس حدیث شریف سے بین طور پر

یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ علاوہ علم ظاہر کے ایک اور علم باطن ہے کہ جو سینہ میں پڑتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (ترجمہ: کیا ہم نے نہیں کھولا تیرے سینے کو تیرے فائدہ کے لئے) علم ظاہر کا تعلق زبان، کان اور آنکھ سے ہے۔ یعنی زبان سے پڑھتے ہیں اور کان سے سنتے اور آنکھ سے دیکھتے ہیں مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں چیزوں کو نہ فرمایا۔ بلکہ یوں فرمایا کہ اللہ کی طرف سے جو چیز میرے سینہ میں پڑی وہ میں نے ابوبکرؓ کے سینہ میں ڈال دی۔ یہ شرف کسی صحابی کو حاصل نہیں، اور تعلق اس علم کا علم لدنی سے ہے۔ اگر تعلق اسکا علم ظاہر سے ہوتا تو حضرت سیدنا پاک صلعم یوں فرماتے کہ جو کچھ میں نے اللہ کی طرف سے سنا میں نے ابوبکرؓ کو دوسری حدیث شریف میں یوں ارشاد فرمایا کہ عمرؓ کی تمام عمر کی نیکیوں سے ابوبکر صدیقؓ کی ایک نیکی بہتر ہے اور تیسری ارشاد فرمایا کہ تمام اُمت کا ایمان ایک پلہ میں رکھا جائے اور ابوبکرؓ کا ایمان دوسرے پلہ میں تو بھاری ہوگا ایمان ابوبکرؓ کا۔ ان احادیث نبوی صلعم سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ علم ظاہر کے کوئی دوسرا علم ہے کہ جس کی وجہ سے ان کا ایمان ساری اُمت سے بھاری اور ان کی ایک نیکی حضرت عمرؓ کی تمام عمر کی نیکیوں پر سبقت رکھتی ہے۔ اور تعلق اس کا قلب سے ہے چنانچہ کسی شخص نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ دونوں محبت کرتے ہیں، اور بن آپ کا نوکر ہے اگر محبت ہوتی تو برابر نہ ہوتے۔ اس سائل کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا (شعر)

احب قلبی و مادری حبہ لہ ولود لے ما قام فی الشمن

میرے دل نے محبت کی خدا سے اور میرے جسم نے نہ کیا۔ اگر جسم محبت کرتا تو فرق نہ ہوتا۔

اگر صرف علم شریعت ہی ہوتا اور علم باطن نہ ہوتا تو بہت سے علماء ان صحابہ سے بہتر ہوتے کہ جو عالم نہ تھے اور بہت سے مجاہدین ان صحابہ سے بہتر ہوتے کہ جن صحابہ کو جہاد کا موقع نہ ملا۔ تو عقل معاش اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ ان پڑھ صحابہ عالم سے بہتر ہو اور غیر مجاہد صحابہ سے مجاہد بہتر ہو اور آپ

صحابہؓ کی عمر نے وفا نہ کی۔ اور ان کو کثرتِ عبادات اور صدقات اور خیرات کا موقعہ نہ ملا جس
وہ اُمتی بہتر ہونا چاہیئے جو اس پر ان کے بعد ان اعمالِ خیر کا عامل ہوا۔ لیکن بنظرِ عمیق واردِ حقیقت
معاملہ کا اتفاق اس بات پر ہے کہ صحابہؓ کی شان تو کہیں بڑھ کر ہے۔ ان کے دیکھنے والے
تابعین اور تابعین کے دیکھنے والے تبع تابعین اور وہ بھی دنیا کے کسی خطے سے کسی نسب کے کیوں نہ ہوں تو
انکے درجہ کو اُمت میں ہم شریعت ہو یا ہم طریقت اور وہ بھی دنیا کے کسی خطے سے کسی نسب کے ہوں بہتر
ہوں تب بھی اونی تابعی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ یہ کیا ہے؟ یہ سب خاتم النبیین صلعم کی صحبت کی برکت
اور قربِ زمانہ نبوت کا سبب ہے کہ جو خلوص اور نورانیت اور حقانیت ان کے دلوں میں
آفتابِ نبوت نے ڈالی اور اُن کے دلوں کو روشن کیا وہ کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ حضرت مولانا
رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اسی ارشاد کو اسی مطلب میں خواجہ عبید اللہ احرارؒ فرماتے ہیں:

علم آموزی طریقش قول است — حرف آموزی طریقش فعل است

علم سیکھنے کا طریقہ قول ہے — حرف سیکھنے کا طریقہ فعل ہے

فقر خواہی آں بہ صحبت قائم ست — نے زبانت کار می آید نہ دست

گر تو فقر اپنا ہی تو اسکا انحصار صحبت پر ہے — نہ تیری زبان اس میں کام آویگی نہ ہاتھ

اور باوجود علم ظاہر میں مکمل ہونے کے حضرت مولینا رومؒ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شمس تبریز
رحمۃ اللہ علیہ سے علم باطن حاصل کیا اور یہ فرمایا:

ہیچ چیز خود بخود پیدا نہ شد! — ہیچ آہن خود بخود تیغ نہ شد

کوئی چیز اپنے آپ پیدا نہیں ہوئی — اور نہ کوئی لوہا اپنے آپ تلوار ہوا

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم — تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

مولوی تب تک مولائے روم نہ ہوا — جب تک شمس تبریزی کا غلام نہ بنا

گر نہ علم حال فوق قال بودے نشدے — بندہ عباس بخارا خواجہ نشاپور نہ

اگر علم حال علم قال پر فوقیت نہ رکھتا تو یہ کب ہوتا کہ بخارا کے سوداگر خواجہ نشاپور کے غلام بنتے

اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر نور شمس ہدایت و آفتاب نبوت کے ہیں اور اولیا سے اُمت۔ تو جسقدر آفتاب اور چراغ میں فرق ہے، اُسی قدر صحبت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور صحبت اولیا میں فرق ہے۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صحبت اولیا کی یہ تعریف فرماتے ہیں:

یک زمانہ صحبتے با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایک عرصہ تک اولیا کی صحبت میں رہنا — سو سال کی خالص عبادت سے بہتر ہے

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی — چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

اگرچہ تو بے کار پتھر مرمر ہے — لیکن جب کسی صاحبدل کے پاس پہنچے تو گوہر بنے گا

جب صحبت اولیا کا یہ اثر ہے کہ ایک ساعت اولیا کی صحبت سو برس کی عبادت خالص اور ریاضت سے بہتر ہے اور ٹھوکریں کھانے والے پتھر صحبت سے گوہر بنجائے تو پھر بلا صحبت خاتم النبیین صلعم کے کیا بات اور بزرگی اور خوبی کا کون اندازہ کرسکتا ہے، اگر تمام انسان برسوں کا تیل جمع کریں اور اُس کو ایک شب میں اور ایک ہی وقت میں جلائیں تب بھی اسکی روشنی مثل دن کے نہیں کرسکتے اسی طرح آفتاب نبوت کے صحبت یافتوں کی بھی کوئی برابری نہیں کرسکتا۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ مجھکو رسول اللہ صلعم سے دو علم پہنچے ہیں، ایک تو یہ علم کہ جو تم کو پہنچایا اور ایک دوسرا علم ہے اگر ظاہر کروں اسکو تو حلق میرا کاٹ ڈالے، اس حدیث شریف سے ہر ذی ہوش پر ظاہر ہے کہ علم باطن الگ ہے الگ معلوم ہوگیا۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیا رحمۃ اللہ علیہم اور عام مومنین کے علم اور عمل اور تفاوت درجات کا حال ہر ایک شخص کی عقل میں یوں خوب آجائیگا کہ مکان کے اندر ایک طرف دیوار کے قریب چراغ جلا دیا جائے اور اُس کے مقابلہ

سے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب خواجہ عزیزاں علی راقم کی تعریف ہے۔

پردہ سری طرف دیوار کے قریب کوئی کھڑا ہو جائے تو جتنا اس کا قد ہوگا اتنا ہی سایہ پس پشت دیوار پر پڑیگا اور جوں جوں وہ شخص چراغ سے قریب ہوتا جائیگا اسیقدر اس کا سایہ بڑھتا جائے گا اور جب وہ چراغ سے نہایت قریب ہو جائیگا اور ہاتھ کا انگوٹھا چراغ کی لو کے قریب کر دیگا۔ تو اس کے انگوٹھے کا سایہ تمام مکان کو گھیر لے گا۔ اسی پر قیاس کرو کہ جو شخص جسقدر خدا کی جناب میں زیادہ قریب ہوگا اسکا سایہ اسقدر زیادہ درست اور بلند اور وسیع ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ اولیاء کے مقابلہ میں سبقت لیگئے ہیں اور اسی وجہ خاص سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ سے بہتر ہیں کہ قرب حق میں نہایت قرب ہیں۔ لہذا ان کا ایمان سب کے ایمان سے بڑی اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی تمام عمر کی نیکیوں سے انکی ایک سانس بہتر۔ مذکورہ بالا بیان سے یہ بات صاف معلوم ہوگئی کہ بزرگی اور برتری کسی کی صورت و شکل حسب و نسب مال و جاہ اور علم پر نہیں ہے بلکہ جسقدر جو شخص خدا سے زیادہ ڈرنیوالا ہوگا اسی قدر وہ مقرب بارگاہ صمدی ہوگا اور اسیقدر اسکے فضل کی قدر خدا کے نزدیک ہوگی۔ اور اس امر کی تصدیق قرآن پاک سے ہوتی ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (حجرات) تحقیق تم میں سے خدا سے زیادہ ڈرنیوالا (پرہیزگار) اللہ کے نزدیک زیادہ باعزت ہے۔ اسی آیت کا ترجمہ مولانا محمد رمضان صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کیا ہے،

یا بو سید یا ہو گوالا — جس گھر ستوی وہی اوا

اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

بشنو از عشق شوی ترک نسب کن جامی — کہ درین راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

خلاصہ یہ کہ خیر اور بڑی بزرگی ذات کو چھوڑ دے جامی نہ کیونکہ راہ خدا میں حسب نسب کوئی چیز نہیں ہے دیکھو حضرت بلال رضی اللہ عنہ یہ غلام زادہ حبشی ہیں لیکن یہ تو کیا؟ ان جناب کی صحبت فائزہ

وہ بھی غلام ہوں کہ جنکو تابعی کہیں گے ، ان خدام تابعی کے مرتبہ کو اُمت میں کوئی امام شریعت سوائے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کہ آپ تابعین میں سے ہیں اور کوئی امام طریقت کوئی قطب مدار کوئی قطب ارشاد نہیں پہنچ سکتا ، یہ کیا ہے ! یہ صرف خیر و برکت انوار رسالت کا سبب ہے بلکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعلین مبارک شاہان روئے زمین کے تاجوں سے افضل و بہتر ہیں ۔ بقول مؤلف :-

کفشہا حضرت بلالؓ با صفا ! بہتر اند از تاجہا جملہ شہا !

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جوتیاں تمام بادشاہوں کے تاجوں سے کہیں زیادہ اچھی ہیں

ہر کہ دید آں را دانست تابعی تابعی بہ از ولی و متقی

جس نے آپ کی جوتیاں دیکھ لیں وہ تابعی ہے اور تابعی کا مرتبہ ولی و متقی سے زیادہ ہے

در مراتب آنجناب (بلالؓ) خوشخصال نے رسد صاحب نسب صاحب کمال

آپ کے مرتبہ کو ..... نہ کوئی صاحب نسب پہنچ سکتا ہے نہ صاحب کمالات

ایں بزرگی ہست از قرب مصطفیٰؐ نیست از ذکر و نماز و واتقی

یہ شرف قرب و صحبت مصطفیٰ کی وجہ سے حاصل ہوا نہ کہ جہاد و عبادت و پرہیزگاری کی وجہ سے

سینہ از سینہ منور می شود عضو دیگر در تحیر می شود

سینہ سے سینہ اسطرح منور ہو جاتا ہے کہ دوسرے اعضاء حیران رہ جاتے ہیں

زیں سبب فرمود حق جل و علا یا رسول اللہ ألم نشرح لک

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب کیا میں نے تمہارا سینہ کشادہ نہیں کیا

جائے دیگر گفت ستار کریم نفع یابد صاحب قلب سلیم

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے پھر یوں کہا کہ جو روز حشر میں قلب سلیم لائیگا وہ نفع اٹھائیگا

اگر صرف ظاہری تیل وقال وحسب ونسب وحسن وجمال پر ہی حصر ہوتا تو تمام یونان اور اہل عرب لقمان وحسینان ترکستان خدا کے مقبول ہوتے اور صرف صورت انسان پر ہی بزرگی کا انحصار ہوتا تو سب انسان برابر ہوتے، اسی مطلب اور اسی معنی میں حضرت مولانا

رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

صفتوں کے کام میں اپنے قیاس کو دخل مت دے — اگرچہ لکھنے میں شیر و شیر دونوں یکساں ہیں

خیر آنست آں کہ آدم را درد — شیر آنست آں کہ آدم می خورد

شیر تو وہ ہے جو آدمی کو کھا جاتا ہے (لیکن) شیر (دودھ) وہ جسکو آدمی کھا جاتا ہے

ہمسری با اولیا دیو را بر داشتن — انبیاء را ہمچو خود پنداشتن

ولیوں کی برابری کرنا ..... اور پیغمبروں کو اپنا سا بیس جاننا

گفت شاں ما ہمچو شما بشریم — او و شاں لیک اندر خواب و خور

اور یہ کہنا کہ ہم بھی آدمی ہیں وہ بھی آدمی — ہم اور وہ دونوں کھانے پینے میں برابر ہیں

ایں خیال جاہلاں و نقصاں — ہست بعث غی و گمراہی زیاں

جاہلوں اور نادانوں کا یہ خیال ہے — گمراہی بے راہی اور نقصان دین کا باعث ہے

ہر دو صورت گر ہمہ نقش برد است — آب تلخ و آب شیریں را صفت ہست

اگر دونوں کی صورت کھینچنے والے نے برابر کھینچی ہو — میٹھے اور کڑوے پانی کی صفت کیا یکساں ہوتی ہے

ہر دو یک سنگ خورد از نیش و نحل — پاک شد ز اعماش و زیں دیگر مسل

ہر دو گوں آبگینہ خوردہ آب — زیں چگونہ گشت و زاں خوش و خراب

دشمن کی مثل:

ہر دو گوں آبگینہ خوردہ آب — زیں چگونہ گشت و زاں خوش و خراب

ساتھ کمال تقویٰ کے، اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے، اور کمال تقویٰ بغیر ولایت کے
حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ ذکر کیا گیا، رذائل نفس، حسد، حقد، کبر، ریا، سمعہ، عجب، دنیت، و
سوائے اس کے کہ حریت اسکی کتاب و سنت و اجماع سے ثابت ہے۔ جبتک زائل نہو کمال
تقویٰ کا کیونکر درست ہو، اور یہ متعلق ہے ساتھ فنائے نفس و ترک معاصی کے، تقویٰ عبارت
اس سے ہے، اور معتبر ہے ساتھ اصلاح جسم کے کہ بیچ اصلاح دل کا ہے جیسے کہ حدیث شریف
میں ذکر ہوا کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ صالح ہو تو تمام بدن صالح ہو
اور اگر وہ خراب ہو تو تمام بدن خراب ہو۔ اور وہ دل ہے اور اسکو صوفی فنائے قلب کہتے ہیں،
و ریت عبارت فنائے نفس سے ہے، صوفیا کہتے ہیں راہ کہ در صد و نیم ہمی رفت تمام است
یعنی فنائے لطائف خمسہ عالم امر ظلمت، روح، سر، خفی، اخفیٰ و فنائے نفس، تصفیہ لطیفہ قلب
کہ عبارت صحت بدن سے ہے۔ تقویٰ ساتھ کثرت نوافل کے تعلق نہیں رکھتا ہے اور تقوے
عبارت ہے عامل ہونا واجبات کا اور پرہیز کرنا منہیات سے ادا کرنا فرائض و واجبات کا بغیر نقوص کے
اعتبار نہیں رکھتا ہے قال اللہ تعالیٰ فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین (ترجمہ: پس خدا کی عبادت
اسکو شرک سے خالص کرکے) پس تحصیل کمالات ولایت فرائض (رہ) (ترجمہ: پس کمالات ولایت کا حاصل
فرض ہوا) چونکہ حاصل کرنا ولایت کا ایک امر ہے وہبی مقدور نہیں ہے یعنی انسان کے قبضہ اور قدرت
باہر ہے اور تکلیف بقدر طاقت ہے، اسی واسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے فاتقوا اللہ ما استطعتم
(ترجمہ: یعنی پرہیز کرو تم از رضامندی خدا کے جس قدر کر سکو تم) پس حکم کیا گیا جان توڑ بذل
(یعنی کوشش کرنا) و تبلیغ (یعنی دست دراز کرنا) اس کی تحصیل میں واجب ہے، دوسرے یہ کہ
ولایت کے مرتبے بے نہایت ہیں، جیسے کہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

بخشش نہایتے ندارد سعدی را سخن بایں
بیرد تشنہ مستسقی دریا ہمچناں باقی

نہ اُسکے حسن کی کچھ انتہا ہے اور نہ اسکی بات کا پتہ ملتا ہے — مریض عشق اُسکے ہر اشارہ پر جان دیتا ہے

اسی طرح تقویٰ کی بھی بے نہایت رکعتیں حضرت خدا تعالیٰ فرماتے ہیں ان اعلمکم واتقکم

باللہ ذا (ترجمہ: تحقیق میں تم سے زیادہ عالم و متقی ہوں) جس سے ثابت ہوا ان مراتب قرب حق

میں ترقی کرنے خوف و خشیت اسپر غالب ہوتی ہے اور متقی زیادہ ہوتا ہے ان اکرمکم

عند اللہ اتقکم (ترجمہ: تم میں کا زیادہ متقی اللہ کے نزدیک زیادہ باعزت ہے)

جب تقویٰ کی نہایت نہیں تو سعی ترقی مقامات قرب و تحصیل تقویٰ میں ہمیشہ واجب لازم

اور سعی زیادتی علم بھی فرض ہوئی قال اللہ تعالیٰ وقل رب زدنی علما

(ترجمہ: کہ اے نبیؐ! اے خدا میرا علم زیادہ کر) اور قناعت کرنا مراتب قرب میں حرام

ہے کامل پر جیسے کہ حرام ہے ناقص پر۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در راہ خدا جد و جہد باید بود — تا جان باقی ست در طلب باید بود

اللہ کی راہ میں تم کو جدوجہد کرنی چاہئیں — جب تک جان باقی ہے طلب میں رہنا چاہیئے

دریا دریا اگر جست ریزند — کم باید کرد و خشک لب باید بود

اگر کئی دریا تک سیر سیراب کریں — تب بھی تو کم سمجھ اور خشک ہونٹ رکھ

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے برادر نے نہایت در بیست — ہر چہ بروے می رسی بروے مایست

اے بھائی بے نہایت در گاہیں ہیں۔ — جب کسی گاہ پہنچے تو کہو ہیہات آگے ترقی کر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:-

لا ازال حتی ابلغ مجمع البحرین — یعنی ہمیشہ ہوتا ہوں میں یہاں تک پہنچوں میں جہاں دو دریا آکر ملتے ہیں

او امضی حقبا — یا چلتا ہوں کہ وہ مکان حضرت خضر علیہ السلام کا جو تعلیم آپ کی حوم ہوا تھا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے جدا ہونے لگے تو فرمایا اَحَادِثُكَ

عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (ترجمہ: کہ آؤ میں تمہارا شاگرد بن جاؤں اس لئے کہ تم

کو کچھ خاص علم عطا فرمایا گیا ہے) ہم کو بھی خضر بن کر اللہ تعالیٰ سے علم

تو کچھ حضرت تھانوی صاحب نے فرمایا بیشک درست ہے۔ کیونکہ ہر چیز میں دو جزو ہیں ایک

ظاہر اور ایک باطن، جسم ظاہر کا علاج شریعت ہے اور باطن کا طریقت۔ لیکن علاج باطن کی بہت

ضرورت ہے کیونکہ جیسے کسی کے فساد خون ہو اور فساد خون کی وجہ سے پھوڑے پھنسی وغیرہ جسم پر اٹھیں

تو زخم کے واسطے مرہم پٹی کیا جائے تو یہ فائدہ سے خالی نہیں ہے مگر کافی نہ ہوگی، بلکہ فساد خون کے لئے

مسہل اور ادویہ مصفیات کا استعمال ہوگا، کہ وہ مادہ اندرونی کو دفع کریں اور پھر ظاہر جسم پر کوئی

پھنسی نہ اٹھے، اسی طرح باطن کی خرابیوں کے لئے ذکر ہے تاکہ ہر عضو اور ہر ان زبان

ہاتھ پاؤں وغیرہ [illegible] معصیت کا نہ پائے اور جان اور جسم و دل پاک ہو جائیں اسے عزیز

اس جہاں میں ہر چیز کا علاج پر توست اسم و صفت الٰہی کا جو کہ [illegible] شریعت ہے

اور باطن کے لئے [illegible] اور [illegible] طریقت ہے جب حوالظاہر

سے جسم کے حوالباطن سے قلب [illegible] حوالظاہر سے شکل

حوالظاہر سے شکل دوا ہے، حوالباطن سے نور شفا، حوالظاہر سے ظہور انبیاء علیہم

السلام حوالباطن سے، کہ کلام نور [illegible] کس کو کہ کی اور جب جسم پر نور

نہیں تو جسم کس کو کہے اور جس دل میں نور تصدیق نہیں وہ [illegible]

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

[illegible]

[illegible]

فصل چہارم آداب شیخ و مرشد

رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مقالات الرشیدیہ فی النصیحۃ والوصیہ کے حاشیہ پر تحریر فرمائے ہیں

کہ طالب کو چاہیئے کہ ہمیشہ طلب علم دینی و تلاش نسبت صوفیا میں کہ نعمت کبریٰ ہے رہے اور

تلاش میں سب اہل دل اور مشائخ کامل کی کی۔ حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پیر کامل

کا ملنا محض بخشش رب کی ہے۔ چنانچہ حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، و حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مرزا

جان جانان شہید و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب بزرگوار اور ہزاروں

ہزار اولیاء رحمۃ پیدا ہوئے محبت حق و نور اجتبی (یعنی پیدائشی بخشش ربانی) کے تعلیم ان کے دلمیں خدا نے

ودیعت فرمائی تھی، اسے مشرف تھے کہ جن کے حالات میں کتابیں بھری ہیں، اور یہ بزرگوار سب کے

اجل ہوئے ہیں۔ گرچہ وجود تکمیل علم ظاہر کے کسی نے ایک کسی نے دو کسی نے تین، کسی نے چار مرشد کیے

ہیں اور جس طرح سلسلہ علم حدیث کا ختم المحدثین صلعم تک اپنے اپنے استادوں کا پہنچایا ہے، یعنی اسناد (مرشدان) طریقت کا سلسلہ بھی بے واسطہ یا بواسطہ میرے رسول اللہ صلعم تک پہنچا ہے جو ان کی کتابوں میں

مفصل درج ہے۔ اسی واسطے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔

ہیچ چیز از خود بخود پیدا نہ شد — ہیچ آہن خود بہ خود تیغ نہ شد

کوئی چیز اپنے آپ پیدا نہیں ہوئی — اور نہ کوئی لوہا خود بخود تلوار بن گیا!

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم — تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولوی قصہ اسوقت تک مولائے روم نہیں بنا — جبتک کہ حضرت شمس تبریزی کا غلام نہ بن گیا۔

ہذا تم سب کو چاہیئے کہ اب اس بات کو تلاش کرے کہ جس خدا کے ولی کو ہم نے ڈھونڈھ کر اس

سے فائدہ اٹھانا چاہا ہے، اس کا رب العلمین نے کیا کہیں پتہ دیا ہے، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کی کیا کیا نشانیاں فرمائی ہیں۔ اور جن لوگوں سے ہم بچنا چاہتے ہیں۔ ان کی علامت قرآن و حدیث

اور ائمہ شریعت وطریقت نے کیا بیان فرمایا ہے۔ اللہ پاک اپنے کلام مجید و فرقان حمید میں
ارشاد فرماتا ہے اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (اگر اس کے ولی ہیں تو وہ متقی (ہی) ہیں)
دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (بیشک تم میں جو زیادہ متقی وپرہیزگار ہے
وہی اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے) تیسری جگہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (بیشک اللہ
متقیوں کو دوست رکھتا ہے) چوتھی جگہ بشارت دی ہے وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ
(اور جنت متقیوں کے لئے راستہ کی تکنی ہے اور قریب ہے) غرضیکہ اس کے اور بہت سی جگہ
اللہ پاک نے متقیوں کو اپنا دوست فرمایا ہے۔ اور متقی اسکو کہتے ہیں کہ جس کام کے کرنیکا حکم
دیا گیا ہو اس پر خلوص سے قائم ہو اور جس چیز سے منع کیا گیا ہو اس چیز کو چھوڑنے والا ہو جو متبع
سنت ظاہر و باطن میں ہے وہی متقی ہے اور وہی خدا کا ولی ہے اور جو باوجود ہوش وتمیز ہونے
کے پیروی چھوڑے ہوئے ہے، ہرگز خدا کا ولی نہیں ہوسکتا چنانچہ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جب کسی نے نبی کریم صلعم کی راہ کے خلاف راستہ اختیار کیا — وہ ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچے گا

اس زمانہ میں کثر پیر اپنی وضع وقطع خلاف شریعت رکھتے ہیں جیسے نماز نہ پڑھنا، گانا
گانا پڑھنا، داڑھی چڑھانا، منڈوانا، یا کترواکر، مونچھوں کا بڑھانا، پائنچے ٹخنوں سے نیچے رکھنا
وغیرہ وغیرہ۔ شریعت پاک میں چاروں ائمہ شریعت وائمہ طریقت کے نزدیک ایسا شخص فاسق
ہے۔ امام طریقہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں
کہ جو شخص جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کرے اور اپنے ایک بھائی کی غیبت
کرے اور دوسرے بھائی آپ کی کتاب قرآن کو جو آپ پر نازل ہوئی تھی نہ مانے، اور آپ کے
چلے ہوئے راستہ میں حق تعالیٰ کی طرف نہ چلے وہ ہلاک ہوا اور پھر گمراہ ہوا اور پھر ہوا ہی دونوں

قرآن و شریعت حق تعالیٰ کی طرف راستہ دیکھنے والے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ فاسق کی تعریف کرنے سے عرش معلیٰ کانپتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ ؛ بیشک اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں کرتا لیکن جاہل ایسے لوگوں کو ولی جانتے ہیں اور وہ فاسق پیر اپنی ولایت کا ثبوت جاہلوں کی زبان سے سنکر خوش ہوتے رہتے ہیں جاہل یہ کہتے ہیں کہ میاں صاحب نماز نہیں پڑھتے ہیں روزہ نہیں پڑھتے ہیں حج کو نہیں جاتے ہیں پڑھنے کی ضرورت نہیں اور سچے لباس حلال سے اپنا پیٹ پالتے ہیں یہ صاحب کوئی کچھ پوچھے ہے تو کچھ مدہوش سی باتیں بکتے ہیں بس یہ ہیں ولی اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ پیروں سے مسلمانوں کو بچائے اور سچے متقی اللہ والوں کو صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ عبادت الٰہی سے کوئی علیحدہ شخص کیا اعلیٰ شرافت اور کیا اعلیٰ طریقت کوئی بتلا دے کہ جن متقیوں کو اللہ اپنے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو بنا کر اپنا محبوب بنانے کا حکم دیتا ہے وہ عجب بے سمجھی اور سچائی ہے کہ جن متقیوں کو اللہ اپنے رسول کا پیرو بنا کر اپنا محبوب بنانے کا حکم دیتا ہے اور جن فاسقوں کو خدا اپنی ولایت سے علیحدہ فرماتا ہے ان فاسقوں کو خدا ایسے لوگوں کی پیروی سے منع فرماتا ہے جن کو اللہ نے اپنا محبوب بنانے کا حکم فرمایا ہے کاش مسلمان اس آیت کے موافق پیروی کرتے تو مسلمان کبھی ذلیل نہ ہوتے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا

اللہ تعالیٰ میری پیروی سے تم کو اپنا دوست کر لیگا) دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے مَآ اٰتٰىكُمُ
الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (جو کچھ میرا رسول تمہارے پاس لائے تم اسکو
اختیار کرو اور لیو اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہو) اس ارشاد رب العباد کے خلاف
جس چیز کو رسول اللہ صلعم منع فرماتے ہیں اسکو کرتے ہیں اور جس چیز کے کرنے کا حکم دیا ہے اسکو
چھوڑتے ہیں، لیکن دعوی ولایت اور مسند ہدایت اپنے کو جانتے ہیں رَبَّنَا اهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ. رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا. جن لوگوں کی تربیت میں احکام شریعت
کی وقعت نہیں، مگر جن ہوا میں ان کی وقعت اور بہبود اس لوگ اسپر تکیہ ہوئے ہیں کہ فلاں
گدی میں ہمارے خاندان کے لوگ مرید ہوتے آئے ہیں ہم بھی اسی جگہ مرید ہوں گے اور اکثر
جگہ پیروں کا طریقہ بھی یہی ہے کہ باپ مرا اور انکا بیٹا اس کی جگہ بیٹھا اور دستار اسکے سر پر
باندھ دی گئی اور وہ پیر بن بیٹھے، نہ اس نے کچھ طریقہ سے کیا سیکھا اور نہ اس کو اجازت
بمقابلہ طریقت کی گئی ہے، نہ وہ اتباع شریعت پر قائم ہوا ہے مگر مریدوں اور گھر والوں نے
کہدیا پیر ضرور ہی بنا دیا، یہ طریقہ بد سلوک سے شروع ہوئے اور بہ مجبوریت پیر بن کر گدی پر بیٹھ جانا،
ایسے لوگوں سے بیعت ہونا، ایسے پیروں کا لوگوں کو مرید کرنا، بالکل غلط اور سراسر مخلوق کے خسارہ
ہے، بزرگ کے انتقال کے بعد اس بزرگ سے اولاد نرینہ سے یا اسکے مریدوں میں سے جس نے سلوک
سے کیا ہو اور اسکو اجازت بیعت کرنیکی مل گئی ہو اور اہلیت بھی ہو جو سب سے اچھا اور لائق موافق تحقیقات
تمام کے ہو اس کے ہاتھ پر دستار باندھنی چاہیئے، ولایت کسی کے باپ کی جاگیر نہیں ہے
کہ بعد خود فرمانے کے پسر کے نام کر دیا جائے، اگر جسکو ولایت فرد دے اسکی اتباع
سب کو کرنا چاہیئے، اور بیعت ہونے کی کسی کو ضرورت نہیں ہے بلکہ صراط مستقیم پر چلنے
والے جس کو اپنا ذریعہ نجات سمجھیں اور بزرگ سے انتقال کے بعد سلسلہ کے لوگ

ہر کہ او از کشت خود گوید سخن — کشت او را آفتش کن بے بدل

جو بگوید وہ اپنے کشف سے بات — تو اسکے کشت کی ہوتی ہے برباد

برائے راستی مبعوث آمدیم — نہ بہر کشت و کرامت آمدیم

ہم شریعت حکم ما را بندہ است — ہم طریقت زیر دست ما پست

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ [illegible] فرماتے ہیں کہ صحبت اس صاحب سے

بچ رہ عشق کی صحبت سے بچاؤ اور جو شہ مانگ پہ چیلا ہے زنار سے کفر ہو

زنار کفر زنار ہے اور ہو کہ [illegible] کچھ نہیں اس کی

دنیا سے [illegible] بات [illegible] اور [illegible] کا اگر [illegible]

[illegible] کہ [illegible] تو [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

چوں قبول حق بود آں مرد درست — دست او دست خدا است

جس بندہ کو خدا اپنا مقبول کرے — اُسکا ہاتھ تمام کا ہاتھ خدا کا ہے

ظاہر میں متبع سنت ہو، اُسکے دیکھنے سے خدا یاد آئے، اُس کی صحبت میں بیٹھنے سے محبت دنیا سرد ہو اور محبت خدا و رسول غالب ہو، وساوس شیطانی و خطرات نفسانی کم ہوں، وہ خدا کی یاد میں اکثر مشغول رہتا ہو، اپنی تعریف نہ کرتا ہو، طامع نہ ہو قانع ہو، ضروریات کو زیادہ فضولیات کو چھوڑنے والا ہو، اسکی صحبت میں دنیا کی باتیں کم ہوتی ہوں، اکثر ذکر خیر ہوتا ہو، اس کے مرید اکثر نیک ہوں، خدا و رسول کی محبت کا جذبہ رکھتے ہوں، جب یہ باتیں اُسمیں موجود ہوں تو اُسے شیخ بنانے میں لیکن قبل از بیعت استخارہ کر لینا چاہیئے، کیونکہ استخارہ کرنا سنت ہے اور پیران غیر کاملہ کے شر سے بچنے کا یہی طریقہ ہے اگر استخارہ میں بھی اس بزرگ کی خوبی معلوم ہو تو ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ہو جائے، رشد و ہدایت اس سے ضرور فائدہ پہنچے گا، اگر مقدر سے بوجہ شامت اعمال باطنی فائدہ نہ بھی پہنچے تو نقصان بھی نہ ہوگا اسکی صحبت اور پیروی بخشش کے واسطے کافی ہوگی، حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں،

پیر را گزیں کہ نبود پیر ایں سفر — ہست او پُر آفت و خوف و خطر

اپنے لئے مرشد بنا کیونکہ بغیر پیر کے یہ سفر — نہایت پُر آشوب و خطرناک ہے یعنی شیطان

دامن او گیر زود و تر بہ یاں — تا رہی از آفت آخر زماں

بے شک اس بندہ خاص کا دامن جلد پکڑ — تاکہ تو اس آخری زمانہ کی آفتوں سے بچے

فصل پانچویں در بارۂ اثبات بیعت!

اے عزیز، جب تجکو مشیخ ان عنایات کا ہیں سے کہ جسکی شناخت فصل دوم میں کی جا چکی تو تجکو اس سے بیعت ہو جانا چاہیئے، کیونکہ بیعت ابتدا سنت ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل میں ایک فصل مفصل درباره استدلال بیعت تحریر فرماتے ہیں کہ جو قرآن و حدیث سے مستنبط کیا گیا ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بیعت ہونا سنت ہے اور اس میں تحقیق شاہ عبدالرحیم صاحب ولی اللہ صاحب و شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ہے۔ اور سلسلہ ارشاد و تلقین میں قائل تھے اللہ صاحب ذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اخذ طریقت واجب ہے اور طلب طریقت مستحب اور بیعت ہونا سنت ہے" اور کثیر از علماء و صلحاء نے سلسلہ طریقت میں بیعت کی ہے چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جو ہندوستان میں حدیث کے مرکز ہیں علم طریقت میں بیعت ہیں۔ اور علم طریقت میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور سب علم شریعت کی سند کے بعد دیگرے رسول اللہ صلعم تک پہنچتی ہے۔ سیطرح علم طریقت کی سند بھی عن فلان عن فلان بسب بزرگ کرام سینہ بسینہ تلقین پہنچتے ہیں۔

فصل چھٹی حقوق پیر و آداب مرید میں

اے عزیز جب تجھکو یہ معلوم ہوگیا کہ بیعت ہونا سنت ہے اور علم باطن کا حاصل کرنا فرض ہے تو بیعت ہو کر کسی عارف تک اپنے پیر کی خدمت میں رہ۔ کیونکہ پیر حقیقی نائب پیغمبر ہے تاکہ تجھکو نفسانی دھوکے اور شیطان کے بچے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ "جو بے ادب فضل حق سے محروم رہتا ہے" اور فرمایا ہے حضور نے "جس چھوٹے نے بڑے کا ادب نہیں کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے" بزرگ انسان کو بزرگی سے ادب ہی نے پہنچایا ہے کسی شاعر نے عربی میں کہا ہے:

شرف الانسان بعلم و ادب ۔۔۔ ولا بمال ولا بالنسب

انسان کی بزرگی علم و ادب سے ہے ۔۔۔ نہ کہ مال اور حسب و نسب سے

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

ادب تاجیست از فضلِ الٰہی — بنہ بر سر ہر جا کہ خواہی

ادب خدا کے فضل سے ایک تاج ہے (چنانچہ) ادب کا تاج سر پر رکھ، اور جہاں چاہے جا

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

از خدا خواہیم توفیقِ ادب — بے ادب گردم فتد از قعر ہ تب

ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں (کیونکہ) بے ادب خدا کے فضل سے محروم رہتا ہے

ب۔ یہ تھا آپ کا مسلک۔ اور یہ تھا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا

ترجمہ کہتا ہوں۔ آپ سالک مسلک معاندین نہ رہتے ہیں حقوق پیر کے تمام اہل حقوق سے بالاتر

ہیں، بلکہ نسبت نہیں رکھتے ہیں، حقوق پیر کے دوسرے کے حقوق کے ساتھ بعد مفارقت

حضرت حق جل شانہ و حسنات نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے بلکہ پیر حقیقی ہمہ رسول ہے پیر

ظاہری اگرچہ والدین سے ہے۔ مگر پیر بمعنی متعلق ساتھ پیر کے ہے پیر نہ ہو تو زندگی

بیفائدہ ہے اور پیر نہ ہو تو زندگی ہمیشہ کی ہے ناپاکی، بمعنی مرید حقیقی رہتا ہے۔ پیر کی

اپنے کمال کرتا ہے اور پاک کرتا ہے تکمیل تک کوشش توجہات نسبتہ سے بمعنی

وجہ

مریدین کے ہوتا ہے تو کوشش ہوتا ہے کہ اس مرید کی صفائی کرتے تاکہ مرید کی پیر کی

حسنات دیکھتا ہے اور یہ تک کہ پہنچتی ہے پیر کی سعادت کے ذریعہ اور وسیلہ سے مرید

خدا کے تعالیٰ تک پہنچتے ہیں ہو کہ مرید کی وفات زندگی سے بہتر ہے۔ پیر کی

ذریعے نفس امارہ جو کہ بالذات خبیث ہے، پاک نفس مطمئنہ ہوتا ہے اور اس کی برکت سے

نفس ان کا بھی ہوتا ہے اور یہی حضرت سے متعلق پڑھا ہے ع

فضیلت دینا مرید کے اختیار میں نہیں ہے، بلکہ مرید مستعد ہیں۔ بے اختیاری اعتقاد پیدا ہوتا ہے
اور اس وسیلہ کے ساتھ کمالات پیر کو اخذ کرتا ہے، اور اگر فضیلت دینا مرید کا اس کے اختیار میں ہے
اور ساتھ تکلف کے پیدا کرتا ہے، یہ جائز نہیں ہے بلکہ اس کا کچھ ثمرہ ہے اور اس کو طریق صوفیہ سے
زیادہ حصہ ملتا ہے، جس کی فطرت میں تقلید و پیروی زیادہ ہوتی ہے۔ پس دار و مدار اس جگہ تقلید
پر ہے اور حصول کا اس جگہ پیروی و تقلید انبیاء علیہم السلام پر ہے، انکی تقلید علی درجوں
پر پہنچاتی ہے، اور پیروی اتقیا کی بندگی مرتبہ پر پہنچاتی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
جو فطرتاً تقلید زیادہ رکھتے تھے اپنی سعادت سے تصدیق نبوت بہت جلد فرمائی، اور اسی
وجہ سے صدیقوں کے سردار ہوئے، اور ابوجہل لعین استعداد تقلید اور اتباع کی کم رکھتا تھا
اس لیے، اس سعادت سے فائدہ نہ اٹھایا اور وہ پیشوا ملعونوں کا ہوا، مرید جو نبی، نبی میں پیر
وہ پیر کی تقلید سے پاتا ہے، خطائے پیر صواب مرید سے بہتر ہے، اس واسطے کہ حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ سہو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آرزو رکھتے تھے یا لیتنی سہو محمد
وحضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شان بلال رضی اللہ عنہ میں فرمایا کہ سین بلال
عند اللہ شین ہے، کیونکہ بلال حبشی تھے اور اذان میں اشہد کی جگہ اسہد کہتے تھے
پس خطاء بلال کی ثواب کی وجہ سے بہتر ہے ع بر شہد تو خندہ زند اسہد بلال، اور حضرت
مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیئے کہ روئے دل تمام باتوں سے پھیر کر
پیر کی طرف متوجہ رہے اور شیخ کے موجودگی میں بے حکم اس کے نوافل و اذکار میں مشغول نہ ہو
اور اس کے خلیفوں کی طرف مخاطب نہ ہو اور ہمہ تن پیر کی طرف متوجہ رہے مگر جو حکم
واجب اس کی تعمیل کرے اور سوائے نماز فرض واجب سنت اس کے ساتھ نہ پڑھے اور ایسی
جگہ نہ کھڑا ہو کہ سایہ مرید کا پیر کے جسم پر یا اس کے کپڑے پر پڑے اور اس کے سامنے پیر نہ

رکھے اور پیر کے وضو کی جگہ طہارت نہ کرے اور اُس کے خاص برتن استعمال کو اپنے
کام میں نہ لائے۔ اُس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے، اور نہ کسی سے بات کرے
اگر کئی پیر موجود ہوں تو اُس کی اُس جگہ پر نہ بیٹھے، اور تنگ اُسکی طرف کر نہ لیٹے،
اور اُس کے کاموں پر اعتراض نہ کرے۔ کہ سوائے افسوس اور بدنصیبی کے کچھ حاصل نہیں۔
اور پیر کے احوال میں کہ اُس نے اپنے عبادت کرنے نماز پڑھنے میں پیروی کرے۔ کشف
و کرامات اُس سے نہ چاہے۔ کیونکہ معجزات طلب کرنیوالے انبیاء علیہم السلام سے کفر رکھتے
اگر کوئی شبہہ ہو تو بے توقف اُسکو عرض کرے۔ اگر شبہہ حل نہ ہو تو اسکو اپنی بے سمجھی پر حمول
کرے اور جو واقعات مرید کو پیش آئیں اُن کو پیر سے نہ چھپائے۔ کیونکہ مرید حق و باطل میں
پہچان نہیں رکھتا ہے۔ اور اگر اپنے پیر کی توجہ پر بھروسہ نہ کرے، اور ہمت پکار کر نہ کرے کہ
بے ادبی ہے۔ اور مرید کو جو فیض و فتوح ہو اُسکو بواسطہ پیر جانے۔ اگر کسی دیگر بزرگ کی
توجہ سے فیض یا فائدہ پہنچے تو وہ فیض خاص پیر ہی کا ہے کہ لطائف پیر کے مناسب اوطلب
خانہ بدوش ہیں دوسرے بزرگ کا آنکھ دیکھنا غلطی ہے۔ سچ ہے کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا
تمام ہوا کلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اب کہتا ہوں حقیر محمد ہدایت علی بجنوری عفی عنہ کہ
ہمارے حضرت نے آداب مرید و حقوق پیر فرمائے ہیں، یہ سب بجا اور درست ہیں بندہ میں نے
ان کو یہاں مختصر کیا ہے۔ لیکن یہ حقوق اور آداب ان پیروں کو سزاوار ہیں کہ جنکی صفت
بیان ہوئی ہے۔ اگر کوئی پیر ان صفات کے خلاف ہو تو وہ نہ مرشد حق کے قابل ہے اور
[illegible]

اور جس شریعت میں حرام ہے کہ کوئی مسلمان کسی سرکش سے سرکش پیر کی مخالفت کرے

تو اس کی پیروی کی ضرورت جبکہ یہ ہوس رفع مفاسد ہو تباہ کیسے ہو سکتی ہے

اور وہ پیر خود خدا سے دور ہو اور دوسروں کو بھی دور کرنے والا ہو، تو ایسے پیر کو خلیفہ شیخ

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں ؎

دستِ نفس و دستِ شیطان دیو است — زانکہ ندہد تم تکفین و دفن

نفس کا دوست شیطان کا بھائی ہے — اس سے اس جہاں اور عقبیٰ میں بچ

فصل ماہیم
جس میں آپ کے سوالات کے جوابات ہیں

دوسرا پیر کر سکتے ہیں

ان زمانہ نقلی پیر بنانے کی عام شہرت ہونے کی وجہ سے اپنے مریدوں کو غلط

مشورے دیتے ہیں۔ کہ جب میں سے ہمارے کسی طرف رجوع نہ کرنا مختار افسوس تو

تمہارے جھنڈے کے نیچے آ چکا۔ اب دوسری جگہ بیعت نہیں ہو سکتے۔ اگر ہوئے تو ہم

مختار اور مریدوں کے دشمن ہیں سے کاٹ دیں گے۔ ایسی شہادت کرنے والے

سی نقلی پیر دوں کو آتے ہیں۔ جب سے ہم سے

بے شک خدا کے نیک بندے

واسطہ پڑا ہے آپ۔

سے فرمایا کہ خدا سے ڈرو

آپ سے ملاقات کرنا

شیخ سے باطنی فائدہ پہنچ رہا ہے، اس کا بھی بلا وجہ ادھر ادھر شیخ کی تلاش کرنا اور جگہ جگہ مرید ہوتے پھرنا بوالہوسی اور نہایت خراب بات ہے، ایسے آدمی کو ہرجائی کہتے ہیں جو نہایت مذموم ہے

اگاہی بیعت شریعت میں بہت قسم کی ہے، لیکن طریقت میں رواج تین قسم کی بیعت کا ہے، بیعتِ توبہ، بیعتِ توسل، بیعتِ کسبِ سلوک واسطے قرب حق اور تزکیہ اور تصفیہ نفس کے جو تیسری بیعت کسبِ سلوک کی ہے، اسکے طالب کے واسطے اوپر لکھا گیا ہے کہ صورتہائے مذکورہ بالا میں وہ دوسری جگہ بیعت کرے اور اسکو بیعت ہو کر قرب حق حاصل کرنا چاہیئے لیکن بیعت توبہ اور بیعت توسل میں تکرار بیعت کی ضرورت نہیں۔ اب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا ترجمہ کرتا ہوں، کسی نے آپ سے سوال کیا کہ باوجود حیات پیر اگر طالب حق کے واسطے کسی دوسرے پیر کے پاس جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے اسکا جواب یہ تحریر فرمایا کہ مقصود حق تعالیٰ ہے اور پیر وسیلہ ہے طرف قرب حق کے، اگر طالب خدا اپنی ہدایت کے راستہ دوسرے پیر کے پاس دیکھے اور اپنے دل کو اسکی صحبت میں اور خدا کی محبت میں پائے تو جائز ہے کہ زندگانی پیر میں بغیر اس کی اجازت کے دوسرے پیر کے پاس چلا جائے، اور طالب ہدایت اس سے چاہے، مگر چاہیئے کہ پیر اوّل سے انکار نہ کرے اور سوائے نیکی کے اسکو یاد نہ کرے، عام طور پر پیری اور مریدی اس وقت کی سوائے رسم و عادت کے نہیں ہے اکثر پیر اس وقت کے اپنے ہی خبر نہیں رکھتے ہیں اور ایمان کو کفر سے جدا نہیں کر سکتے

کسی شاعر نے حسب موقع کہا ہے،

آگہ از خویشتن چوں نیست چنیں — چہ خبر دارد از چناں و چنیں!

جب اپنے حال سے ہی آگاہ نہیں — تو دوسروں کے حالات سے کیا واقف ہوگا

افسوس اس مرید پر کہ اس طرح اعتقاد پیر کے ساتھ کر کے بیٹھا رہے اور دوسرے

کے پاس نہ جائے اور راستہ خدا وند تعالیٰ سے دعا نہ کرے۔ یہ حضرت شیخ نجیب
پیر ناقص کی زندگانی سے طالب کو حق تعالیٰ سے جدا کرتے ہیں۔ جس جگہ راستہ نہ ہو وہاں سے
ہرگز بے توقف رجوع کرے۔ اور وسوسہ شیطانی سے پناہ مانگے۔ اور اطمینان حضرت خواجہ
نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا فتوے علمائے بخارا سے لیا ہے۔ اگر کسی بیعت
خرقہ ارادت لیا اور دوسرے سے تعلیم اور تیسرے کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ یہ تینوں ولایت
اگر ایک جگہ پہنچائیں تو بہت ہے اور جائز ہے کہ تعلیم اور صحبت کئی پیروں سے فائدہ اٹھائے اور
حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مثل میرے پیروں کے پیر کا
ہو اس کو دوسرے پیر کے پاس نہ جانا چاہیئے۔ اگر پیر ناقص سے فرد کامل ہو کر دوسرے پیر کی
طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کے ساتھ ہمیشہ جائے بلکہ ایسے پیر
کی نسبت میں بہتر یہی ہے کہ وہ ضائع کر دے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ اپنی کتاب قول جمیل میں فرماتے ہیں کہ تکرار بیعت کی رسول اللہ صلعم سے منقول ہے
اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر کہ نشینی و نہ شد تیز دلت — وز تو نہ رمید صحبت آب و گلت

جس کی کیمیا تو نہ ہوئی درجہ قہر ان نہ
در تیسرے سے فیض بہت زیادہ ہو

زنہار ز صحبتش گریزاں می باش — ورنہ نکند روح عزیزاں بگلت

قطع ایسے ویسوں کی صحبت سے جب
ورنہ روح نیک بندوں و خاصان حق

کی تجھ سے خوش نہ ہوگی۔

باب دوم

فصل اول

آپ نے اللہ عزوجل کا تسکرا دایا اور سر سجدہ سے اٹھایا، اور اس طریق جدید کو رواج دیا بفضلہ
تعالیٰ اس حضرت نے ایسی ترقی کی کہ اب کروڑوں آدمی اس سلسلہ بابرکت میں ہیں اور ہوجہ قبولیت
مثل آفتاب کی روشنی کے تمام روئے زمین پر پھیل گیا، ملک روم شام کردستان عرب عجم، ترکستان
کابل چین ہندوستان سب جگہ نقشبندیہ بکثرت ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے زیادہ
کرے آپ سے لوگ دنیا کرتے کہ آپ کے اس سلسلہ میں کیا زیادہ ہے؟ تو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے کہ ہمارے سب بزرگ اور ہمارے نانا اور سب تک پہنچتے ہیں لیکن جو طریق خدا
تک پہنچنے کا ہمارے خواجہ نے دیا ہے اس میں آسانی بہت ہے، اور اس سے بہت جلد خدا تک پہنچتا
ہے ذکر قلبی میں جذب ہوتا ہے اور ذکر زبانی میں سلوک اس واسطے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے تھے مرید نہ بنو بلکہ بھائی بنو مسلمانوں میں سے ہیں ہم نفس والوں میں سے ہیں۔

اگاہی: صوفیہ کہتے ہیں ایک مرد ہوتے ہیں ایک مرید مراد وہ لوگ ہیں جنکو خدا خود
اپنی طرف کھینچے اور مرید وہ لوگ ہیں جو خود سعی کر کے خدا کی طرف چلیں، غرضکہ جسقدر عبادات
زبانی وجسمانی وہ ملی ہیں سب کی میں اخلاص نیت اور ذکر تہی، فکر قلبی میں جذب زیادہ
ہے جذب اور سلوک میں بہت بڑا فرق ہے ایک کو خود خدا اپنی طرف کھینچے اور ایک اپنی
کوشش سے خدا تک پہنچے مثال اس کی ایسی ہے کہ ایک شخص پیدل سفر کرتا ہے ایک شخص
گاڑی یا ہوائی جہاز پر سوار ہو کر جاتا ہے ظاہر میں تو سب برابر ہیں لیکن اسی طرح
ذکر و فکر قلبی میں زیادہ ہے علاوہ اس کے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جسم کے اندر ایک
گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہے تو تمام جسم ٹھیک ہے اگر وہ خراب ہے تو تمام جسم خراب ہے
وہ ہے دل سے تعلق ہمارے خواجہ کا اور آپ کی تعلیم ہوئی تو جو آپ

نہ کوئی تعریف کرتا ہے، خدا جانے اور بندہ جانے، اور نہ ہی ان حقیقت پسند بندوں کو اپنے رب کو

جو خصوصی عنایت نہایت پوشیدہ طور پر دیتا ہے، جیسا کہ سنا ہے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

نہ شناسند عجب قوم خدا را نہ کہ بنوازد و پنہان کند سر قدرا

حضرت جنید بغدادی عجب قوم کے سزاوار ہیں کہ پوشیدہ طور پر اپنے رب کو خوش کرتے ہیں

نہ دل سے کہ رہا جادۂ صحبت ہیں کہ پڑے دور سے خلوت کدۂ دیر

نہ کعبہ کے دلدادہ ہیں محبت کی نہ خدمت کے خیال اور نہ کعبہ کی نہ کوئے بت کے

اور ایک دوسری جگہ یہ فرماتے ہیں:۔

تو نقش نقش بندی رہ والی؟ تو شکل پیکر جاں را چہ دانی؟

تو حسن نقشبند کرا کیا جانے؟ تو جان کے جسم کی شکل کو کیا جانے

تو کہ سبز دمنہ بارش را چہ دانی؟ تو خشکی تشنہ بارش را چہ دانی؟

تو کہ ناسی ہنر کی قدر جانتی ہے تو خشک ہے بارش کی قدر کیا جانے؟

ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست حق حق گفتنے ایماں را چہ دانی؟

ان اشعار میں ان کی دو خصوصیات (۱) کرامات بیان کی جا سکتی ہیں:

ذکر کرامات کی اہمیت: کرامات کی اہمیت اس لئے ہے کہ لوگ اس کو اپنا کمال سمجھتے ہیں، گرفتار محبت

ہوتا ہے، کرامت کی قدر کرتا ہے، اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ بزرگ اللہ کے مقرب ہیں، اس کی وجہ سے

اللہ کی عظمت اور کرامت کی قدر اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے، اور اس کے دل میں یہ بات

بیٹھ جاتی ہے کہ یہ حضرات اللہ کے مقرب ہیں، اللہ کے یہاں ان کی بڑی قدر ہے، اور اللہ

تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرماتے ہیں، اور ان کی دعا سے بارش ہوتی ہے، اور اللہ

تعالیٰ کے ارادہ سے یہ حضرات جس کام کے لئے دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرماتے ہیں

اکثر زبان بند ہو جاتی ہے اور اکثر مرنے کے وقت آدمی ناپاک رہتا ہے، ایسی حالت میں ذکر زبانی کیسے ہو سکتا ہے، اور بحالت سونے کھانے پینے بات کرنے ان سب حالتوں میں ذکر زبانی کرنے سے مجبور ہے اور تعمیل حکم وَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ اور ارشاد وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (ترجمہ اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ تمکو یقین یعنی موت آجاوے) پر کیسے عامل ہو سکتا ہے؟ مگر اس ذکر قلبی ہر حالت میں جاری رہ سکتا ہے۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:- ذکر قلبی سب سے بیان کا اچھا ذریعہ ہے اور نماز باطمینان ہوتی ہے اور جو شخص ذکر لسانی (زبانی) کو ذکر خفی پر ترجیح دے وہ منکر قرآن و حدیث ہے، وقت جانکنی میں سخت پریشانی بیماری کی شدت دنیا کے چھوٹنے کا غم، عزیز و اقارب سے فراق قبر کی اندھیری اور تنگی اور بے کسی اور تنہائی و فکر ایسی حالت میں کوئی چیز یاد نہیں رہتی، مگر وہ یاد رہتی ہے جسکو وہ بہت دوست رکھتا ہے اور

وقت اس کا خیال دل میں رہتا ہے،

راست فرمود آں سپہدار بشر — کہ ہر آں کہ کرد از دنیا گذر

ہیچ نرسد نزد سردار بشرؐ — کہ جو دنیا سے جاتا ہے،

نیستش درد و دریغ و عین و ذلت — بلکہ ہستش صد دریغ از جا رفت

سکرات تکلیف اور موت کی کچھ نہیں ہوتا — بلکہ اسکو پیش نہیں ہوتا بلکہ بہت نوش ہوتا

دل شاں کیدہ اور گردنوں کے ہوتا ہے جو کچھ وہ آخر میں آنکھ سے دیکھتا ہے وہی بولتا اور پیش کرتا ہے تم دنیا میں جو کچھ کرتے ہو وہ تمہارے سامنے آئیگا اور پیش کرے گا بموجب حدیث شریف كَمَا تَعِيشُونَ تَمُوتُونَ وَكَمَا تَمُوتُونَ تُبْعَثُونَ (ترجمہ: تم جس طرح زندگی گذارو گے اس طرح مرو گے اور جس حالت میں مرو گے اسی حالت میں قبر سے حشر کے دن اٹھو گے اور

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے اَلْیَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (ترجمہ: قیامت کے دن نہ مال کچھ فائدہ دیگا اور نہ اولاد مگر جو شخص اللہ کے پاس قلب سلیم لایا ہو) اور دیگر طرق مبارکہ میں ذکر قلبی آخر میں بتلاتے ہیں اور طریقہ نقشبندیہ میں اول اور طرق مبارکہ میں اخذ فیض اور ذکر اکثر اسماء و صفات الٰہی سے طالب کو مستفیض کرکے ذات باری تعالیٰ کیساتھ مخاطب کرتے ہیں۔ لیکن طریق نقشبندیہ میں اکثر ذکر اسم ذات و نسبت طالب کی ذات بحت کیساتھ مخاطب کرتے ہیں۔ اسی واسطے امام طریقہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اول: آخر بر منتہی — آخر ما جیب تمنا تی!

ہماری ابتدا اوروں کی انتہا ہے — اور ہماری انتہا اوروں کی آرزو خالی کردیتی ہے

اور اس طریقہ نقشبندیہ میں پیروی سنت زیادہ ہے اور ترقی کا انحصار زیادہ تر اتباع سنت پر ہے اور جب ارشاد ہے کہ قال اللہ تعالیٰ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (ترجمہ: اے رسول اللہ کہدو کہ تم اگر تم کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ میری پیروی سے تم کو اپنا دوست کرلیگا) جو طریق سنت کی پیروی نہ کرے گا ترقی سے محروم رہیگا۔ لہذا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"طریقہ ما ہمہ سنت ست ہر کہ از عزیمۂ رو گرداند خود و دیگران را از جادۂ طریقہ ما بیگانہ ساخت"

(ہمارا طریقہ سراسر سنت ہے جو کوئی ہمارے طریقہ سے منہ پھیرے خود بھی ہمارے طریقہ سے بیگانہ ہے اور دوسروں کو بھی بیگانہ بناتا ہے)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کسی طالب کو ہمارے یہاں سے تمام باطنی نسبتیں حاصل ہوجاویں تو وہ بے نیاز نہ ہو کیونکہ منتہی نہیں ہوتا اور بخشش کا مدار اتباع سنت پر ہے اور اتباع سنت ہمارے یہاں لازمی ہے اور یہی وجہ ہے جو ہمارا سلسلہ خلفاء کو

فرماتے ہیں کہ جو طالب حق جس طریقہ میں مبتلا ہو اسے بعد ایصال ثواب اُن بزرگوں کے توسل سے اپنے واسطے فتوحات جناب باری عزاسمہ سے چاہیے اور اس سلسلہ میں بیعت کرے، مگر ذکر طریقہ نقشبندیہ تجویز کرے کیونکہ یہ آسان ہے اور اس سے قلب صاف تک جلد پہنچتا ہے۔ **تنبیہ** : بیان مذکور الصدر سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھیں کہ ذکر جہر کی نفی کی ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں بلکہ افضلیت اور اولیت ذکر خفی کی بیان کی ہے بمقابلہ ذکر زبانی کے، جیسے مذہب حنفیہ میں اسرّی نماز میں آمین بالخفی افضل ہے آمین بالجہر سے یا جیسے ولایت صحابہ کی افضل ہے ولایت اولیا سے اگاہی : کوئی صاحب یہ بھی خیال نہ فرمائیں کہ امام الطریقہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو اور مجتہدین سلسلہ پر ترجیح دی ہے یہ بھی ہرگز نہیں ہے، سب امام طریقہ ابر رحمت ہیں انکی بڑائی اور کمی کا علم خدا کو ہے ہمارے علم سے ان کا قرب ان کا رتبہ بہت دور اور بالاتر ہے۔ ہمارے سب پیشوا ہیں اور ہر گل را رنگ و بوئے دیگر ست کا مضمون ہے، چونکہ قرآن و حدیث سے ان بزرگوں میں سے کسی کی زیادتی مرتبہ اور قرب وغیرہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا، لہذا سب پر واجب حق اور سکوت کرنا انصاف اور عین ادب ہے اور سوائے اسکے افراط و تفریط ہے جس سے بچنا ہر مسلمان پر جو طالب خدا کی نوازش کا ہے واجب ہے (لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی بساط سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے) اور بات آئی، تو طریقہ زیادہ آسان اور حضرت خواجہ خواجگان اللہ کی طریقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ذرا بیان طریقہ نقشبندیہ کا کچھ اور بھی بیان کرتا ہوں۔ طریقہ

خدا کی بزرگ ہستیوں کے ذریعہ سے اپنے واسطے فتوحات جناب باری عزاسمہ سے چاہنا اور طریقہ نقشبندیہ کا کچھ اور بھی بیان کرتا ہوں۔ طریقہ

فصل دوسری طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے بیان میں

طریقہ نقشبندیہ کا سبب بڑے رکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں
اس نقشبندیہ کے سلسلہ کا انتساب آپ ہی کی ذات شریف کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ رحمۃ
کے حالات عجیب و غریب ہیں۔ مقامات عالیہ قرب حق کے جو آپ نے طے فرمائے ہیں۔ ان کی نظیر دو
اولیاء میں بڑے بڑے غوامض ہیں۔ آپ کے اوصاف حمیدہ اور خلق پسندیدہ۔ انشاء اللہ
آئندہ اس کتاب میں لکھے گئے۔ اس جگہ لفظ مجدد کی وجہ اور ضروری باتیں جو آپ کی عزت
کے سبب واقع ہوئے ہیں لکھتا ہوں۔ آپ نے عہد سلوک میں خوب تشریح کی ہے اور راہ طریقت
کو مثل آئینہ کے صاف کر دیا ہے۔ اور رہروان حق کو اپنی نفس علم اور معرفت سے صاف اور پاک
راستہ بتایا ہے اور اغواء اور شبہات راستوں سے بچایا ہے۔ آپ کے زمانہ سے پیشتر جو اولیاء
گذرے ہیں۔ ان سے وہ تشریح اور مقامات بہت کم ہیں۔ جو آپ نے مجددیہ فرمائے ہیں
اس واسطے آپ کو مجدد کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے
ظہور کی خبر دی اور لقب مجدد کا عطا فرمایا۔ لیکن آپ نے قلب روح سر خفی
اخفی نہ پائے تھے۔ یہ نسبت انسان میں قرار پائے ہیں اور رنگ نوارانی کے مقامات
ہیں۔ ان کی تشریح کے واسطے ایک مکتوب خواجہ باقی باللہ کا جو آپ نے مجددیہ فرمائے
کے پوتے اور خلیفہ خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کے نام اپنی کتاب
اثبات النبوۃ میں درج فرمایا ہے۔ وہ مکتوب یہ ہے۔

حضرت شیخ فرخ کابلی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ باقی باللہ سے پوچھتے تھے

سو معلوم کریں پانچ لطیفے انسانی کہ قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ ہیں۔ یہ عالمِ امر سے ہیں ان کا
مکان فوق العرش ہے جسے لامکان کہتے ہیں۔ اور عالم ارواح بھی اُسے کہتے ہیں۔ حق جل و
علا نے کمالِ قدرت سے اپنے ان لطائف کو بدن انسان سے تعشق اور تعلق دے کر دبا کر
سے نیچے اتارا۔ ہر ایک کو ایک خاص جگہ میں انسان کے بدن میں جو اس کے مناسب تھا جا
دی ہے۔ قلب کو سینہ کے بائیں طرف پستان میں جا دی ہے۔ روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف
ہے اس کے مقابل داہنی جانب۔ خفی کہ لطیف اور احسن لطائف ہے، درمیان حقیقی
سینہ کے۔ سر کو درمیان قلب اور خفیٰ کے خفی کو درمیان روح اور اخفیٰ کے، اور ولایت
ان میں سے ہر ایک لطیفہ کی زیر قدم ایک اولوالعزم پیغمبر کے ہے۔ چنانچہ قلب کی ولایت حضرت
آدم صفی نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور روح کی ولایت حضرت ابراہیم خلیل نبینا و علیہ
السلام کے زیر قدم ہے اور سر کی ولایت حضرت موسیٰ کلیم نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے
اور خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ روح نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور اخفیٰ کی ولایت حضرت
خاتم الانبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے زیر قدم ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ولایت کے قدموں کی
تفاوت انہی لطیفوں کی راہ سے ہے۔ تو جو زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام کے ہے اُس کی ولایت
قلب ہے۔ تو وہ صاحب اس تعداد ولایت کے ایک درجہ کا ہے۔ پانچ درجوں میں سے۔ اور
جو حضرت ابراہیم خلیل نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اُس کی ولایت ولایت روحی ہے
اور اس کو دو درجوں کی ولایت کی امتیاز ہے پانچ درجوں میں سے۔ اور جو زیر قدم حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے ہے اُس کی ولایت سری ہے، اور وہ ولایت کے تین درجوں کی تعداد
رکھتا ہے۔ درجات خمسہ سے، اور جو زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے اُس کی ولایت
ولایت خفی ہے، اور وہ چار درجوں کی تعداد سے ہے پانچ درجوں میں سے۔ اور جو زیر قدم حضرت

جو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قدم ہے۔ اور ولایت، نبی ہے۔ تم
و نبی و احسن ہے، سب درجوں کی اور اس ولایت کے صاحب کو قابلیت پانچوں درجوں
کی ولایت کی ہے، اور جاننا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام کے قدموں کا تفاوت ان کے آپس
میں اس راہ سے نہیں ہے، بلکہ نبوت کی رو سے ہے، پس جوان بزرگواروں میں سے اس
راہ میں پیشقدم ہوگا، وہی دوسرے سے افضل ہوگا، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت
عیسیٰ علیہ السلام سے، نبوت میں پیش قدم ہیں، اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
افضل ہیں، اگرچہ مقامِ ولایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے غالب
ہیں جیسا کہ اوپر گذرا۔ دوسرے یہ امر جاننا چاہیئے کہ ارشاد و دلی ہدایت کا صدور اکثر
ہوتا تو اس سے ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات آپ نے منازل قطع کی ہیں، اس کی راہ ان سب کو بھی پہنچتا
اور ولایتِ محمدی کی نسبت کو پہنچے، اور وہ مرید اگرچہ خود اپنی استعداد کے مقرر ہوئے
سخن بہت طول و غرض رکھتا ہے کہ حد سے زیادہ ہے، معذور رکھیں، اور جو کسی وقت پر موقوف
فرمائیں، اور انوار و لطائف کے رنگ پر تھے تھے، سو معلوم کریں کہ ہر شخص نے اپنے کشف اور
نظر کے موافق لکھا ہے، اور کہا ہے، اور اس کے اوپر بنا سے تعبیر و بیان اور تفسیر معاملات
کی رکھی ہے، اگر میں نے سب جو حضرت سے شنیدہ ہے سب لکھا ہوں۔ جاننا چاہیئے
کہ قلب کا نور زرد ہے، اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے، اور خفی کا نور سیاہ
ہے اور اخفی کا نور سبز ہے، اور حقیقت و ماہیت نفس کی جو دریافت کی تھی، آپ معلوم
ہو کہ نفس خبیثہ ہے، عالمِ خلق سے اور اس کا محل دماغ ہے، بالذات شرارت و خباثت
متصف ہے اور اپنے تئیں ملائکہ کی طرح لطیفہ نفسیہ ظاہر کیا ہے اور ریاست و دانائی کا
دعویٰ کر کے تمام اجزاء و لطائف پر تصرفات نفس کر کے شیطان علیہ اللعن کے بہکانے سے

تمام لطائف و اجزاء کو اپنے لطائف ذمیمہ سے متصف کرتے ہیں اور درگاہ پاک خداوندی کی طرف متوجہ ہونے سے محروم رکھ کر نقصانِ ابدی کو پہنچاتے ہیں۔ عنایت ازلی نے جس کی دستگیری و رہنمائی کی، اس نے اپنی غفلت و جہالت پر غلبہ پایا اور اس کے فریبوں اور مفسدوں سے منہ پھیر کر متوجہ اس درگاہ پاک کا ہوا اور سعادتِ ابدی کو پہنچا اور جب نفس پاک و مطمئن ہو جاتا ہے اور اپنے سب اوصاف رذائل بالکل چھوڑ دیتا ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کے ارحم سے بڑے مرتبہ ولایت کے اور قرب اور مشاہدہ اور مقام رضا سے مشرف ہوتا ہے اور سب لطائف انسانی سے بالا دست ہو جاتا ہے، اور اسکی سیر سب سے منتہی ہوتی ہے، اس کو حصول کمال کے بعد تخت صدر پر بٹھلاتے ہیں اور ریاست و کیاست سب لطائف کی اسکو ملتی ہے۔ عجب بھید ہے کہ جو خبیث سب سے زیادہ ہے، بعد پاک اور منور ہونے کے اشرف سب سے ہو جاتا ہے اُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ فرمایا ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۔

اطلاع: پانچ لطائف عالم امر کے ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ۔ عالم امر اس کو کہتے ہیں کہ جو کُنْ کے فرماتے ہی اپنی جگہ پر قائم ہو گئے۔ اور پانچ ہی شے آپ سے عالم خلق کے فرمائے ہیں۔ آب، خاک، ہوا، آتش، ان سب کا لب لباب انسان نفس ہے، شیئہ نفس کا ہوا و پانی قرار دی ہے اور نور اس کا شیئہ قدرت کا نور ہے اور لطائف عالم امر کو کہتے ہیں جو پیدا ہوئے ہیں پانچ لطائف حق سے جو

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ولایت میں ہر ولی کا قدم اپنے زمانہ کے نبی کے قدم پر ہوتا ہے۔ موافق اس کے مقاماتِ ولایت میں اکثر صوفیہ سے قدم محمدیت جسکو اصطلاح صوفیہ میں وحدت الوجود کہتے ہیں ثابت ہوا ہے حضرت مولانا نے اس قدم کے حال کی تصدیق فرمائی ہے کہ بہت سے مقامات ترقی کے ذکر کئے ہیں کہ جو صوفیہ سابقین کے کلام میں ثابت نہیں یہ خاص برکت حضرت کی ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ ایک مقام سے دوسرے مقام میں اس قدر فرق ہے جیسے دریا اور قطرہ دریا، قطرہ اور دریا کے مضمون پر آپ نے بہت کچھ لکھا ہے اور یہ مضمون خود بزرگوں سے بھی اور اکثر اہل تصوف نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے مکتوبات میں اس کو بیان فرمایا ہے کہ ہر ایک نبی کے خواہ ولی ہونے کی پیروی کرنے سے ہر ایک کو اس نبی کی ولایت کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور جس طرح تمام امت کے ایمان سے ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان بھاری ہے اسی ثبوت فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ کا ہے اور فضل خدا بے حساب ہے۔ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور لاکھوں مقامات کو لکھا ہے اور یہ سب فوق ارشاد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ ہیں چنانچہ حضرت مولانا فرماتے ہیں کہ اب ہر ایک حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے کچھ مقامات لکھتا ہوں۔ لیکن ہزاروں صفحوں میں مقامات پر پہنچے اور تصدیق کی۔

چند بیت حکمت یزدانیاں ۔ حکمت یزدانیاں را حصہ بخوان

کہ نگنجد حکمت یزدانی در ۔ یک دو صد ورق حکمت ہا می رود

فصل سیزدہم کلماتِ نقشبندیہ کے بیان میں

حضراتِ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنے طریقہ کی بنا گیارہ کلمات پر رکھی ہے جو کہ اصطلاحی ہیں اور اشغال و اعمال کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہیں (۱) ہوش دردم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت۔ یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح سے اور ان کے بعد تین اصحاب میں خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہما سے مروی ہیں۔ (۹) وقوف زمانی (۱۰) وقوف قلبی (۱۱) وقوف عددی۔ اب میں ان کلمات کی اپنی حیثیت کے موافق شرح کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہم اور سب مسلمانوں کو ان پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے، کیونکہ مقصود علم سے عمل ہے۔

(۱) ہوش دردم سے مراد ہے کہ ہمیشہ ہوشیار رہے، اور تردد میں رہے کہ کوئی لمحہ غفلت یا معصیت میں تو نہ گزرا۔ اگر معلوم ہو جائے تو استغفار کرے، اور ہمیشہ کوشش رہے بہت ضروری ہے کہ کوئی سانس اس کا غفلت میں نہ گزرے، یہاں تک سنبھال رکھے دائمی کو پہنچ جائے۔ اور وقوفِ زمانی بھی یہی معنی رکھتا ہے، اتنا فرق ہے کہ ہوش دردم مبتدی کے واسطے ہر وقت ہر لحظہ ہر لمحہ کی سنبھال ہے اور وقوف زمانی متوسط کے واسطے ہے کہ کچھ کچھ دیر بعد سنبھال کرے، اور وقوفِ زمانی کو صوفیہ حی سبہ بھی کہتے ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ "ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو ڈرایا، اور بعد موت کے واسطے عمل کیا"۔ اور امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا کہ اپنی حالتوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے، اور ان کا وزن کرو قبل اس

کہ وزن کئے جاؤ اور مستعد ہو جاؤ عرضِ اکبر کے واسطے یعنی خدا کے سامنا جو قیامت میں ہوگا
تو وہاں تم سے کچھ چھپا نہ رہے گا۔ تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی" اور اللہ تعالیٰ نے کفر و شرک
سے توبہ کرنے اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرنے اور اس کے لئے اسلام لانے
کے بعد کی حالت کو پسند فرمایا اور یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان
وَاسْبِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ
(ترجمہ: اور دوڑو اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور جنت کی طرف جس کا عرض آسمان و
زمین کے برابر ہے) اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم
(ترجمہ: اور پیروی کرو اس بہتر چیز کی جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی)
اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ
(ترجمہ: اور رجوع کرو اپنے پروردگار کی طرف اور اس کے لئے اسلام لاؤ
عذاب آنے سے پہل

تیسرے بیٹے، اویس کے قدم کو سب کے قدم سے بڑھائے، جو اس کی مراد ہے کہ اپنے قرب کو دیکھے کہ تیسری ترقی کا قدم کس جگہ ہے، پانچویں مراد یہ ہے کہ اپنی ولایت کو دیکھے کہ کس نبی کے قدم کے نیچے ہے کہ جس کی تشریح فصل طریقہ محمدیہ میں درج ہے۔

وقتِ مردن بر سرِ قدم باید نظر — ہست سنت حضرتِ خیر البشر

پس بوقت بر فنا ہونی چاہیئے — کیونکہ یہ بھی کریم صمد کی سنت ہے

اندریں حکمت بس ست و بیشمار — دیدہ خواہد طالبِ حق آشکار

سر میں بہت سی حکمتیں ہیں — کہ جس کو طالبِ حق صاف دیکھیگا:

اتباعِ حضرت محمد مصطفےٰ — پیرسانہ نزدِ حق جل و علا

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پیروی — تقرب الٰہی تک پہنچاتی ہے!

(۴۵) سفرِ دوم "فی اللہ" سے مراد یہ ہے کہ آدمی صفاتِ ذمیمہ کو جو ہر ذکر صفتِ مذمومہ کو حاصل کرے یعنی طلبِ جاہ و مال، عجب، حسد، بغض، کینہ، تکبر سے دل کو پاک کرے جبتک یہ خصائلِ رذائل دل میں ہونگی تو نورِ خدا کا گنجینہ نہیں ہو سکتا ہے، اسی لئے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

صد گنج در دل دارد فخر — یک گنہ نورِ خدا در دل نزد

اور مولنا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

ہم حسد خواہی و ہم دنیائے دون — ایں خیال ست و محال ست و جنوں

تخمِ گندم ہیچ ہا ست در زمیں — نیاوری — یک خیال در جنان در جہاں ہا ست

جس چیز کی محبت ہو سینہ میں کتب بن اس کی بہت ہے جبتک تجھ کو تو نہ کر

خانہ خدا بنائے گا، یعنی اللہ بت پرست کہہ دیگا۔ اسی معنی میں حضرت بوعلی شاہ قلندر فرماتے ہیں،

بت پرستی می کنی ہم بُت گری — تو دولت رشکِ بتان آذری

تو بُت پرستی کرتا ہے بُت بناتا ہے (یہ) تیرا کمال آذر کے تبوں کیلئے باعث رشک ہے

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرد وہ ہے جو ارادہ کرے آفاق کو چھوڑ کر یہ انفس کی طرف متوجہ ہو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس بیت شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ارتداد دو طرح ہوتا ہے جس کی تصویر ہوتی ہے اس شعر میں رحمت کے فرشتے یہ ہے کہ انسان جب بت خانہ میں داخل ہوتا ہے تو اس پر رحمت نہیں ہوتا، امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کی عبادت کو ترک کر دیا تو اس نے سب کچھ ترک کر دیا، اور سب لوگوں سے وحشی کر دیا۔

کینہ بخش و حسد تخم دریں جا — خود نگر خود بینی و خود کردن

کینہ بخل و حسد تخم دریں جا — خود نگر خود بینی و خود کردن

ایں خصلت بد را دور کن (ترجمہ) قلب خود نیز داد حق معمور کن

یہ بری عادتیں چھوڑ دے — اور اپنے دل کو یادِ خدا سے آباد کر

تا شود قلب سیہ نورِ خدا — تا شود خانہ دلت خانہ خدا

تاکہ تیرا سیاہ دل منور و روشن ہو جائے — اور تیرا دل خانہ خدا بن جائے

۴۱ خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول ہے

اپنے معاملات میں، لین دین میں، بیٹھے، بات کرنے، ہنسنے، پڑھانے، سیکھنے میں

بیٹھنے اور سونے وغیرہ میں، چاہے حالت اُسکی بُری کی ہو یا بھلی کی، یہانتک مشغول رہے کہ توجہ اللہ کی طرف راسخہ یعنی خوب پختہ ہو جائے۔ اس واسطے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور اشارہ ہے حق تعالیٰ کے اس ارشاد کا رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ (ترجمہ: میرے بندے وہ لوگ ہیں کہ جن کو سوداگری اور بیع دین و دنیا میرے ذکر سے غافل نہیں کرتا) اور اس بیان کی دست بکار ہے اس آیت شریف کا ترجمہ ہے۔ اور حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سفر و وطن میں خلوت در انجمن کا مطلب حاصل ہو جائے، یعنی خلوت در انجمن سے یہ مراد ہے کہ آدمی میں اس کا جوہر موجود ہے، اور دل میں سوائے خدا کے کسی کا خیال نہ ہو اور ظاہر میں ایسے لباس فاخرہ سے مزین نہ ہو اور ہمیشہ متعلق بہ ذکر رہے اس طرح پر کہ لوگوں پر ظاہر نہ ہو، سو اکثر دکھانے اور سننے کا کمال ہوتا ہے، تو بہتر یہ ہے کہ ظاہر اور لباس ایسا ہونا چاہئے کہ جس سے ظاہر ہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے عارفوں کا حال پڑھا ہے کہ لوگ انکو ظاہر کپڑوں اور نہ درویشوں کا سا پہناووں کہ لوگ بچہ درویش سمجھیں، اور نہ ایسا لباس فاخرہ کہ پہنے ہوئے سا جس سے غافل ہو جائیں، بس ان تمام باتوں سے بچتے رہیں، اسلئے خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، شعر ہر کہ بنوائے تا علیحدہ جامہ نہ پوشد تا کہ خاص لوگوں کے رہے، اور کوئی

شعر اور غیرہ کی نہ ہو زیادہ۔ [illegible] آخر ہے [illegible] ہے۔ [illegible]

ما بروں را نہ نگریم و قال را ما دروں را بنگریم و حال را

ہم کسی کی ظاہری حالت نہیں دیکھتے (بلکہ) ہم باطنی حالت کو دیکھتے ہیں

یعنی ہم تمہاری صورتوں اور لباس و اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو

دیکھتا ہوں۔ اسی واسطے حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جس چیز کو خدا دیکھتا ہے

اسکی تمنا میں نیز دوسروں کو شش کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ جب خدا کی نظر کپڑوں اور صورتوں

پر نہیں ہے تو پھر ان کپڑوں کی بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ زمانہ سابقہ میں درویش لوگ

دو اڑکی ایک تہبند ایک چادر اور ایک دوپٹہ ہونے کے سبب بعض میلے اور سیاہ

کپڑے رنگ لیا کرتے تھے تاکہ جلد میلے نہ ہوں اور دھلائی کا خرچ نہ ہو اور اس کے

دھونے میں وقت ضائع نہ جائے۔ کیونکہ وہ اپنے ہر وقت کو آخرتی وقت اور ہر دم کو

آخری سانس جانتے تھے۔ اب لوگ ان کے سیاہ کپڑوں کی نقل تو کرتے ہیں لیکن انکی

یاد خدا اور ترکِ دنیا کی نقل نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے خلاف صورت فقیروں کی اور

بہت سے تکلفات رکھتے ہیں۔ اسی طرح ان کے ظاہر سے باطن کا معاملہ برعکس ہے۔ بقول

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

ہمچو ایں خوباں بطبل و علم کہ ایاغ خویش در نشتر زدم

ان ڈھول ڈھمکے والے فقیروں کی طرح کہ جو فقر دل میں نہ پایا تو اپنا پیالہ خود توڑ دیا

لاف شیخی زہمساں انداختہ خویشتن را بایزیدے ساختہ

اپنی بہادری کی بڑ یاروں کے سامنے کرتے ہیں اور اپنے کو بایزید بسطامی بنا رکھا ہے

ہم ز خود واصل شدہ وسالک شدہ مجلسے کردہ در دعوت کدہ

اپنے کو خود ہی واصل اور خود ہی سالک دعوتیں در مجلسے ہو رہے ہیں

چند دزدی حسرت مردانِ خدا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آفرینی دستانی مرحبا

اے ظاہر پرست تو ہر انسان کو جو کہ مردانِ خدا کی نقل کرتا ہے گا کر دنیا میں خدا ہو جائے

این نہ مردانند و اینہا صورت اند ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مردہ مانند کشتہ شہوت اند

یہ حقیقتاً مرد نہیں ہیں بلکہ صورت ہی مرد ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ خواہش کے بندے اور مردے ہیں

سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے۔

واقعت بچہ کار آید دستبیح و مرقع ؛ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خود را از غمہائے نکو بیدہ بری دار

تسبیح گدڑی اور تسبیح و مرقع کس کام آئیگا؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنے آپ کو بُرے کاموں سے بچائے رکھ

حاجت بکلاہ بزرگی و دشمنت نیست ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ درویشی صفت باش کلاہ تری دار

تجھے فقیروں کی سی ٹوپی اوڑھنے کی ضرورت نہیں (بلکہ) صفت فقیروں کی سی رکھ پھر چاہے ٹوپی پہن

ہاں اگر کوئی درویشی بتانے اور دنیا کمانے کے واسطے ایسا کرتا ہے تو اس حدیث

شریف کا مصداق بنتا ہے اَلدُّنْیَا عَرَضٌ لَا یُحْصَلُ بِہَا اِلَّا عَرَضٌ وَ (ترجمہ) دنیا

عرض ہے اور عرض ہی سے حاصل ہوتی ہے) حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فقر خود را پیش کس پیدا مکن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ محنت امروز را فردا مکن

اپنے فقر کو کسی پر ظاہر مت کر (اور) آج کا کام کل پر مت ڈال

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

اے درونت برہنہ از تقوے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وز برون جامہ ریا داری

اے شخص تیرا باطن پرہیزگاری سے ننگا (خالی ہے)

پردہ بفت رنگ را بگذار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو کہ در خانہ بوریا داری

ہر جنس پہ دولت کا پتہ سہی نہ دیتا ہر جنس اپنے محبوب کی محبت کا نہ کہی

غم سے اظہار کو نہیں ہونے دیتا تو پھر محبت کی تاثیر اپنے لب سے کرتا ہے گر عقل

میں نہیں سکتا اسی وسیلے خواجہ عزیز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زبردان شوخ و زبردان بیگانہ وش ۔۔۔ پس چیز بے یار و دشمن مرغوب اندر جہاں

زبیتی ں میر خاکی یہ کہ دانائے بزرگ ۔۔۔ یہ ہمہ رکتس دنیا تیں جہت کرے۔

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں :-

زبردان در میان بازار رو ۔۔۔ وزدان خوشت بابیرم

نہ ہجر تو میر بازرتیں ہے ۔۔۔ [illegible]

سوال : [illegible]

[illegible]

جواب : [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اظہارِ فقر وغیرہ کے واسطے کوئی بات نہیں کی، جو کچھ الہام ہوا کہدیا۔ جیسے فرماتے ہیں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ:

دو دہاں داریم گویا چو نے — یک سخن بے ہمراہ است و راہ نے

بانسری کیطرح دو منہ رکھتا ہوں جسمیں سے ایک منہ خدا کے منہ کی طرف ہے یعنی جو کچھ الہام خدا تعالیٰ فرماتا ہے وہی کہتا ہوں

خواجہ عزیز فرماتے ہیں:

عبدِ خالق پیشہ اے عارفاں — ایں چنیں گفتہ ست در ترکِ بیاں

حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح فرمایا ہے اے عارفو حق کہنے

ایں نصیحت بشنو و از گوشِ دل — کار نے آید دریں جا گوشِ گل

(چنانچہ) اس نصیحت کو دل لگا کر سنو — یہاں مٹی کے کان کام نہیں آتے

بندگاں باید کہ در وقتِ سخن — قلب با حق قالب در انجمن

بندوں کو چاہئے کہ بات چیت کرتے وقت (یا گفتگو) دل حق کے ساتھ ہو اور جسم مخلوق میں

۵۔ **یاد کرد**: یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرے۔ ذکر اسم ذات کا

یا نفی اثبات کا یعنی کلمہ شریف کا کہ جو مرشد سے ملا ہو اور ذکر اسقدر کرے کہ حق تعالیٰ کی

حضوری حاصل ہو جائے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقصود ذکر سے یہ ہے

دل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے۔ وصف محبت اور تجرد کے اس طرح سے کہ ذکر چھٹ

یا دفع غفلت کا نام ہے حضرت مولانا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

باش تا دانہ اے پسر در بیدِ حق — گر نبرد رنجی ز خود دل وارہد حق

اے عزیز ہمیشہ یاد حق میں رہ کر — گر تجھے خدمت کرامت کی طلب ہے

۶۔ **بازگشت**: بازگشت کی رجوع کرنا، چنانچہ اس سے مراد ہے کہ تو حضرت

تھوڑے ذکر کے بعد تین بار پانچ ہار مناجات کی طرف رجوع کرے کیونکہ یہ دعا حضرت
خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ہے الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو مطلب و معرفت خود دادہ یعنی
اے اللہ میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری خوشنودی اپنی محبت اور معرفت عطا فرما۔ حضرت شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ اس دعا کو بار بار پڑھنے کی شرط خاص فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ طالب کو نہیں معلوم
کہ اس نے خاص کیا حاصل کیا ہے جو نے پر بھی اسی برکت سے پایا۔ مقصد اس فقرہ کا یہ ہے کہ جو ذکر فکر سے
مراقبہ کوئی نور یا کوئی چیز عالم غیب کی نظر آئے تو طالب اس پر مغرور نہ ہو اور اس کو اپنا مقصد
نہ سمجھے کیونکہ ذات حق جل و علا ان تمام چیزوں سے بالکل منزہ ہے اگر یہ چیزیں برابر سیر
سالک ہوتی رہیں جب بھی مقصد یہ دعا سب کو قطع کرکے ذات حق تک پہنچا دیتی ہے
اس مطلب کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہر چہ دیدہ شد و شنیدہ دست شد ہمہ نیست پیش حق چون آں بگذرد

جملہ کیفیت و رنجہا جملہ راہ سب خدا کو کم دہد تا سب کی نفی کر دیتے ہے

اس مطلب کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہر کہ جز ماہی ز آب سیر شد ہر کہ بے روزی ست روزش دیر شد

جب تک کسی کو پانی سے سیری نہ ہو وہ پانی نہ پینا چھوڑے گا اور جس کو روزی نہ ملی ہو اس کا دن
دیر سے گزرے گا۔ اس شعر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جب تک طالب کو اپنی روزی نہ ملے گی اور اس کا نفس
سیر نہ ہوگا وہ اس کام سے باز نہ آئے گا اور اس کا دل نہ لگے گا اور نفس

میں اثر کرتی ہے، پھر اس کا دور کرنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ وہ شدت ہے جس کو شیخ سعدی نے

حضرت وسواس کے حق میں "یعنی دنیا کے خیانت دلپذیر جس اور دل مش آئینہ کے نفاست

رہے اور جو فیضانِ ہاتف سے اثر کی فکر دل میں پیدا ہوتے ہیں اور جب تک یہ دل خالی نہیں ہوتا

ظہورِ انوار و برکاتِ الٰہی کہاں ہو سکتا ہے چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بانبہ وسواس بیروں کن ز گوش — تا بہوشت آید از گردوں خروش

وسوسوں کی روئی کان سے باہر نکال — تاکہ تیرے کان میں آسمان کی آواز آئے

تا کنی فہم آن سخن را — تا کنی ادراک مرغِ جان را

تاکہ تو ان اسرار کو سمجھ سکے — تاکہ تو روح کی باتوں کو جان سکے

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمزہ کو وسواس سے

دوستی نہ رکھنا چاہیئے۔ بزرگوں کے نزدیک یہ امر اہم ہے اور اسی کے تابعین کو ہدایت

آزمائش میں رہتی ہے، یعنی خاتمہ تک۔

عبد حق پیشوائے اولیاء — برگزیدہ رہنمائے اتقیاء

حضرت عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ جو اولیاء کے پیشوا ہیں اور — متقیوں بزرگوں اور پرہیزگاروں کے راستہ کے رہنما ہیں

ایں چنیں فرمودہ در وسواس (یعنی) — از خدا غافل شود تا یک زماں

انھوں نے وسوسہ کے متعلق فرمایا ہے موسوس کیلئے — کہ خدا سے تھوڑی دیر بھی غافل نہ رہے

کوشش آرد در دل نیدیشۂ غیر — نے رہد در عشق دل تا روز حشر

اپنی کوشش کرے تیرے دل میں غیر خدا کا خیال نہ آئے — اور وہ عشق دل تا روز حشر

۵۔ یاد داشت: یہ وہ شدت ہے جس کو توجہ الی اللہ اور ذکر

وجب الوجود کی حقیقت کی طرف مستقل ہوجانا اور شاہدی تعلقات دنیوی مستقل

اور اکیلے کو دوست رکھتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رکھتا ہے لیکن اکبرانِ دین نے باتفاق تین راہوں کو اخذ کیا ہے۔ یہ تین راستے سب راستوں سے بہتر ہیں اور انہی راستوں پر چلنے سے دوست ولی ہوگئے اور ان کی تصدیق قرآن سے ہوتی ہے تم سب جانتے ہو کہ یہ راستے بیشک سب سے افضل ہیں وہ یہ ہیں اوّل ذکر دوسرے فکر تیسرے رابطۂ شیخ۔ اگر یہ تینوں راستے کسی طالب کو ایک ہی وقت میں میسر آجائیں تو وہ ان تینوں راستوں میں سے ایک کو بھی مضبوط پکڑ لیتا۔ تو بیشک وہ خدا تک پہنچ جائے۔ حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ذکر بے رابطہ موصل نیست و رابطہ بے ذکر البتہ موصل ست"

ذکر رابطہ کے بغیر تک نہیں پہنچتا۔ البتہ رابطہ بغیر ذکر کے خدا تک پہنچا دیتا ہے

حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قول جمیل کی شرح میں فرماتے ہیں کہ فقیر کے نزدیک سب راہوں سے رابطۂ شیخ افضل ہے۔ رابطۂ شیخ کے واسطے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آیت قرآن مجید سے استدلال کرتے ہیں کہ کونوا مع الصادقین سے رابطۂ شیخ کی طرف اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی رابطۂ شیخ کو اپنی کتابوں میں تحریر فرماتے ہیں۔ اگر بالفرض مرید کے پیر کا رابطہ حاصل ہو جائے تو پیر و مرید کے درمیان مناسبت کامل ہونے کی علامت ہے جو افادہ و استفادہ کا سبب ہے اور وصول الی اللہ کے لئے رابطہ سے زیادہ اقرب کوئی طریق نہیں اور ذکر سے رابطہ کا بہتر کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ مرید کو بھی ذکر سے کامل مناسبت پیدا نہ حاصل کرنے کی نسبت حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صریح

سایۂ پیر بہ ست از ذکر حق — یعنی ذکر ے بہ ست سایہ پیر کا

اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پایا

وتعلق اور محبت رکھتے تھے آپ کا مرتبہ بہت بلند اور شان بہت عالی تھی

مَا صَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ

نہیں ڈالا اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں کچھ مگر میں نے ڈالا ابوبکرؓ کے سینہ میں۔ ارشاد ہوا

پیر البتہ بیشک نیت ارادہ شرط ہے طالب کے شیخ سے جب تک کمال روحانی پیدا نہ کرے

باطنی سے ایسا کمال حاصل کرے کہ جب اس کی شکل کا تصور کرے تو شیخ حاضر ہوں سمجھے

بیان کرتا ہوں۔ بعض شیخ اپنے مرید کو تعلیم کرتے ہیں کہ ہماری صورت کو اپنے سامنے خیال میں

ہر وقت جما کے رکھو۔ بعض کہتے ہیں کہ اپنی صورت کو ہماری صورت خیال کرو۔ بعض کہتے ہیں کہ

ہماری شکل کو دل کے اندر خیال کرو۔ بعض کہتے ہیں کہ ہماری شکل کو خیال اپنی دونوں ابروؤں کے

بیچ میں رکھو۔ بعض صرف اپنی محبت توی کرنے کو مرید سے فرماتے ہیں۔ ان سب طریقوں کا

حاصل کہ حصول محبت شیخ ہے۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت شیخ

شیخ اسکی صورت کو اپنے خیال میں پکڑ کر قلب کی طرف متوجہ ہو۔

تنبیہ: کوئی صاحب خیال نہ فرمائیں کہ یہ رابطہ شرک ہے۔ شرک یہ

ہوگا کہ جب کوئی خیال کرے کہ شیخ [illegible] اور شیخ کی شکل کا خیال

ہو۔ صرف محبت اور ہمدردی پیدا کرنا مقصود ہے۔ [illegible] شرک خیال کرنا

ہر شخص کے روبرو خیال میں ہزار ہا چیزیں [illegible] ان کا نقش

دل پر جما رہتا ہے۔ تو شیخ کی شکل کا نقش کیوں نہ ہوگا۔ شیخ تو

حاضر کرنا بغیر التفات شیخ کے [illegible] اس وقت دل میں محبت اور عقیدت پیدا ہوتی ہے اور جب دشمن کی شکل کا خیال ہوتا ہے تو دل میں

غیظ و غضب اور حرارت پیدا ہوتی ہے اور اس وقت کہ محبت اور عقیدت کی [illegible]

آجاتا ہے پس اسی عشق خدا کے دوستوں کا خیال خدا کی محبت کو اور بھی زیادہ کر دیتا ہے
ہو جب شان نزول هُمُ الَّذِينَ ذَكَرُوا اللَّهَ (ترجمہ) وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب
دیکھتے ہیں خدا یاد آجاتا ہے) ہاں البتہ تصویر کھینچنا، کھچوانا، رکھنا یہ سب حرام ہے۔
تفسیر تیسیر زبدۃ شیخ میں ہے کہ شریعت میں خانہ کعبہ خالق و مخلوق کے درمیان عبادت
کے واسطے رکھا ہے۔ لیکن نورِ خدا کا نزول دوسری جگہ بھی ہوا ہے۔ تو بیت المقدس یا قلب
عبد بھی ہیں۔ جس حدیث قدسی کا ترجمہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں
کیا ہے۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمود ہست — من نہ گنجم در زمین و زآسماں
ایں سخن را ہیچ منکر نیست ہست — من بگنجم در دل مومن چو مست
من نہ گنجم در زمین و آسماں — من بگنجم در دل مومن مثال

در زمین و آسمان نتواں گنجید — لیک در قلب مومناں آید پدید۔

لیکن جیسے تمام مخلوق میں سب سے شریف بشر ہے اور بشر میں خیر البشر خیر خلق اللہ
محمد ہیں۔ اسی طرح خانہ کعبہ کے پتھر مٹی دینے کی تمام برکت عمارتوں کی پختگی سے بہتر اور برتر
ہے۔ نہ تو کعبہ چونہ پتھر مٹی کا بنا ہوا ہے، نہ درحقیقت وہ مقصود ہے، اور نہ اس کا طواف کرتے
ہیں، بلکہ مقصود نورِ خدا ہے، اور حوالہ بھی اسی کا ہے کہ جو خانہ کعبہ کی، اور کی زمین پر بطور شعاع
تجلی ذات کے پڑتا ہے، اس کی کیفیت وہ ہیبت کہ خدا ہی خوب جانتا ہے، اور جن لوگوں کو خدا
نے دل کی آنکھیں دی ہیں وہ کچھ جانتے ہیں، تمام لوگوں کو تو ایمان بالغیب ہے۔ حقیقت کا
ادراک کسی کے درد رس سے باہر ہے اور اس کے باوجود یقین بھی ہر شخص کو ہے لیکن آنکھ دیدار کا اور ادراک
سے عاجز ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تن زجان و جان زتن مستور نیست — لیک کس را دید جان دستور نیست

جسم و حرف و روح جسمِ حرف مخفی است — لیک ہر دل لایق این صرف نیست

یعنی اگرچہ جسم میں روح موجود ہے لیکن کوئی مخلوق اسے دیکھ نہیں سکتی۔

جب انسان ہر اچھی چیز کو جسم میں موجود ہونے اور روح کی دریافت سے ہی کر رہا ہے تو خالقِ روح و جسم کو اس کے انوار کی کیفیت کیوں کر دریافت کر سکتا ہے؟ حتیٰ کہ مقصودِ اصلی خالقِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی تخلیق حضور کی محبت، حضور کی خوشنودی اور حضور کی اتباعِ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقصد خوشنودیٔ پروردگار ہے۔ یکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود کی اشاعتِ اسلام اور آپ کا ہر کام خوشنودیٔ حق کے لیے ہے۔ چنانچہ اللہ پاک نے قرآن پاک میں آپ کو ارشاد فرمایا ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (ترجمہ) اے نبی کہہ دو کہ بیشک میری نماز، میری عبادت، میرا زندگی اور موت سب اللہ کے لیے ہے کہ جو پروردگار عالم ہے) لیکن آخری ترکیب (البتہ شیخ ۲ بت انسب ہو کہ جو شریعت سے چپکا ہو اور طریقت سے البتہ ہے۔ لیکن (البتہ شیخ فاسد ہو تو سب کہ جو فنا سے آگاہ ہو اور بقا سے کنارہ کش ہو (البتہ شیخ کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے، لیکن زمانہ میں ایسے شیخ نایاب ہیں۔ اور جو شیخ فنا و بقا سے مشرف نہیں ہے اس کا رابطہ طالب کو نقصان پہنچاتا ہے یعنی جو خیرات شیخ انکل سے اپنے وارد ہوتے ہیں اس کے اثر سے طالب صادق کا دل خراب ہوتا ہے۔ اگر شیخ حقیقی فنا و بقا کے مالک ہے کے بیعت ہی تو اقسام رابطہ سے جس قسم کی تعلیم چاہے دے اور نہ نفی اثبات کرے مراقبہ و ذکر سے کوئی ذکر طالب کو جو اس کے مناسب حال ہو تعلیم کرے۔ اور نفی اس کی بہت مدد کرے گی۔ کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

محبت دے اپنی اور اپنے مقبولوں کی" تو جب آپ اپنے اولیٰ کی محبت خدا سے
مانگتے ہیں تو ہم کو بدرجۂ اولیٰ اپنے اور اولیاء اللہ کی محبت رکھنا ضروری ہے اور جب تک
خود اچھے نہیں بنیں گے تو ہم کو اچھوں کی محبت ضرور رکھنا چاہیئے۔ تاکہ ہمارا حشر ان کے ساتھ
ہو۔ موجب حدیث شریف: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ہر شخص کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ زیادہ محبت رکھتا ہے

فصل پانچویں فوائدِ صحبت صالحین

صحبتِ نیک طبیب حکمت ہے کہ جس کی نسبت وہ کہتا ہے۔ صحبت نیک کریم علیہ الرحمۃ
والرضوان سے افضل الیوم ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے دکھنے والے بعین بہ تین سو ہیں
ہزار سے کچھ ہو گئے۔ کوئی میں بھی کامل و اکمل ولی ہو اور وہ حسب و نسب میں بھی اعلیٰ ہو لیکن
ولی تابعین اور تبع تابعین کے حسب و نسب میں نہیں پہنچ سکتا ہے حسب و نسب میں صحابہ کرام کے مرتبہ کو نہیں پہنچ
سکتا ہے۔ حسب [illegible] حضرت [illegible] حدیث شریف میں [illegible]
ہو سب اصحابی [illegible] کتاب [illegible] حضرت [illegible] کہ [illegible]
کہتے ہیں۔ [illegible] مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صحبتِ صالح ترا صالح کند — صحبتِ طالح ترا طالح کند
نیک صحبت تخمِ نیکی بر دہد — در بدی صحبت تو را بدتر کند
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
اگر [illegible] — تو [illegible]

همنشینی جز بہ درویشاں مکن — تا توانی غیبتِ ایشاں مکن

سوئے درویشوں کے کسی کے پاس مت بیٹھ — جبتک بچے ہو سکے اس سے دور مت رہ

حبِ درویشاں کلیدِ جنت است — دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

محبت درویشوں کی جنت کی کنجی ہے — دشمن ان کا لائق لعنت ہے

تنہا ذکرِ حق سے صحبتِ مردِ کامل بہتر ہے۔ کیونکہ جو کچھ اس کا ریا آمیز ذکر ہے وہ قابلِ قبول نہیں۔ اگر قدرے خلوص سے بھی کرتا ہے تو وہ خلوص اس کی حیثیت کے موافق ہے جبکہ خلوص اولیاء اللہ کو ہے وہ اس کو کہاں نصیب؟ جس قدر جسکو خلوص ہے اسی قدر وہ حصہ پاتا ہے۔ اسی مطلب میں مولنا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبتِ مرداں اگر یک ساعت است — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اگر مردانِ خدا کی یک ساعت کی صحبت ہے تو (وہ) سو برس کی بے ریا عبادتوں سے بہتر ہے

جیسے وجہ صحبت نبوی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہتر ہو گئے تمام اولیاء سے اسی طرح صحبت یافتہ اولیاء اللہ بھی بہتر ہے خالی ذکر کرنے والے طالب سے۔ جیسا کہ مولنا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

یک زمانہ صحبتے با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء اللہ کی تھوڑی دیر کی صحبت — سو برس کی خاص عبادت سے بہتر ہے

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَھْلِ التَّصَوُّفِ (ترجمہ: جو خدا کی ہمنشینی چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اولیاء اللہ کے ساتھ بیٹھے) اسی حدیث شریف کا ترجمہ مولنا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں فرمایا ہے:-

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا — او نشیند در حضورِ اولیاء

جو شخص خدا کیساتھ بیٹھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اولیاء اللہ کے پاس بیٹھے

چوں شوی دور از حضورِ اولیا و حقیقت گشتہ دور از خدا

جب تو اولیاء اللہ سے دور ہوتا ہے، تو حقیقتاً تو خدا سے دور ہوتا ہے

اور فرمایا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ لازم کرو تم اپنے اوپر علماء کے پاس بیٹھنا اور حکیموں کا کلام سننا کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے نور حکمت سے جیسا کہ مری ہوئی زمین کو مینھ کے پانی سے جلاتا ہے۔ حضرت خواجہ عبید الاحرار فرماتے ہیں "درویشوں کی یہ جماعت میں ذکر یہ جو سعادت جمعیت قبولیت کی ہے، اگر کسی کو میسر ہو تو کیا دعا کرنی چاہیئے تو کسی نے کہا کہ کسی نے پیغمبر علیہ السلام سے دعا کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا کہ یہ دعا کرو

علم آموزی سرشتش قابلی ست حرفہ آموزی سرشتش فاضلی ست

اگر تو علم سیکھنا چاہتا ہے تو علم سیکھنے کی قابلیت حاصل کر اگر کاریگری سیکھنا چاہتا ہے تو کاریگر شاگرد بن

فقر خواہی آن بصحبت راہ ست نہ بدانست کار کی آید بدست

اگر تو فقر چاہتا ہے تو صحبت حاصل کر ورنہ یہ نہیں جانتا کہ کام کی چیز ہاتھ آتی ہے

حضرت بنیہ رحمۃ اللہ کے پاس ایک شخص آیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تو کیا کرتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ اللہ کے ساتھ رہتا ہوں، بموجب ارشاد اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (ترجمہ: میں اس کے ساتھ ہوں جس نے مجھے یاد کیا) تو آپ نے فرمایا کہ اے شخص تو کہ بندوں کے ساتھ رہ، تو جو کچھ بھی کرتا ہے اس کا حاصل خدا کی جانب سے تیری حیثیت اور تیرے خلوص کے موافق تجھ کو ملیگا اور خلوص حق کی صحبت میں گزریگا تو خلوص حق کی حیثیت اور خلوص کے موافق تجھ کو حاصل ہوگا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص زمین میں حوض کھود کر اور کنوئیں سے نالوں میں پانی بہا کر اس حوض کو بھرنا چاہے تو کر نہیں سکتا۔ کیونکہ حوض کچا ہے اور خراب ہے لہٰذا اول نالوں کا

پانی ڈال کر جب دوسرا ڈول کھینچے گا تو اوّل ڈول کا پانی زمین خشک کر ڈالے گی، اسی طرح اس کے نیک عمل کا حال ہے کہ ایک نیکی اور وہ بھی یا آمیز ریا نے ادھر کی اور ادھر فرمانی حق سبحانہ وغیرہ سے وہ نیکی غارت ہوئی۔ اولیاء اللہ پر چونکہ دریائے رحمت ہر وقت جاری رہتا ہے لہٰذا جو ان کی صحبت میں رہ کر ان سے محبت راسخہ پیدا کر کے ان کے دریائے دل سے اپنے خشک حوض کی طرف کوئی نالی کھول لیگا تو اس کا حوض بہت جلد بھر جائیگا اسی وجہ سے حضرت جنید بغدادیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنے سے طالب کا بندگان خاص کے ساتھ رہنا افضل ہے۔ امام طریقت حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ فرماتے ہیں:

"طریقۂ ما صحبت است، و در خلوت شہرت و در شہرت آفت و خیریت در جمعیت است ہمارے طریقہ میں صحبت ہی کارآمد ہے اور تنہائی میں شہرت اور شہرت میں آفت ہے اور خیریت اطمینان میں ہے۔ و جمعیت در صحبت بشرط فنی بودن در یکدگر۔

اطمینان حال صحبت میں ہے، بشرطیکہ ہر ایک اپنے کو دوسرے کم جانے۔

و حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ فرماتے ہیں:۔

نماز در حقیقت متنا بود لیکن نماز صحبت در اقتضا نکو بدبود" (ترجمہ: نماز حقیقت میں ذکر و فکر کو مقتضی ہوتی ہے لیکن ہماری حاضری خدمت مقتضی ہونا چاہیئے۔

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صحبت خاصان خدا کو ذکر حق سے بہتر کہہ کر اس کی وجہ بہتر مفید فرماتے ہیں۔

سایۂ رہبر بہ است از ذکر حق — یک قناعت بہ ز صد قوت و طبق

صحبت مرشد کی ذکر خدا سے بہتر ہے — ایک قناعت سینکڑوں کھانوں کی طاقت سے بہتر ہے

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر فن و ہنر حاصل کیلئے استاد کی ضرورت

ریسے خالی نہیں ہوتا، اور قبل فنا و بقا ہر آنے والی صورت تک ہوتی ہے اسی لئے شاہد فنا و بقا کے کمال تک کرامت نبوت تک پہنچتی ہے، معیت حق اگرچہ سب کے ساتھ ہے لیکن جو معیت حق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھی وہ نہ کبھی ملائکہ کو نہ کبھی اولیاء کے ساتھ تھی، وہ مقام مومنین کے ساتھ نہیں علیٰ ھذا القیاس، اسی واسطے خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ارشاد فرمایا "یا علیؓ جمیع عبادات نوافل سے بندۂ خاص کی صحبت میں رہنا بہتر ہے" جس کا ترجمہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یا علیؓ از جملہ طاعات راہ — برگزیں تو سایۂ خاص آلہ

سے علیؓ تمام عبادتوں سے — تو خدا کے خاص بندے کا سایہ قبول کر

تو مگر بر شیر نر خود اعتماد — تو برو بر سایۂ نخل امید

تو اپنے شیر خدا ہونے پر بھروسہ مت کرو (بلکہ) نخل امید یعنی اصحاب حق کے سایۂ صحبت میں جا

اسکی تشریح یوں خوب سمجھ میں آجائے گی کہ تخت شاہی کے معیت میں وزیر اور چوب دار نقیب قریب قریب برابر ہوتے ہیں، لیکن جو انعام خلعت تنخواہ اور جاگیر وزیر کو عطا ہوتی ہے اس کی تعداد یا مقدار کی آمدنی کی اس قدر ہوتی ہے کہ چوبدار نقیب کی تنخواہ سالہا سال کی اسکو نہیں پہنچتی۔ یہی فرق خاصان حق اور غیر خاصان حق میں ہے۔ اگر صرف تعمیل احکام مقصود ہوتی اور صحبت خاصان حق کارآمد اور باثمر نہ ہوتی تو احکام الٰہی کے سمجھانے کو فرشتے اچھی طرح، نجم دے سکتے تھے، حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فوائد صحبت کے واسطے ہونا ہم جنس بشریت خواص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ضروری ہے، تیل جیسی سستی چیز ہونے کی صحبت سے غلاظت جاتی ہے، آگ کی صحبت سے لوہا آگ ہو جاتا ہے، صحبت ولی سے آدمی خدا تک پہنچتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ولی کی شان میں فرماتے ہیں۔

چوں بندۂ زار بے شکر و گلہ — اُفتد اندر ہفت گردوں غلغلہ

جب خدا کا وہ ولی روتا ہے تو — ساتوں آسمانوں میں شور و غل مچ جاتا ہے

ہر دم اور اک نیا معراج خاص — ہر نفس تازہ حق تاج خاص

ہر وقت اسکو مخصوص قرب حق خاص ہوتا ہے — حق کے سر پر خدا تاج پرتاج رکھتا ہے

صورتش بر خاک حیراں در لامکاں — لامکانے فوق و وہم سالکاں

اولیاء کی صورت زمین پر ہوتی ہے اور روح لامکان پر — لامکان وہ مقام ہے کہ جو سالک کے وہم سے بھی بالاتر ہے

پس بندگان خاص کی صحبت بندۂ خاص بناتی ہے، اور کلام ان کا دوا ہے اور نظر ان کی شفا ہے امراض باطنہ و ظاہرہ اور ان کا قول اور دعا مقبول چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آں دعا شیخ کہ چوں ہر دعاست — فانی از تو گفتۂ گفتہ خداست

بندۂ خاص کی دعا عام لوگوں کی دعا جیسی نہیں ہے — وہ بندۂ خاص فنا و بقا کا مرتبہ حاصل کر چکا ہے اسکا کہنا خدا کا کہنا ہے

آنکہ دارد حرص چہ بسیار مرد و نیز — زندہ گردد از فسونِ آنعزیز

اور نہ وہ ہے اور حرص دارد کیا بلکہ مردہ بھی — اس بندۂ خاص کے دم کرنے سے زندہ ہو جائے

اولیاء کی شان میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ھُمْ جلساءُ اللّٰہ وَھُمْ قومٌ لا یشقیٰ جلیسھم ولا یخیب انیسھم (ترجمہ: وہ لوگ خدا کے ہم نشین ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین گمراہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ان کا مونس نقصان اٹھاتا ہے) اور ان کی شان میں یہ بھی وارد ہوا ہے۔ بہم یمطرون و بہم یرزقون ان کی وجہ سے بارش لوگوں کے لئے برسائی جاتی ہے اور انہی کی وجہ سے لوگوں کو رزق پہنچایا جاتا ہے) تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک زنانی حاضر ہوا کرتا۔ آپ اس کی خدمت سے

ایک روز خوش ہوئے اور فرمایا کہ تو کچھ کہہ کہ میں تیرے واسطے دعا کروں، اُس نے عرض کیا کہ ایسی دعا اور بہت فرمایئے کہ مجھ کو اپنا جیسا کر دیجئے، چنانچہ آپ نے حسبِ عادہ اُسکو حجرہ میں بھیجکر دعا اور توجہ فرمائی کہ تھوڑی دیر میں وہ نابینا، قدوقامت، رنگ خط و خال بہت اور قربِ ولایت میں آپ جیسا ہوگیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ع خدمت ترا بمنزلہ کبریٰ رساند (خاصانِ حق کی خدمت بڑے بڑے مقامات پر پہنچا دیگی) اسی واسطے کسی نے خوب کہا ہے:

دل بدست آور کہ حج اکبر است — صد ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

دل بدست آوردن یعنی خوش رکھنا کیونکہ دل حج اکبر ہے — سو ہزار کعبوں سے ایک دل بہتر ہے

اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

گر تو سنگِ خارہ مرمر شوی — چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

گر (یعنی) تو سخت پتھر ہو (لیکن) جب تو خدا کے کسی خاص بندہ کی صحبت میں پہنچیگا تو گوہر بنجائیگا

گر منی گندہ بود ہمچو سنی — چو بجاں پیوست گردد روشنی

سنی دودھ مثل خون ناپاک ہے جب جان سے مل جاتے ہیں تو روشن یعنی پاک ہو جاتے ہیں اور فرشتوں کی موافق

جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بشریت اور ضروریات زندگی سے بری نہیں ہو سکے تو اولیاء اللہ کس شمار میں ہیں ضروریات سے بڑا ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کی خدمت کی خوشنودی حق ہے اور ان کی خوشنودی اور رضا و خدمت دین و دنیا کے بڑے بڑے کاموں کو حل کرتی ہے اور خادم کو مخدوم کرتی ہے، کسی نے خوب کہا ہے:

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد — ہر کہ خود را دید او محروم شد

جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہو — اور جس نے اپنے کو سمجھا وہ ہمیشہ محروم رہا

اور اسی طرح ان کی ناخوشی اور ان کی دلآزاری نہایت نقصان دہ ہے، اور دین و دنیا کے

کاموں کو تباہ و برباد کرنے والی ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِہٖ وَغَضَبِ اَوْلِیَائِہٖ (ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے غضب سے اور اس کے اولیاء (دوستوں) کے غضب سے) اللہ تعالیٰ نے عالم کے بگاڑ سدھار کا مدار خاصانِ حق کے قلوب پر رکھا ہے۔ قرآن شریف اس کا شاہد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی دعا سے مخلوق آفتوں سے بچ گئی۔ اور ان کی تکذیب وہی اور بد دعا سے خطہ کے خطہ اور ملک کے ملک لوٹ دیے گئے اور تباہ و برباد کر دیے گئے۔ اسی معنی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہیچ قوم را خدا رسوا نہ کرد — تا دلِ صاحبدلے نامد بدرد

کسی قوم کو خدا نے اُس وقت تک برباد نہیں کیا — جب تک کہ اس قوم نے خدا کے کسی خاص بندہ کا دل نہیں دکھایا

اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما آبگینہ ایم شویم از شکست تیز — آزار یابد آنکہ بود در شکستِ ما

ہم کانچ (شیشہ) کے مانند ہیں کہ توڑنے سے تیز ہوتے ہیں — جو ہمیں توڑنے کے درپے ہوتا ہے وہ خود تکلیف پاتا ہے

ایک شاعر نے کہا ہے:

مشکن بحرفِ سخت دلِ اولیائے حق — پاسِ کبوترانِ حرم را نگاہ دار

سخت بات سے اولیاء اللہ کی دل شکنی مت کر — حرم کعبہ کے کبوتروں کا خیال رکھ یعنی خاصانِ حق کا

صحبتِ خاصانِ حق گویا بارانِ رحمت ہے جس طرح بارش سے زمین پر رنگا رنگ کا سبزہ اور پھول اگتا ہے، اسی طرح صحبتِ علمائے ربانی سے دلمیں رنگ برنگ کی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں اور بغیر فضلِ خدا و عنایتِ خاصانِ خدا کامیابی نہیں ہوتی چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق — گر ملک باشد سیہ مستش ورق

بغیر خدا اور اُس کے خاص بندوں کی مہربانی کے — اگر فرشتہ بھی ہو تو اُس کا نامۂ اعمال سیاہ ہو جائے

اور سعدی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں :-

سگِ اصحابِ کہف روزے چند — پئے نیکاں گرفت مردم شد

اصحابِ کہف کا کتا چند روز — نیکوں کی صحبت سے آدمی بن گیا

پسرِ نوح با بداں بنشست — خاندانِ نبوتش گم شد

حضرت نوح علیہ السلام کا لڑکا بروں کی صحبت سے — اپنے بچہ اسکی خاندانی نبوت جاتی رہی اور وہ کافر ہوا

غرضکہ خوشنودی و خدمتِ اولیاء بہت بڑی چیز ہے اور ان کی دل آزاری اور بدگوئی بہت بڑی چیز ہے۔ موانا فرماتے ہیں :

جاہلاں تعظیم مسجد می کنند — در جفائے ہیں دل جد می کنند

جاہل مسجد کی تو تعظیم کرتے ہیں — اور اللہ والوں کی دل آزاری کرتے ہیں

مسجدے کاندر درونِ ولیاست — سجدہ گہ ہر جماعت آنجا خداست

جو مسجد کہ اولیاء اللہ کے سینہ میں ہو — وہ سب کے سجدہ کرنے کی جگہ ہے اور وہاں خدا ہے

آں مجاز است ایں حقیقت اے خراں — نیست مسجد جز دروں سروراں

وہ ظاہری مسجد ہے اور یہ یعنی سینۂ اولیاء اللہ حقیقتاً خدا والے انسان بزرگوں کے سینہ میں ہے

صورتِ کو فی خدا خالی بود — او ز بیت اللہ کے خالی بود

جو صورت ایسی بلند پایہ ہو، وہ بھلا خانۂ خدا سے کب خالی ہو سکتی ہے (یعنی صورتِ اولیاء)

فصل چھٹی نقصاناتِ صحبتِ بد میں

اے عزیز! جس طرح صحبتِ نیک کے فوائد بیشمار ہیں اسی سے بہت زیادہ نقصانات

بری صحبت کے ہیں، بری صحبت کے اثرات دنیا میں سزا تکلیف اور رسوائی کے باعث ہوتے ہیں اور دربدر خراب کرتے ہیں، اور عاقبت میں عذابِ الٰہی کے باعث ہوتے ہیں۔ صحبت نیک کا اثر کچھ دیر سے ہوتا ہے۔ اور صحبتِ بد کا اثر فوراً ہوتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ صحبت نیک بارش کی طرح ہے کہ اس کے کچھ عرصہ بعد زمین سرسبز ہوتی ہے۔ لیکن انجام اس کا سراسر خیر ہوتا ہے اور بری صحبت مثالِ آگ کے ہے کہ فوراً ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ صحبت نیک کا اثر اس واسطے دیر سے ہوتا ہے کہ بشر مادۂ شر سے پُر ہوتا ہے اور خیر سے خالی۔ لہٰذا شر کو شر بوجہ ہمجنس ہونیکے فوراً اخذ کر لیتا ہے اور وہ وہ شر وہ خیر کو بوجہ غیر جنس ہونے کے جلد نہیں قبول کرتا۔

حضرت مولاناؒ فرماتے ہیں:

میل ہر جزئے بجزئے می نہد — ز اتحاد ہر دو تولیدے جہد

ہر جزا اپنے جزء کی طرف مائل ہوتا ہے — ور دونوں کے ملنے سے نئی بات پیدا ہوتی ہے

ہر یکے خواہاں دگر را ہمچو خویش — از پئے تکمیل فعل و کار خویش

ہر ایک دوسرے کو اپنی طرح بنا لینا چاہتا ہے — اپنا کام اور مقصد پورا کرنے کے لئے

یار بد بدتر بود از مار بد — کیونکہ مار تنہا تم جان لیتا ہے اور یار بد آبرو، آرام، راحت

اور ایمان کو لوٹتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

مار بد جاں می ستاند از سلیم — یار بد آرد سوئے نار جحیم

سانپ اپنے زہر سے آدمی کو مارتا ہے — لیکن برا دوست دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے

پس یار بد سے احتراز کرنا نہایت ضروری ہے۔ حافظ شیرازیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نخست موعظت پیر صحبت ایں سخن است — کہ از صحبتِ جنس احتراز کنند

صحبت کے بارے میں سب سے پہلی نصیحت یہ ہے — کہ جنس کی صحبت سے پرہیز کرو

جن لوگوں کے دل مردہ ہیں ان کی صحبت بھی مردہ ہے اے عزیز مردہ کا جلیس آخر کیوں کر زندہ ہو سکتا ہے۔ پھر تو کیوں مردوں کیسے تعلق بیکار مردہ ہوتا ہے۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

دست آں زندہ کہ با مردہ نشست — مردہ گشت از زندگی از وے بجست

نفس آں زندہ کہ با مردہ بساخت — خود بمردہ ہوا و زندگی اپنے ہاتھ سے کھوئی

تو سب کو چاہیے کہ ہمیشہ متقی سچے اچھے لوگوں کی صحبت کا۔ اور صحبت نفس سے بچتا رہے کیونکہ صحبت نفس کا اثر دیر تک رہتا ہے، جیسے کہ جلتی لکڑی بجھا کر پاس سے ہو کر نکل جاتا ہے۔ لیکن ہونٹ کی دیر تک وہ دماغ کو خراب کرتی رہتی ہے۔ یا جیسے کہ عورت حسین پاس سے گذر جائے تو اس کے زنا کا اثر دیر تک خراب کرتا ہے۔ اسی طرح ہر بری صحبت کا اثر بعد فراق صحبت بھی رہا کرتا ہے۔

یہ سخن ز گوش دل باید شنود — گوش گل اینجا نہ دارد ہیچ سود

یہ نصیحت دل کے کان سے سننا چاہیے — مٹی کے کان سے بیکار کچھ فائدہ نہیں دیتے

فصل ساتویں خاتمہ کے بیان میں

خوشی لیکن نعمت سب سے بڑی ہے کہ جس کا شکریہ ہم اپنے رب کا ادا نہیں کر سکتے۔ آخر ہم سے کیسے ہو سکے کہ ہم اپنے رب کی رحمت سے قریب اور اس کے غضب سے دور کرنے والی ہے۔ اس کے ثبوت میں حدیث شریف موجود ہے مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَمَنْ سَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ (ترجمہ: جو شخص نیکی سے خوش ہو اور جو برائی سے غمگین ہو) اس نے نجات پائی۔ اور دوسری حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ حَمِدَ اللّٰهَ

(جو خاموش رہا اس نے نجات پائی) ایک صحابی حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ پس میں نے عرض کیا کہ کیا ہے سبب نجات کا؟ پس آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو اپنا تابعدار کر اور تو اپنے گھر میں بیٹھ اور اپنے گناہوں پر رو۔ اور ارشاد فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کوئی محافظت کرے میرے لئے اپنی زبان کی اور شرم اپنی کی (یعنی زنا سے بچے) ضامن ہوں گا میں اس کیلئے جنت کا اور فرماتے ہیں رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کیا جانتے ہو تم اس چیز کو کہ بہت داخل کرتی ہے لوگوں کو جنت میں وہ ڈر اللہ کا ہے اور اچھا خلق اور کیا جانتے ہو تم اس چیز کو کہ بہت داخل کرتی ہے لوگوں کو آگ (دوزخ) میں وہ دو چیزیں ہیں منہ (یعنی زیادہ بولنا) اور شرم (یعنی زنا کرنا) اسی مطلب میں حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے پسر پند نصیحت گوش کن — گر نجات باید خاموشی گزین

اے عزیز نصیحت او کام کی بات سن — اگر تو نجات چاہتا ہے تو خاموشی اختیار کر

خاموشی عزت و وقار کو بڑھاتی ہے، عیبوں کو چھپاتی ہے، غیبت، جھوٹ، فتنہ، فساد وغیرہ اور فضول باتوں سے بچاتی ہے۔ غرضکہ خاموشی کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وصف خاموشی کے کر سکتا ہے کون — جس نے اس نعمت کو پایا ہے سو خاموش رہا

اسی واسطے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اپنے منہ مبارک میں کنکر رکھا کرتے تھے، تاکہ فضول بات زبان سے نہ نکلے اور آپ فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے قرآن مجید میں جو بکر و بہ فرمایا ہے (یعنی دریا اور جنگل) اس بکر سے مراد دل ہے اور بہ سے مراد زبان ہے۔ سو جب کی زبان خراب ہوتی دنیا کی باتوں میں روتے ہیں اس کے حق پر جنت اور

جو نور اور جس کا دل خراب ہوا رو تے ہیں اُس کے حال پر فرشتے مؤلفہ

حضرتِ صدیق اکبر با وقار — در دہاں میداشت سنگ آشکار

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (اپنے) منھ میں کنکری رکھا کرتے تھے

آنیاید از زباں قول فضول — در زباں بستن نجات است و قبول

اگر زبان سے دنیا کی بیکار اور لغو بات نہ نکلے — زبان بند رکھنے میں نجات ہے اور اللہ کے نزدیک مقبول

طالب حق پیروی کن آنجناب — تا شوی در راہِ حق تو کامیاب

اے طالبِ حق تو اُن کی پیروی کر — تاکہ خدا کی راہ میں تو کامیاب ہو

۱؎ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے ہماری خاموشی سے فائدہ نہیں اٹھایا وہ زیادہ بات کرکے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ — ایں چنیں فرمودہ اند اے ہوشمند

حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے — اے عقلمند اس طرح فرمایا ہے

ہر کہ خاموشی ما سودِ نداشت — در سخن بسیار او سودے چہ یافت

جس نے ہماری خاموشی سے فائدہ نہیں اٹھایا — وہ زیادہ باتوں سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے

۲؎ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ستون دین کا ہے اور خاموشی بہتر ہے اور صدقہ بجھاتا ہے غصہ رب کا، اور خاموشی بہتر ہے روزہ ڈھال ہے دوزخ کی۔ اور خاموشی بہتر ہے، اور جہاد بلندی دین کی ہے، اور خاموشی بہتر ہے۔ فائدہ: روزہ، نماز، نفل سے اور صدقہ، جہاد سے خاموشی افضل ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ہر صبح کو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ اے زبان تو ٹھیک رہیو۔ اگر تو ٹھیک رہے گی تو ہم سب ٹھیک رہیں گے، اور اگر تو ٹیڑھی رہی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اسی واسطے مولانا

رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے زبان ہم گنج بے پایاں توئی ۔۔۔ اے زبان ہم رنج بے درماں توئی

اے زبان تو خزانہ بے نہایت بحر ۔۔۔ اور اے زبان تو رنج و مصیبت بے علاج ہجر

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو چپ رہے ایک سلامت اور غور خوض کرے اللہ کی ذات و صفات میں ایسا چپ رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے اور فرمایا حضور صلعم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے کہ کیا بتاؤں میں دو خصلتیں تجھکو وہ ہلکی ہیں میزان پر اور بھاری ہیں میزان اعمال میں وہ بہت چپ رہنا اور اچھا خلق ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہ عمل کیا خلق نے مثل ان کے! اے عزیز چاہیئے کہ محبت خاصان حق میں خاموشی کیساتھ ادب حاضر رہ اور جو کچھ سنے شریعت و طریقت میں فوائد اسکو سن اور اسکے حقائق اور فوائد پر غور کر۔ چنانچہ فرماتے ہیں مولانا رومیؒ

کودک اوں چوں بر آید شیر نوش ۔۔۔ مدتے خامش بود او همچو گوش

دودھ پیتا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کچھ دیر تک خاموش رہتا ہے گویا کہ کان ہے زبان نہیں ہوتی

مدتے می بایدت لب دوختن ۔۔۔ از سخن گویاں سخن آموختن

(اسی طرح) تجھے بھی کچھ دنوں منہ بند رکھنا چاہیئے ۔۔۔ و خاصان حق کی باتوں سے بات کرنا سیکھ

اے عزیز خاموشی کرنیسے دل مردہ ہوتا ہے اور خاموشی سے حکمتیں پیدا ہوتی ہیں حضرت فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں

دل ز پر گفتن بمیرد در بدن ۔۔۔ گرچہ گفتارش بود در عدن

زیادہ بات کرنیسے دل مردہ ہوتا ہے خواہ زیادہ بات کرنیوالے کی بات در ثمین اور گوہر ہو

گر خبر داری ز حق الموت ۔۔۔ بر دہان خود بنہ مہر سکوت

اگر تو خدائے تعالیٰ سے واقف اور باخبر ہے (تو) اپنے منہ پر مہر سکوت لگا (یعنی خاموش رہ)

۵۵ باب سوم ۳

فصل اول فضائل و ثمرات ذکر و عبادت بیان میں

سب سے عمدہ نیکی رب العالمین نے بندوں کی بہتری کے واسطے یہ فرمائی ہے فاذکرونی اذکرکم (یعنی اے میرے بندو! تم یاد کرو مجھ کو میں یاد کروں گا تم کو) اس ارشاد پر کون ہے جو کہے کہ اگر تمام مخلوق بھی قربان ہو جائے تو کم ہے۔ اس کا شکریہ تو ہو ہی نہیں سکتا مثنوی

ہمہ ہست از تست سوز و باز تست چو سوزن تکر کشش سے توز تست

میرے تمام پڑھنے والے بھائیوں کو معلوم ہو کہ دنیا کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت اللہ تعالیٰ کی یاد ہے جو کوئی اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ کیا ہی قدر و عزت والا ہوتا ہے جو کہ رب العالمین زمین و آسمان کے بنانے والے کو یاد کرتا ہے وہ کیا ہی بڑا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا و سبحوہ بکرۃ و اصیلا ھو الذی یصلی علیکم و ملئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور و کان بالمؤمنین رحیما تحیتھم یوم یلقونہ سلم و اعد لھم اجرا کریما یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا و بشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا و لا تطع الکفرین و المنفقین و دع اذھم و توکل علی اللہ و کفی باللہ وکیلا ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ و من اوفی بما عھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما

تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے ... جس نے غفلت کی وہ نقصان
پانیوالوں سے ہے اے عزیز خدا کی یاد کی خوشی بھی ... ہے اور یہ غفلت
افسوس ہی بے نہایت ہے ... اور زبان سے نکلی ہوئی بات
اور کمان سے نکلا ہوا تیر اور گیا وقت واپس نہیں آتے زندگی کی قدر کرو اور ہر وقت کو
دولت بے بہا سمجھو دیکھو پچھتاؤ گے اور پھر دنیا میں نہ آؤ گے حضرت فرید الدین عطار فرماتے ہیں

عمر را ہر دم غنیمت ہر نفس ... چوں رود دیگر نیاید باز پس

زندگی کے ہر سانس کو غنیمت سمجھو کیونکہ جب سانس گزر جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا

عمر تو بشد مثال آب جوئ ... آب رفتہ باز کے آید بجوئ

عمر تیری مثال دریا کے پانی کی ہے ... جو پانی بہہ گیا وہ پھر نہیں آتا

ارشاد نبوی صلعم ہے کہ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ دنیا آخرت کی کھیتی ہے
اے عزیز تن دل میں ذکر حق کا بیج بو اور پھر اس میں محبت الٰہی اور خوف خدا کا تخم بو
اور پھر اس میں سعی و شریعت کی کھاد دے اور پھر خوف خدا اور اس کی بے نیازی کو
اپنے گرد و پیش اس کے ارشاد فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا پر عمل کرتے ہوئے
اس میں پانی دے اور پھر اسکو أَفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ کے حوالہ کر دے
عزیز تو نے ایسا کیا تو تیرے دل کی کھیتی وہ محبت الٰہی کی نور رحمت اور خوف خدا
ہو جائے گی اور جو کچھ تو دل کی زمین میں بوئے گا وہی آخرت میں کاٹے گا جیسا کہ حضرت
مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

آں کہ غافل بود از کشت بہار ... او چہ داند قیمت ایام روزگار

جو غافل رہا بہار زندگی سے یعنی زندگی میں دین حق کی ... وہ کیا زندگی کی قدر کرے گا

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافاتِ عمل غافل مشو

گر بکاری دانۂ آید ز دانہ — اپنے اعمال کی جزا سے غافل مت ہو

زندگی آمد برائے بندگی — زندگی بے بندگی شرمندگی

زندگی عبادت ہی کے لیے ہے — بے عبادت اور بے حق کے زندگی باعث شرمندگی ہے

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ابر آنکہ تخم بدی کشت و خوشہ نیکی داشت — دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

جس شخص نے برائی کا بیج بویا اور نیکی کی فصل کاٹنے کا خیال کیا وہ بیوقوف ہے

ہر کہ نیکی نکرد و عمر بباد — کس نیارد پس تو پیش نہ نہد

جو شخص نیکی نہیں کرتا اور اپنی عمر برباد کرتا ہے کوئی تیرے بعد تیرے لیے نہیں لائے گا تو اپنے سامنے

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آنچہ کارِ تو نہ شود نیز تمنا مکن — زینہار تو وقت خویش را ہرگز نہ کنی

اگر کوئی چیز تیرے کام نہ آسکے تو اس کی تمنا نہ کر (اور) تو ہرگز اپنا قیمتی وقت بیکار مت کھو

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

زہر آنکس کہ قیامت شمار خوار بود — گر ہمہ کہ نہ نگار خوار خوار بود

قیامت کے دن ہر شخص کے لیے ذلت ہے اس سے ڈرنا چاہیے مست کرنے کی وجہ سے ذلیل و رسوا ہونا

بسا سوار کہ فردا پیادہ خواہد شد — بسا پیادہ کہ فردا سوار خواہد بود

قیامت کے دن بہت سے سوار پیدل ہوں گے اور بہت سے پیدل سوار ہوں گے

حدیث شریف میں ہے کہ جنتیوں کو کوئی افسوس و حسرت نہ ہوگی۔ مگر

ایک بات کی کہ دنیا میں خدا کی یاد سے غفلت میں گذارا ہوگا۔ حضرت

مولانا فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے پسر از آخرت غافل مباش ۔۔۔ با متاعِ این جہاں خوشدل مباش

اے عزیز! عاقبت ست خیز و غافل مشو ۔۔۔ در سرائے دنیا کی دولت در پیش مرد است

اے عزیز! مکان بلند ساختہ او باغ و بہار عمدہ میں غرض نہ کر، بے وفائی ہے۔ بقدر ضرورت ہر چیز کو لے اور بے ضرورت اشیاء در فضولیات میں مت پڑ۔ حضرت عطار فرماتے ہیں۔

ہر دمے در بندِ نقش و بانگ نیست ۔۔۔ در دلِ او غیر درد و داغ نیست

خدا کی یاد اور اہل و عیال کی خدمت بے انصافی اور خلاف وعدگی اور ناشکری ہے۔ کیا مرد آنست بحرف کے جواب میں تو بی شہد ذا کہا یہ نہیں ہے۔ کیا ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون تم نے نہیں پڑھا۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گر شمارت رابری بہ آسماں ۔۔۔ عاقبت زیر زمیں گردی نہاں

بفرض گر تو نے عبادت بھی بہت کی ۔۔۔ تو بھی ۔۔۔ تو خدا کی یاد اور اہل و عیال کی خدمت بے انصافی اور خلاف وعدگی اور ناشکری ہے۔ کیا مرد آنست بحرف کے جواب میں تو بی شہد ذا کہا یہ نہیں ہے۔ کیا ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون تم نے نہیں پڑھا۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما خلقت الجن والانس بگو ۔۔۔ جز پرستیدن نیست مقصود از بگو

نیست یک ذرہ ز کس بر کس گزند ۔۔۔ کیست در ہستی کہ او خدمت نکند

غرض جو مخلوق خدا کی خدمت کرتا ہے اور شرف مخلوقات بھی اسی لئے ہے

انسان، وہ تو خدا کو بھولنے سے، جو بہشت کے لائق، اور درجہ کے بہت سے چیزیں پیدا کرے

وہ ہر وقت خدا کو یاد کرتے، جو سب سے بہتر شریف ذات ہے

انہیں سب کو دنیا سے گزرنا ہے یاد رکھو

حضرت سعدیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے :-

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک کار ند — تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

از دل ہمہ اور چاند سورج اور آسمان سب کام میں لگے ہوئے ہیں — تاکہ تو روٹی حاصل کرے اور غفلت نہ کھائے

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار — شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نہ بری

جتنی چیزیں پیدا کی گئی ہیں سب تیرے فرمانبردار ہیں پس انصاف یہ ہے کہ تو بھی ان چیزوں کو تیرا فرمانبردار ہونا چاہئے

پس عاقل وہ شخص ہے کہ جو اپنے انجام پر نگاہ رکھے ورنہ بیعقل اور جاہل

شخص وہ ہے جو انجام پر نظر نہ کرے۔ مولانا رومیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عاقبت جستن مبارک بندگیست — در ہر کارے آخر خود را بیست

عاقبت پر نظر رکھنے والا آدمی خوش قسمت ہے — ہر کام کے انجام پر نظر رکھتا ہے

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ کہ کوئی شخص گود جہاد کے لئے سونا

چاندی خیرات کرے اس شخص سے وہ بہتر ہے کہ جو خدا کا ذکر کرے جہاد کرنے صدقہ دینے

سے ذکر خدا بہتر ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے واپس تشریف

لاتے تو فرماتے تھے۔ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر

ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹتے ہیں۔ کفار کے جہاد سے جسم پر زخم آتے

ہیں اور دشمن کو جو شکست ہوتی ہے اس کو دیکھ کر دیکھنے والے کہتے ہیں کہ بڑا

نفس و شیطان سے ہوتا ہے اور ان کی زد سے بچنا پڑتا ہے اس لئے جہاد کو بڑا

تو ڑنے عزم کے واسطے ہوتا ہے۔ اور نفس و شیطان سے ہر وقت اور ہر وقت جہاد رہتا ہے۔

اسی واسطے مولانا رومیؒ فرماتے ہیں :-

ان جہاد اصغرست ایں اکبرست — ما ز یک رزمیم و ایں رزمے دگر ست

وہ چھوٹا جہاد ہے اور یہ بڑا جہاد ہے (جنگ رستم و بہمن) تا کام آرزو دیدہ جہاد اکبر (حضرت شیخ)

سہل شیرے داں کہ تنہا بشکند　　شیر آنست آں کہ خود را بشکند

ایسے شیر کو معمولی سمجھو جو صفوف کو چیر ڈالے (بلکہ) حقیقی بہادر شیر وہ ہے جو اپنے نفس کو توڑ دے

تا شود شیرِ خدا از خون او　　وا رہد از نفس و از فرعون و

تاکہ شیرِ خدا اسکی مدد سے ہو جائے　　وہ نفس اور اسکے شیطان سے چھٹکارا پائے

اسی واسطے مجاہد نفس کا درجہ ہر کفار سے زیادہ ہے۔ اور بعد والے کے زمانہ کی

شہید اصغر سے شہید کبریٰ کی زیادہ توقیر ہے۔ جیسے وقت کی افضلیت۔ تو من شدم تو من شدی (حدیث)

و لشغلہم اذوقتہ الخ (فی شرح) صحابہ سے روایت ہے کہ زبان تر ہو تیری اللہ کے ذکر سے اور

شرح میں ہے کہ ذکر خدا کرنے والا زندہ ہے اور ذکر حق سے غافل مردہ ہے،

ایک صحابی نے عرض کیا خبر دو مجھ کو یا نبی اللہ مجھ کو ایسی چیز کی کہ بہرہ کرے مجھ کو اللہ

اس کے حضور نے فرمایا ہمیشہ رہے زبان تیری تر اللہ کے ذکر سے "حضرت عزرائیل وقت

رخصت میں کے عرض کیا کہ کونسا عمل اللہ کے نزدیک بہت پیارا ہے۔ تو فرمایا حضور انور

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مرے تو تیری زبان تر ہو تیری ذکر اللہ میں اور

فرماتے ہیں حضور صلعم نہ کیا کسی آدمی نے کوئی عمل کہ ہو بہتر نجات دینے والا ہو اس کو

اللہ کے عذاب سے سوائے ذکر اللہ کے اور فرمایا جناب صلعم نے نہ نشست ہو ذکر

خدا سے اگر خالی ہو گے تو ہو گے جہنم سے اور فرمایا جناب صلعم نے اللہ

البتہ ذکر کرتی ہے اللہ کو ایسے قوم دنیا میں اور آخرت میں جنہوں نے ذکر کیا اللہ کو بشارت دیتے

اگر کوئی زبان تر سے حضور صلعم کی نشانے بہادر ہو زبان والے کیونکہ وہ وقت ہی

خشک نہیں ہوتی الخ نہ ہو سکتی زبان تر ہو تیری اور ہر وقت زبان اور

وقت مرنے اور بجاست ناپاکی نہ ہو جاتی ہے مگر زبان دل ہر حالت میں تر رہتی ہے
اور بچوں میں بچا لت سونے اور بحالت ضعف یا بیماری یا بیہوشی ہر حالت میں آسانی ذکر کیوا سطے
حضرات نقشبندیہ کے یہاں ذکر قلبی بلا کسی تکلیف اور تکلف کے جاری رہتا ہے اور کوئی شے
اس کے ذکر کرنے کے مانع نہیں ہوتی۔ ترقی بجناب باری عزاسمہ جناب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
اور ولیائے کرام سب کو بکثرت ذکر سے ہوئی ہے۔ دیدن خالق و مخلوق کے یہی ذکر ہے کہ
جو ذاکر کو مذکور تک پہنچاتا ہے، ذکر خدا آئینہ دل کی صیقل ہے اور طیبہ کی محبت الٰہی کے
زخم کیلئے مرہم ہے اور روح کی غذا ہے۔ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر حق آمد غذا ایں روح را — مرہم آمد ایں دل مجروح را
ذکر خدا اس روح کے لیے غذا ہے — اور اس زخمی دل کیلئے مرہم ہے

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

نام اللہ ایں چہ شیریں ستنام — شیر و شکری شود چو ایں نام تمام
نام اللہ یہ کیسا میٹھا نام ہے — کہ دودھ شکر کی طرح میری جان ہوئی جاتی ہے
خود چہ شیریں ست نام پاک تو — خوشتر از سیب حیات و آب تو
تیرا نام پاک خود کتنا میٹھا ہے — اور تیرا ذکر آب حیات سے بڑھا چڑھا ہے

ذکر خدا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ ذکر خدا جہنم سے نجات اور جنت
سے تقرب کا ذریعہ ہے۔ ذکر خدا تمام دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہے۔ کہ فضائل ذکر سے قرآن و حدیث
بھرے ہوئے ہیں۔ خاقانی فرماتے ہیں:-

پس از سی سال ریاضت خاقانی — رسید بذکر بزبان بے زبانی
تیس سال کے بعد حقیقت خاقانی پر — کہ ہست ذکر خدا میں زبان بے زبانی ہے

ذکرِ حق ہی وہ چیز ہے کہ جو خدا کے انوار سے دل اور مخلوق فانی سے تخلیہ کراتا ہے اور زندگانی ہمیشہ کی عطا کراتا ہے اور بے یادِ حق زندگی نہیں ہے بلکہ عند اللہ وہ زندگی شمار ہو

چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں:

زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مراست — زندہ آنست کہ با دوست تعلقے دارد

جو زندگی میری ہے اُسے کو زندگی نہیں کہہ سکتے بلکہ — حقیقت زندہ وہ ہے کہ جو دوست سے وصل رکھتا ہو

وہی زندہ رہے جو مر گئے یار کی — حیاتِ جاوداں پائی قتیلوں نے تری

جس دل میں نورِ ذکر نہیں وہ دل ہی نہیں چنانچہ مولانا رومی فرماتے ہیں:

چوں نباشد نورِ حق اندر دلے — چوں نباشد روح جز بر گل مثلے آں

چوں نباشد نور اندر دل پدید — چوں نباشد روح جز در تولکے کہ

آں زجاجہ کو ندارد نورِ جاں — بوں تہی وا ماند از تدبیر خواں

وہ فانوس جس میں روشنی کی بتی نہیں ہے — وہ فانوس بیکار ہے اور بنانے کی کاوش

حضرت حکیم سنائی فرماتے ہیں کہ دل اُسکو کہتے ہیں کہ جو دل ذکرِ حق اور انوارِ الٰہی سے پُر ہو اور خدا اُسکو نظرِ رحمت سے دیکھے اور جس دل میں خیالاتِ فضول بھرے ہوں وہ دل دل ہی ہوتا ہے بلکہ حقیقۃً وہ دل نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

دل کے نظر است ربانی — جز دیدہ چہ دل خوانی

دل خدا کے دیدار کی جگہ ہے شیطان کے گھر کو دل (کون) کہتا ہے

یہ حضرت حکیم سنائی حضرت مولانا رومی سے پیشتر ہوئے ہیں۔ چنانچہ مولانا رومی اُن کی تعریف میں فرماتے ہیں:

عطار روح بود و سنائی دو چشم او — ما از پئے سنائی و عطار آمدیم

حضرت عطار میری روح ہیں، اور حضرت حکیم سنائی میری روح کی آنکھ ہیں۔

عطار سے مراد مولانا کی حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اجمعین۔

اے عزیز یہ دنیا فانی ہے بے وفا ہے، اور مثل خواب و خیال ہے اس میں تعیش کر خدا کے ذکر و کرم و رسول رؤف و رحیم سے غفلت موت ہے کمبختی اور افسوس کی بات ہے۔ اے عزیز جس قدر عزیز و اقارب دنیا کے ہیں، وہ سب اپنے مطلب کے ہیں۔ تمام عمر اولاد بیوی دوستوں وغیرہ عزیزوں سے احسان کیا جائے اور فرمان کی مرضی کے خلاف ایک بات کی اور انھوں نے تیرے مرنے کی خبر سنی اور رسوم پر باقی چیز اور اگر تھوڑی دیر کو مان لیا جائے کہ دنیا میں تیرے عزیز تیرے ساتھ چلے گئے ہیں۔ لیکن قبر میں تیرے ساتھ کون جائیگا؟ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ای جہان فانیست و آں باقی ست	وآں پرستان ایں جہاں نادانی ست
یہ دنیا فانی اور وہ جہان باقی رہنے والا ہے	اس دنیائے فانی پر گرویدہ ہونا نادانی ہے
ایں جہان و آں جہان ہر دو اصل اند	ہر دو اندر جانِ جانی متصل اند
ہر دو جہان میں جان جان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں	
ہر دو را جان از پئے آں آفرید	دنیا و دنیا والے جان ہی کے لئے پیدا کئے ہیں
پس ترا ہر لحظہ مرگ و رستخیز است	مستعد فرمودہ دنیا ستیز است

پس اے عزیز ہر لحظہ تجھ کو قیامت کا سامنا ہے مستعد ہو جا سنی ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

حضرت سعدی فرماتے ہیں:۔

مشو غرہ بر زندگانی کہ مرگ	نہ ہنگام بیند نہ وقت نماز

باچہ مانند ایں جہاں گویم جواب　　آں کہ بیند آدمی چیزے بخواب

اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ دنیا کیا چیز ہے تو میں جواب دونگا کہ دنیا کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص خواب میں کچھ دیکھے

چوں شوی بیدار از خواب اے عزیز　　ہیچ نبود ز خوابت ہیچ چیز

جب تو خواب سے بیدار ہو جائیگا، تو تجھے اس خواب کی چیز سے کچھ نہیں ملیگا کہ جو کچھ تو نے خواب میں دیکھی تھی

ہمچنیں چوں زندہ اُفتد از مُردہ　　ہیچ چیزے از جہاں با خود نبرد

اسی طرح جب تو زندگی کے بعد مرے گا　　تو کوئی چیز اس دنیا سے نہیں لیجائے گا

جائے گریہ ہست ایں درد مخند　　چشم عبرت بر کشا و لب بہ بند

یہ دنیا رونے کا مقام ہے اس میں مت ہنس، عبرت کی آنکھ کھول کر دیکھ اور منہ بند رکھ یعنی کچھ مت کہہ

فصل دوسری فضائل ذکر خفی میں

حضرات نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنا راہ روِ ترقی اور قرب حق کے واسطے ذکر تلبی یعنی ذکر خفی پر رکھا ہے۔ بخلاف طرق دیگر کے کہ ان طریقوں مبارک میں ذکر زبانی سے سیر آفاقی سے سلوک شروع کیا ہے اور حضرات نقشبندیہ نے ذکر خفی اور سیر انفسی سے اور دیگر حضرات نے سلوک کو مقدم رکھا ہے۔ اور حضرات نقشبندیہ نے جذب کو مقدم رکھا ہے سب طرق مبارک میں زیادہ تر ذکر اسم ذات اور نفی اثبات کو لیا ہے اور اکثر حضرات نقشبندیہ نے اسم ذات کے ذکر کو لیا ہے یا صرف ذکر ذات کہ جس سے مراد توجہ تلبی ہے۔ یعنی دل کا خیال ہر وقت ذات واجب الوجود کی طرف رکھنا ہو۔ اسکا سبب یہ ہے کہ ذکر کلمہ توحید سے سلوک طے ہوتا ہے اور ذکر اسم ذات سے بہت جلد ہوتا ہے

اسی واسطے حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اپنی کوشش سلوک کو مؤخر جان کر جذب ربانی کو مقدم رکھتے ہیں۔ بعد ذکر اسم ذات کفایہ ہو کہ اکثر محققین دین اس اسم کو اسم اعظم کہتے ہیں نہ وہ اسکے جسقدر اسماء وصفات ہیں انکا ایک حرف کم کر دینے سے وہ اسم بے معنی ہو جاتا ہے جیسے رحیم کی سے رحیم کا نام کم کر دیا جائے۔ نعم ہذا کیا تمس، اور اسم ذات کا ایک ایک حرف ذات کی طرف جاتا ہے جیسے اللہ کا الف گرا دینے سے للہ رہ جاتا ہے اور للہ کا لام گرا دینے سے لہ بچتا ہے اور لہ کا ہ گرا دینے سے ہو رہجاتا ہے یعنی وہ ذات غیب الغیب، جو لفظ او حرف اور معنی خیال سے پاک ہے۔ اسی معنی میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

بنامے آں کہ آں نامے ندارد ۔۔۔ ہر نامے کہ خوانی کم بر آرد

اور ترجمہ اس آیت شریف کا سُبْحٰنَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ ہ (وہ ذات پاک ہے اس سے کہ تم اس کو پکارو اور موصوف کرو) غرضکہ اسم ذات بے نقطہ ہے اور ہر حرف اس کا ہا معنی ہے اور اپنے ذاکر کو واصل بحق مذکور تک پہنچاتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

للہ اللہ اسم ذات پاک دست ۔۔۔ اسم اعظم از برائے قرب دست

للہ اللہ نام ذات پاک دست کہ ۔۔۔ اسم اعظم ہست اسکا (یعنی خدا کے) قرب کی

اللہ اللہ ایں چہ نام خوش مذاق ۔۔۔ حرف حرفش می دہد جاں را رواق

للہ اللہ یک خوش نغمہ ہے ۔۔۔ کہ کہ ہر حرف جان کو ترقی اور راحت بخشتا ہے

ذکر خفی کے استدلال پر حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آیۃ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اور حدیث شریف اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا (ترجمہ: نبی کریم صاحب نے صحابہ سے فرمایا بیشک تم نہیں پکارتے ہو بہرے کو اور نہ غائب کو) اپنے آہستہ ذکر کرنے کے

کہ چپکا کرتو جب پکارا جاتا ہے جبکہ کوئی کہیں غائب ہو لیکن یہاں ایسا نہیں ہوتا کہ سمیع و بصیر

ہے اور ذکر اسم ذات کا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ سے فرماتے ہیں: ان حضرات کا تعلق

روحی و بمت عالیہ ذات حق تعالیٰ پر لگی ہوتی ہے اور اسی واسطے ذکر اسم نفی کو چھوڑ کر ذکر

اسم ذات کو لیا ہے۔ اسی مطلب میں مولنا رومیؒ فرماتے ہیں:

گفت اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ　　تا نہ گردد بندہ ہر سو حیلہ جو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے (اسکی وجہ یہ ہے) تاکہ اس کا بندہ حیلہ جوئی سے

اور اسی معنی میں امام طریقہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آں ہمہ　　ہو کچھ کہ دیکھا جائے سنا جائے اور جانا جائے سب

غیر است بحقیقت کلمہ لا نفی آں باید کرد۔　　غیر ہے اسکی نفی کلمہ لا سے کرنی چاہیئے۔

یعنی اے طالب حق نگاہ علم سے اور نگاہ دل سے اور ہر قسم کا جو ادراک تجھ کو ہو تو جان لے کہ

یہ غیر خدا ہے اور اسکی طرف مخاطب مت ہو بلکہ نگاہ دل تیری ذات غیب الغیب کی طرف رہنا چاہیئے۔

گاہی: جس طالب کو ذکر اسم ذات جہر کی طرف فکر ذات بعض کو ذکر نفی اثبات اور بعض کو

قرآنجید اور بعض کو کثرت نوافل اور بعض کو کثرت درود مداومت کرنا تلقین فرمایا ہے کسی کو جو نسخہ

مناسب سمجھے اور مطابق سپر عمل کرے۔ ذکر اسم ذات کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دست چپ بائیں

ہاتھ کی طرف سینہ سے دو انگشت نیچے پستی کی طرف دل ہوتا ہے۔ لہذا اپنے قلب کی زبان سے

سے ہر وقت ہر حالت میں چھوٹے بڑے بات کرتے کھاتے پیتے سوتے پاک ہونے ناپاک جب بات ہوتے

رہے اللہ کہتا رہے اور پوری توجہ کیساتھ دل سے خدا کی طرف متوجہ رہے دل میں خیال غیر

خدا کو حتی الامکان نہ آنے دے۔ اگر آجاوے تو اس کو دور کرے جیسا پہلو کیا ہے نہ آنے

دے اور آجائے تو کچھ دل میں اسکو دور کرنے کی کوشش اور خیال رہنا چاہیئے۔ اسی طرح

دل میں خیال غیر نہ آنے دے اور آ جائے تو دور کرنے کی کوشش میں لگ جائے جیسے کپڑوں پر گھاس جانے سے بے چینی اور پریشانی رہتی ہے، اسی طرح دل میں خیال غیر خدا آجانے سے پریشانی اور بے چینی ہونا چاہیئے اور خدا کی صفات سمیع و بصیر وغیرہ کی طرف دل کی شکل پر خیال نہ رکھنا چاہیئے بلکہ ذات جمیع صفات بیچون و بیچگون کی طرف جانب عرش خیال رکھنا چاہیئے اور ایک طرفہ العین خدا کی طرف سے دل کو غافل نہ ہونے دے، نہ معلوم کس وقت نگاہ کرم ہو جائے اسی واسطے ایک بزرگ فرماتے ہیں:

یک نظر زدن غافل ازاں ذات مباش — شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی

(یعنی) ایک لمحہ کے لئے بھی اس ذات سے غافل مت ہو (کیونکہ) نہ معلوم کس وقت وہ نگاہ کرم کرے اور تو باخبر نہ ہو

اور کسی نے خوب کہا ہے:

دست غیب آنجا رسد کہ ہیچ دست — ہست کلید معرفت قرب و وصال

بے دل و بے طہارت و بے شستہ — اور طریقہ خواجگان نقشبند

کہتے ہیں: دل نہ ہر وقت پاک رہتا ہے نہ ناپاک ہوتا ہے ظاہر تن پاک ہم سے زبان اور جسم پاک ہوتے ہیں۔ دل کی پاکی فکر و شرک و غفلت سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کا تعلق دل سے ہے اور دل کا بحال ہونا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے خصوصاً اسم ذات اللہ کے ساتھ محبت اور اخلاص سے ہوتا ہے اور معرفت دنیوی اور ہم برہم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے سے جو حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور جو کشش و جذب ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ ہر وقت ذکر نفی اثبات کرتے رہنے سے ایک تو قوت خیالیہ غلط تصورات سے پاک ہوتی ہے اور اس کو دماغ سے ریاضت ہوتی ہے اور لا الٰہ کی ضرب سے ہوتی ہے پھر قلب پر ضرب اور

اور اگر حبس دم کرے تو ذکر کرے تو فائدہ خصوصی ہوگا۔ لیکن سانس بند کرکے ذکر کرنا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فوائد میں داخل ہے شرط نہیں ہے حبس دم کا طریقہ یہ ہے کہ سانس کو ناف سے نیچے بند کرکے ایک سانس میں تین مرتبہ پھر پانچ مرتبہ پھر سات مرتبہ اور پھر نو اور پھر گیارہ مرتبہ اسی طرح ضد و خلاق کے ساتھ اکیس ۲۱ مرتبہ تک ایک سانس میں ذکر کرنے کی مشق پیدا کرے۔ اکیس مرتبہ ذکر پہنچنے پر کشود کار باطن ہونے لگتی ہے اور اس سے ذکر میں خیال غیر کو نہ آنے دے۔ بعض بزرگ ایک سانس میں ذکر نفی اثبات سو سو ۱۰۰ مرتبہ کر لیا کرتے ہیں اور ذکر اسم ذات کئی کئی سو ۱۰۰ بار۔

ھدایت: پیر کو چاہیئے کہ جس طالب کا جسم متحمل ہو یا اس کو گھی دودھ وغیرہ دیتا رہے اس کو حبس دم مفید کرے گا۔ اور اگر کسی کا جسم خشک ہے یا مرغن غذا کھانے کو نہیں ملتی تو حبس دم نہ بتانا چاہیئے طریقہ غیر حبس داری وقت ذکر کے مناسب ہوگا، غذا داری یہ ہے کہ ناف کے اندر کو پوری کھینچ لیں اور اس کو وقت باہر آنے کے آہستہ آہستہ چھوڑتا رہے۔ اگر اس کو ہر وقت جتنی دیر تک تو بھی تکلف نہیں ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند فرماتے ہیں کہ چرب خوراک خوب استعمال کرے یعنی گھی مرغن غذا بکثرت کھائے اور خدا بھی خوب کرے اور جب اسم ذات کا ذکر کرے اس وقت بھی خیال غیر دل میں نہ آنے دے اور نفی اثبات کے ذکر میں جب سانس ٹوٹے اس وقت محمد رسول اللہ کہنا چاہیئے۔ ذاکر کو اگر کسی طالب کو جذب حق زیادہ ہو جائے کہ جس سے اتباع سنت اور پرورش اہل و عیال میں فرق آئے تو لا الہ الا اللہ ایک ہزار اور محمد رسول اللہ تین ہزار چھ سو بار کہنا چاہیئے اور سورہ الم نشرح کی بھی کثرت اور درود شریف بھی زیادہ پڑھنا چاہیئے انشاء اللہ تعالیٰ طالب کو ترقی قرب حق اور سعادت دنیوی میں اوسط پر آجائیگا۔

فائدہ: طالب حق کو ہزار بار درود اور ہزار بار استغفار روزمرہ پڑھنا چاہیئے

آکر درود سے قبولیت اور استغفار سے ازالہ غفلت اور معصیت ہوتا ہے میرے حضرت محمد علی شیر خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سانس میں سو مرتبہ کلمہ شریف کا ذکر کیا کرتے تھے اور ایک ایک نشست میں آٹھ آٹھ ہزار مرتبہ کلمہ شریف کا ذکر کیا کرتے تھے۔ گویا آپ کی شان ذکر کثیر کی مشکل مجسم تھی۔ اور خوبی شیخ کامل کی تعلیم کی یہ مانی گئی ہے کہ طالب اپنے معاملات دنیوی اور پرورش بال و عیال اور اتباع سنت کرتا رہے اور اس کے ہوش و حواس میں فرق نہ آئے سوائے اس وقت کہ جس وقت نور وحدت الوجود کا اس پر پورا اظہار ہو۔ اگر کثرت ذکر سے ہمیشہ کے لئے خدمت اہل و عیال جاتی رہی یا ہوش و حواس میں فرق آگیا یا اتباع سنت میں کمی ہوگئی جو سب سے زیادہ باعث قرب حق ہے۔ تو شیخ کی تعلیم کا لفظ ان ورد طالب ذکر نفی کا ثبوت ہو۔ ذکر اسم ذات میں یہاں تک مشغول رہے کہ بلا کثرت قلب کو خود بخود جاری ہونے کا ثبوت اور اطمینان جرائے قلب کے واسطے چند بیتیں ضروری ہیں۔ اول قلب کی حرکت ذکر کے ساتھ ہو۔ دوسرے طالب کے کان میں ذکر قلب کی آواز کا آنا۔ تیسرے نور زیارت قلب یا دیگر انوار لطائف کا بچشم دل بچشم ہر نظر آنا۔ چوتھے ہر وقت دل کی نگاہ خدا کی طرف ہونا۔ اگر یہ چاروں باتیں تصدیق کی میسر ہوں تو نور ہے ورنہ چوتھی شق نہایت ضروری ہے اگر ان چاروں باتوں میں سے کسی کو بھی نہ پائے تو اپنا خیال ذکر ہونے کا نہ چاہئے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب طالب یہ زیارتیں چاہے تو سوائے ذکر خدا کے کوئی بات اکتسابی نہ دے تب ثبوت ذکر قلبی ہے۔ اور حضرت خواجہ علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فقیر کے نزدیک یہ سب کی جامع ہونے کا یہ اچھا ثبوت ہے کہ جب طالب خوب مست ہو اور اپنے دل کو بلا اپنی کوشش و جتن کے خدا کے ذکر میں پائے بے من و ذکر سے کشود کار باطن کی نہیں ہوتا۔ جب تک کہ ذکر و ذاکر و مذکور میں

آسمان وزمین یعنی دل نور ذکر سے منور ہو کر خیال غیر سے خالی نہ ہو جائے۔ حق تعالیٰ

اسی واسطے خواجہ ناصر عندلیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دل آگاہی باید وگرنہ! گر ایک کنند بے خبر نیست

باخبر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہے اور جہالت غفلت کا نام ہے

آگاہی: ذکر قلبی کی ابتدا پر ذکر کثیر شروع ہو جاتا ہے۔

ہدایت: ذکر قلبی میں بہت کوشش کرنی چاہیئے جتنا ذکر قلبی قوی ہوگا اتنا ہی

سلطان الاذکار قوی ہوگا اور جس قدر سلطان الاذکار قوی ہوگا اسی قدر

اور فیضان قوی ہوگا اور پھر ہر ایک مقام میں ترقی اور نسبت قوی ہوگی۔ طالب اور مبتدی

اس ذکر قلبی سے جلد ترقی کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں ذرا توقف نہ کریں۔ خوب کچھ ہو جائے

آگے سلطان الاذکار کی طرف چلنا چاہیئے۔ ذکر قلبی قاعدہ بغدادی کی طرح ہے، جو بچہ قاعدہ روانی

سے پڑھ لیگا وہ قرآن شریف پڑھنے میں بھی تیز اور رواں ہوگا اور جس بچہ کی حرف شناسی اور

قاعدہ کی روانی کم ہوگی وہ عبارت قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھے گا اور غلطی بھی کریگا۔

فصل تیسری سلطان الاذکار میں

اللہ پاک قرآن مجید و فرقان حمید میں سورہ جمعہ میں فرماتے ہیں وَاذْكُرُوا اللّٰهَ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (ترجمہ: اے مومنو خدا کا ذکر زیادہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ) اور

دوسری جگہ فرماتا ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (ترجمہ: اللہ کا ذکر

بہت زیادہ کثرت سے کرو) اگر ہر صوفیہ نے اس ذکر کی کثرت کو

اور اس وجہ سے اسکو فقہاء کی تیاری نہیں ہوتی تو یہ اسکا گناہ ہے ورنہ خدا نے جس کو جس زمانہ
میں جس حیثیت کہاں ہے اور خوبی کہاں ہے فی زمانہ جو لوگ تارک نماز ہیں جو فرض نہیں پڑھتے اور حال
قال میں اپنا قدم رکھتے ہیں اور قوالی وغیرہ میں انہمک کرکے کہ وجد کرتے ہیں یہ سب غلط ہے
اللہ پاک جگہ دو ایسے لوگوں کو ہدایت فرمائے اور ان کو توفیق عنایت فرمائے کہ یہ حالت
رسمی حضرات چشتیہ اہل بہشت جیسے خواجہ خواجگان معراج حضرت خواجہ معین الدین چشتی
رحمۃ اللہ علیہ و حضرت زبدۃ العارفین و پیشوائے اتقیا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
و حضرت پیشوائے عارفان جناب خواجہ شہاب الدین نے شکر رحمۃ اللہ علیہ و حضرت
جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ و حضرت نظام الدین اولیا
رحمۃ اللہ علیہ و حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے وہ بزرگ اور پیشوا ہیں
کہ ان حضرات نے اپنی زندگی میں کس کس طریقے کس کس موقع پر کتنے کتنے ریاضات
شاقہ اور کس کس طریقے سے کتنے کتنے مجاہدات کئے ذکر خفی کیا ہے اور ترک دنیا کس طریقے
کی تھی، اسی طریقہ پر دنیا کی حسب حیثیت ترک دنیا اور ذکر خدا اور سماع کو تیار کرتے یہ سب
بے انصافی اور عقل سے خالی ہے کہ ان بزرگواروں کے ترک دنیا و ریاضات و مجاہدات
میں سے تو روپیہ میں ایک آنہ بھی تقلید کرکے اس پر قائل نہ ہوں اور سماع بہ ترجمہ قوالوں نے
کثرت عشق محبت خدا تک کبھی کبھی کیا ہے نہ ہر شنیدہ ہو اس کو روپیہ پیسہ جانے دو کچھ
اور سنو اور غور کرو نفس کے کام کو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے
اس شعر کے سننے میں مزا ہے

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگر ست

چہ روزِ تک شب و روز ساتھ سب نے چہ روزِ تک کہا نہ دیا نہ سوتے و بر ابر چہ روزِ تک

آپ پر حال طاری ہوا۔ پہلے روز سبق کہتے ہوئے کہتے ہوئے [illegible] آپ پر
اس زبردست حال کے جسمانی اثر ہی نہ ہوتے دیکھے گئے۔ مگر جس وقت مؤذن اذان دیتا ہوتا
آہستہ، اور آپ وظیفہ کا زبانی عدد ادا کرتے۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جن کے وقت
سالوک سے روانی پاتے ہیں یہ بزرگ ہر وقت استغراق میں رہتے تھے۔ بیٹے نے کہا خبر پہنچی
کہ ابا یکایک مستغرق ہو کر بیٹھے کسی سے کچھ نہیں کہتے نہ بولتے۔ مگر جس وقت مؤذن اذان دیتا
فوراً اپنی جگہ سے باہر آجاتے اور آپ کے آگے حق حق پکارتے جاتے، اور آپ اپنے محبوب حق
کے غم میں اس طرح بیٹھے رہتے، کہ ذکر، فکر، محبت اور سنت ادا کر کے پھر استغراق میں چلے جاتے اور
کئی کئی گھنٹے اسی طرح حق حق کہتا ہوا آگے آگے اور آپ اس کے پیچھے پیچھے جاتے دیکھے گئے
حال اور یہ ابتلا ہمیشہ رہتی اور تمام احکام وحی اور جملہ امور دین کو بجا لاتے رہے۔ کبھی
خبر نہ تھی تو دنیا کی کیا خبر ہوتی۔ کیا خبر ہوتی ان کو کس چیز کی۔ یہ شوق حقیقی آگ تھی جس نے
مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک روز بازار میں ہو کر گذرتے۔ بازار میں حضرت صلاح الدین زرکوب
رحمۃ اللہ علیہ زرق کوٹتے ہوئے۔ حضرت مولانا دار ہتھوڑے سے پیٹنے کے عمل کو دیکھ کر حال
زدہ اور یہ شعر زبان پر استغراق میں پڑھتے رہے۔

کہ بگفت پدید آمد ازیں ہاون زرکوبی — زہے صورت زہے معنی زہے خوبی زہے خوبی

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ تمہیں خواجہ فرید سے کیا نسبت ہے۔ شعر

زندانیان زلف تو را حلقہ بر در است — ہر یک بداغ عشق تو در بند دیگر است

ہی راہ ہے طریقت نقشبندیہ جو بہ تمامیہ قرب حق ذکر و فکر خفی اور اتباع سنت
میں ہے اور کسی کشف و خرق عادت کے پرستار نہ ہونے سے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ
محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریق کشف و کرامت نہیں بلکہ استقامت ہے

کرتے ہوں اور نہ یاد کرتے ہوں۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا کا مراد ہے تو خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذکر کثیر یہ ہے کہ ذکر کرنے والا ذکر کرتے وقت یہ نہ جانے کہ وہ ذکر کر رہا ہے۔ اور نہ یاد کرنے والے سے زیادہ ذکر کرنے والا ذکر کثیر کرتا ہے۔ اور زبان سے ذکر کرنے والے سے قلب سے ذکر کرنے والا ذکر کثیر کرتا ہے۔ کیونکہ ہر وقت دل اس کا جاری ہے اور جب زبان سے ذکر کرتا ہے تو جو حظ دل و جان اور روح کو اس کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے وہ زبان سے ذکر کرنے والے کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے ذکر کرتے ہیں اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے جنت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دوزخ سے نجات کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی بلاؤں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی آفتوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی ذلتوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی تکلیفوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی بیماریوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی دشمنوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی دوستوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی رشتہ داروں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی ہمسایوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی مہمانوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی میزبانوں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی مسافروں سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ اور ذکر کرنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دنیا و آخرت کی مقیمو

فصل چہارم ذکر اویسیہ

دائرہ امکان کے علاوہ سلسلہ پر ذکر قلبی اور ذکر کثیر ہوتا گذرا ہے لیکن یہ

سلسلہ اویسیہ کی خصوصیت ہے کہ اس میں ذکر قلبی کے ساتھ ذکر کثیر بھی ہوتا ہے

دائرہ کائنات

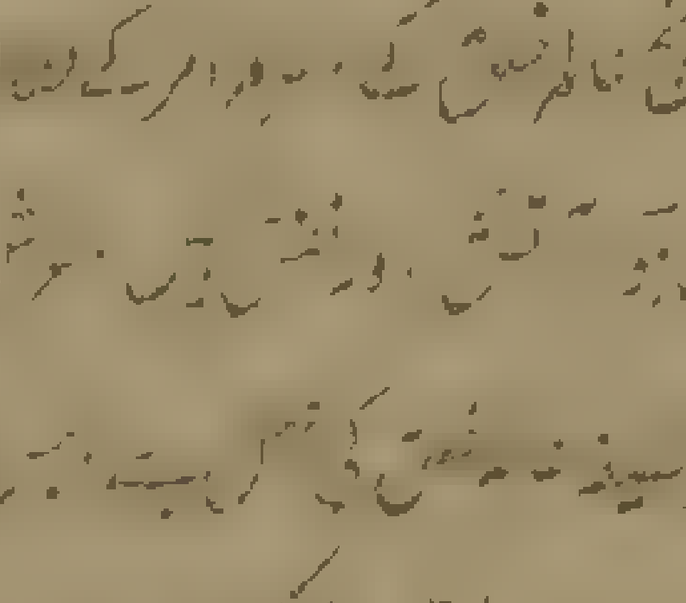

یعنی فی زمانہ طالب کشف بہت کم ہوتے ہیں کیونکہ کشف اکثر حالت صفائی
ثمرتِ عبادت، قوتِ طعام اور کمی آرام سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں تو کبھی ہوتی ہیں
اور کبھی نہیں ہوتیں اور ہمیشہ ایسے طالب نہیں ہوتے۔ زمانہ ایسے طالب سے خالی تو نہیں ہے، لیکن بہت
تھوڑے ہیں۔ اور یہ بات سب ایسے نکتے ہیں کہ جن کو کشف صحیح دیا جاتا ہے۔ کشف بہت
سے قسم کا ہے۔ کشفِ عیانی، کشفِ حسی، کشفِ وجدانی، کشفِ ادراکی۔ بعض کو کشفِ قبور،
بعض کو کشفِ قلوب، بعض کو صرف خواب اور بعض کو یہ سب عنایت کیا جاتا ہے۔ کشفِ عیانی
اور کشفِ حسی اور کرامات کے متعلق ہیں اور یہ دونوں کشف صحیح طور پر اہل معرفت
یا قطب مدار یا قطب ارشاد کو کامل طور پر عنایت کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ کشف ہر عارف دین اور
فیض رسانی خلق کے لئے یہ نعمت مبارک مقرر ہوتے ہیں، اور ان کی اتباع میں
دیانت خدمت مردانِ غیب، قطب ابدال، اوتاد، نقیب، نجیب وغیرہم کو بھی کشف دیا جاتا
ہے۔ ان کے ذریعہ سے یہ صاحب تمکین ہر کام میں مدد غیبی حاصل کرتے ہیں، اور یہ اولیاء
خدمت پر مامور نہیں ہوتے۔ ان سے کوئی وقت نہیں ہوتا، سوائے اولیاء خدمت
کے۔ یہ کشف جس اولیاء خدمت کو ہوتا ہے وہ قطب ارشاد کے تحت میں ہوتے ہیں
ان سے خلق وقت ہو رہا ہے۔ یہ کشف ہمیشہ ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ قطب مدار ہر زمانہ میں ہر وقت رہتا ہے، اگرچہ عارف کامل اور کامل
اس پر کم ہے، اور قطب ارشاد کسی زمانہ میں ہوتا ہے اور کبھی نہیں، اور قطب ارشاد کے
تحت میں قطب مدار رہتا ہے۔

کشف کی آٹھ قسمیں ہیں۔ قطب ابدال اور اوتاد وغیرہم کے لئے یہ مقام فنا و بقا کے بعد حاصل

نہیں ہوتے اور نہ بدفنا و بقا کے جماعت اولیاء میں داخل ہوتا ہے۔ اور شاذ و نادر کسی کو

بھی فضل خدا سے کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ اور بعض طلبا اور اولیاء ایسے بھی ہوتے ہیں جنکو

ان حالات مذکورہ بالا میں سے کچھ نہیں دیا جاتا، ان کو صرف بروئے یقین عنایت کیا جاتا ہے

یہانتک کہ بعض کو اپنے ولی ہونے کا بھی علم نہیں ہوتا۔ قبر میں جاکر معلوم ہوگا۔

آگہی: کشف کا ہونا ولایت کے لئے ضروری بات یا شرطِ ولایت نہیں ہے

کیونکہ کشف دنیا عام و مسلمانوں کے غیر مذاہب جوگیہ برہمنانِ ہندو، سفر و یہاں کو بھی ہوتا ہے

لیکن جو کشف غیر مذہب کے لوگوں کو ہوتا ہے، وہ صرف کشف اشیاء دنیا کا ہوتا ہے

ذات و صفاتِ الٰہی یا عالمِ ملکوت کا نہیں ہوتا۔ ذات و صفاتِ الٰہی و عالمِ ملکوت کا کشف

تب تک ہرگز نہیں ہوتا جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے کہ اس یقین

کا ثمرہ ولایت ہے۔ چنانچہ بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو کشف بالکل نہیں

ہوتا۔ لیکن اہل کشف اولیاء سے بدرجہا قربِ حق میں ان کا قدم غالب ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دریافت

شناخت کمل کی بابت فرمایا "یقین تر" کہ اس لئے چنانچہ اکثر حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

سے کشف اور کرامات کا اظہار ثابت نہیں ہے۔ بعض تابعین سے حال حال مکشوفات و کرامات

کا اظہار ہونا ثابت ہوا ہے۔ لیکن اویس قرنی صحابی رضی اللہ عنہ جن سے کبھی اویس نے کوئی

کرامت کا یا کشف کا اظہار نہیں ہوا ہے، وہ اعلیٰ سے اعلیٰ اکمل سے اکمل ولی سے رتبہ

ولایت قربِ حق میں اعلیٰ افضل و برتر ہیں۔ بلکہ وہ کہ ان کے دیکھنے والے تابعین رضوان اللہ

علیہم اجمعین بھی ہر اعلیٰ ولی سے اعلیٰ ہیں۔ یہ بزرگی ان کی یقین کامل کا سبب ہے جو صحبت

اور برکت رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے حاصل ہوا ہے۔ بعض اولیاء اہل خدمت

ہوتے ہیں۔ ذاہل ارشاد، صرف اُمّت کی دعا کے واسطے مختص ہوتے ہیں، اگر کسی کو کشف نہ ہو تو
ثابت دائرہ امکان کے طے کرنے کی یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ طالب چار گھڑی تک ذکر و فکر خفی
میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ دنیا کا خیال اُس کے دل و دماغ میں بالکل نہ آتا ہو، اور جنھوں نے انوار لطائف
کے کھلنے سے دائرہ امکان کے طے کر جانے کی علامت بیان فرمائی ہے۔

فصل پانچویں سیاق دائرۂ ولایت صغریٰ میں

اصطلاح صوفیہ میں اس مقام کو چند ناموں کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں، وحدت الوجود[1]
ہمہ اوست، مقام جمع، کثرت فی الوحدت، فنا و بقا، ولایت صغریٰ، نسیان ماسوی اللہ، ولایت
صغریٰ، اور نسیان ماسوی اللہ، یہ نام حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے قرار دیے ہوئے ہیں۔ ان
حضرات کی تحقیقات سلوک میں مقام ہمہ اوست سے آگے بہت زیادہ مقامات ترقی کے ہیں
اسی واسطے اس ولایت کو ولایت صغریٰ فرماتے ہیں یعنی چھوٹی ولایت، اور یہ وہ مقام ہے کہ
اس میں اکثر و بیشتر اس مقام ہمہ اوست کو انتہائی ترقی اور قرب حق فرماتے ہیں اور نسیان ماسوی اللہ
شریعت میں بہت ہی مناسبت رکھتا ہے موجب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا ذکر اللہ
حتی یقولوا مجنون (اتنی کثرت سے یاد خدا کرو کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں) دوسری جگہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لن یؤمن احدکم حتی یقال انہ مجنون (ترجمہ:
تم میں سے کوئی پورا مومن نہ ہوگا جب تک اس کو یہ نہ کہا جائے کہ وہ دیوانہ ہے، جب کوئی
شخص کو ثابت دو ذکر خفی میں مشغول ہوتے ہوں تو دنیا دار لوگ نہ سہی، وہ دیوانہ کہیں گے، اسی سے
مولانا رومی فرماتے ہیں:

ہر کرا باشد نیز دل کردار — یافت باشد آنجا ہیز دل شد نگار

جسکا تعلق اور لگاؤ خدا سے ہو جاتا ہے — وہ سونا بنا کر کاروبار سے تعلق ہے لگاؤ ہو جاتا ہے

اس خاص مقام میں بہت بڑا اختلاف

سے اور علماء اور صوفیوں میں

کتابیں کتابوں اسکی تائید

اہل قال نے بہ حال اہل حال

بنا لیں۔ اور بہت سے اہل قال نے ..... اہل حال اولیاء اللہ

اپنے کو خیر الدنیا والآخرۃ کریں۔ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد — کم کسے باشد زہ آگاہ شد

تمام دنیا اس وجہ سے گمراہ ہو گئی کہ اس راستے بہت کم لوگ واقف ہیں

اس واسطے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو راہ راست پر چلائے اور

میں جو کچھ بات بیان کرنے کی توفیق عنایت فرمائے، اور ایسا علم میرے سینہ میں ڈالے کہ جس کے

بیان میں لغزش نہ ہو، اور عند اللہ جل جلالہ و عند الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مقبول ہو۔ یہ تمہید

ہمہ اوست سلطان اذکار کے انتہا ہونے پر شروع ہوتا ہے۔ جس مرشد جب نوازش کرتے ہیں

میں پتے ہیں تو کہتے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اس کو تلقین فرماتے ہیں جس شیخ جب کسی

میں اس مقام کا نور دیکھتے ہیں تو اس کو مراقبہ تعلیم کرتے ہیں۔ کہ تمام عالم میں سوائے خدا کے کوئی موجود

نہیں جس رہنما نے تعلیم نہیں کرتے۔ بلکہ اس کو اپنی ہمت باطنی سے اس مقام میں کھینچ لیتے ہیں

ہیں، اور خود بخود اس طالب پر یہ حال وارد ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسے شیخ بہت کم ہیں ایسے

پیر فی زمانہ زیادہ ہیں کہ طالب کو نہ ذکر تعلیم ہے، نہ حبس دم ذکر تعلیم ہوا تو نہ نسبت کا

نور اس پر وارد ہوا ہے۔ بلکہ وہ شیخ خود بھی ان باتوں سے آشنا ہیں لیکن جب کوئی جاہل
ہوش کے ورد حال کے ہوا ہوست کا کلمہ زبان تقیہ کر دیا کرتے ہیں اور ایسا مسئلہ بد حال کے
تقیہ کر شریعت پاک تیار ہے۔ مسلمان اپنے ایمان کو قوی کرنے کیلئے شیخ کی خدمت میں جاتے
ہیں لیکن جاہل شیخ اپنے مریدکا ایمان برکھو دیتے ہیں ایسے شیخ جاہل و نا اہل شرع
کے مصداق ہیں ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند بعض لوگ تو مرید سے یہی کہہ دیتے
کرتے ہیں کہ تم اور تو اور جو کچھ دیکھ رہا ہے یہ سب میں خدا ہے نعوذ باللہ عنہ اللہ تعالیٰ
بچائے اور ایسے لوگوں کو صراط مستقیم عنایت فرمائے

ہے سبب حق جب خدا کی یاد کثرت سے کرتا ہے تو اس کے اثرات اور جلوے پیدا
ہوتے ہیں اور وہ سب حیثیت ظرف کرتا ہے، یہاں تک کہ اپنی آپ سے [illegible]
ہے، اس کی کیا ہے؟ حقیقت کیا ہے؟

سوال: حقیقت ممکنہ کیا ہے؟

جواب: [illegible] وحدت الٰہی نے جب ہو کر عدم تعین کی حضرت عکس ڈال کر
وجود مستعار بخشا ہے، مثلاً آئینہ کہ اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی [illegible] کو خدمت خیال کیا جائے
اور جو وجود اس آئینہ کے سامنے سے اس کو اوپر سے وحدت خیال کیا جائے، اور جو عکس آئینہ
میں قائم ہوا اس کو حقیقت ممکنہ خیال کیا جائے، یہ تین وجود حقیقت ممکنہ کا کہیں بالاتر اور عقل
بشر کی فہمیدت دور ہے، کیونکہ اس کا خالق قادر کل ہے جو ان چیزوں سے جب رب العالمین نے
چاہا کہ اپنی ذات کو پہچنوائے اور خلق کو پیدا کر کے اپنی قدرت سمیع و بصیرت سے حقیقت
کو اپنی صفت قدرت سے [illegible] وجود بخشا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم رحمۃ اللہ علیہ
وسلم نے خلق سے [illegible] اور جس طرح وہ ذات اکمل ہے [illegible] اس طرح

کوئی مخلوق میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اسی مطلب میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (لی مع اللہ یک وقت حاصل ہے کہ جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ میری برابری کر سکتا ہے اور نہ کوئی پیغمبر برگزیدہ) چونکہ طالب خدا عدم کی طرف پشت اور اسماء و صفات الٰہی کی طرف منہ کر کے تقرب الی اللہ چاہتا ہے، اسکو اصطلاح صوفیہ میں "سیر الی اللہ" کہتے ہیں، بموجب حدیث شریف کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ اور اسی حدیث شریف کا ترجمہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش ۔۔۔ باز جوید روزگار وصل خویش

جو کوئی اپنی اصل و حقیقت سے دور رہا ۔۔۔ ایک نہ ایک دن وہ اس کے طالب وصل ہوا (ترجمہ)

اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے حُبُّ الوطن شعبۃٌ مِنَ الایمان (یعنی وطن کی محبت شعبہ ایمان سے ہے) وطن حقیقتاً ہر مومن کا حقیقت مکمنہ ہے جہاں رجوع کا قیام اور اسماء و صفات الٰہی کے انوار کا ظہور ہے۔ لہٰذا ہر ایمان دار اپنی حقیقت کی طرف رجوع کرتا ہے اور چونکہ حقیقت مکمنہ میں تمام مخلوق کی حقیقت اور نقشہ اجمالاً ہوتا ہے۔ کفر اور اسلام، مسجد اور مندر خوب و زشت سب ایک جگہ نظر آتے ہیں، جیسے کہ تخم درخت میں سب درخت کی حقیقت جڑ، شاخیں، پتے، پھول اور پھل اجمالاً اسمیں ہوتی ہے اور تفصیل اسکی بعد درخت کامل ہو جانے کی معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حقیقت مکمنہ میں اسماء و صفات کا انوار ہادی و مضل، رحمان، قہار، جبار، شافی وغیرہ ہم اور عدم محض سب یکجا ہوتے ہیں۔ تو سالک اپنے علم کے مطابق "ہمہ اوست" "انا الحق" "سبحانی" "اعظم شانی" وغیرہ الفاظ بحالت بیخودی کہہ گیا ہے۔ چونکہ عدم کی طرف سکی پشت ہوتی ہے اور انوار اسماء و صفات الٰہی کی طرف منہ ہوتا ہے۔ پس سامنے موجود کیلئے کہتا ہے "منم خدا" (قلندر جو کچھ کہتا ہے کیا ہوا کہتا ہے)

وہ اس وقت مرفوع القلم ہوتا ہے۔ لیکن یہ حال ہمیشہ نہیں رہتا ہے۔ دورہ کی سی موجیں آیا کرتی ہیں۔ جب اور جس وقت اصل سے وصل ہوتا ہے اپنے کو اور تمام مہمان کو فنا بود پاکر وجود حقیقی کو اپنے عالم تن جانکر "ہمہ اوست" وغیرہ کہہ بیٹھتا ہے۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے حال کی توضیح حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت میں خوب فرمائی ہے جس سے ہر ذی علم خوب سمجھ جائیگا۔

بامریدان آن فقیر محتشم — بایزید آمد کہ یزداں بہ منم

مریدوں کے پاس اس بزرگ درویش نے — (بایزید نے) آکر کہا کہ میں خدا ہوں

گفت ستہ ہیچ یزدان جز منی — لا الہ الا انا فاعبدونی

اس مست نے صاف یہ کہا کہ — میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے پس میری پرستش کرو

چوں گذشت آں حال گفتند ش صلاح — تو چنیں گفتی وایں نبود صلاح

جب یہ حال گذر گیا، تو اس سے صلاح کہا گیا — کہ آپ نے ایسا کہا ہے، اور یہ درست نہیں ہے

تو خفتہ بایزید نے جواب دیا۔

حق مرا زندان و من با تنم — چوں چنیں گویم بباید کشتنم

حق نے مجھ کو تن و من با تنم — (یعنی جسم و غیرہ سے پاک کر دیا ہے) میں جسم رکھتا ہوں جو فنا ہے میں ایسا کہوں تو مجھ کو مار ڈالنا چاہئے

پھر جب حال طاری ہوا:

چوں ہمائے بیخودی پرواز کرد — آں سخن را بایزید آغاز کرد

جب بیخودی کا ہما اڑنے لگا — تو پھر بایزید نے وہی کہنا شروع کیا

عقل را سیماب تحیر در ربود — زاں قوی تر گفت کاں اول نبود

تحیر کا دریا عقل کو بہا لے گیا — دریا سے کبھی زیادہ زور کا دریا شروع ہو گیا

نیست اندر جبہ ام الا خدا — چند جوئی در زمین و در سما

کہ میرے لباس میں خدا ہے — تم زمین و آسمان میں تلاش کرتے ہو

حضرت مولانا نے خود یہ فیصلہ فرما دیا ہے، جیسی کہ حالت ہوش میں حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا،

اے برون از وہم و قال و قیل من — خاک بر فرق من و تمثیل من

اے خدا تیری ذات بیرنگ و بیمثل ہے — میرے اندر میری تمثیلات پر خاک پڑے

پس اس حکایت سے صاف معلوم ہو گیا کہ وقت غلبۂ محبت کہ جس کو حالت عشق کہتے ہیں عقل بجا نہیں رہتی اور درد تحیر کا تمیز و عقل کو بہا لیجاتا ہے، اور اس وقت یہ کہنا بعید از عقل نہیں، کیونکہ جب مجنوں سے کوئی پوچھتا کہ تو کون ہے؟ تو مجنوں جواب میں کہتا کہ میں لیلیٰ ہوں، تو جب بندہ کی محبت میں بندہ اپنے کو بھول گیا تو کوئی خدا کی محبت میں اپنے کو بھول جائے اور خدا کہنے لگے تو کیا تعجب کی بات ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

از محبت خشتہا زرّیں شود — از محبت تلخہا شیریں شود

محبت سے مٹی کی اینٹ بن جاتی ہے (اور) محبت میں کڑوی چیز میٹھی ہو جاتی ہے

از محبت سرکہا مل می شود — از محبت خارہا گل می شود

محبت سے سرکہ شراب بنجاتا ہے (اور) محبت سے کانٹے پھول ہو جاتے ہیں

از محبت نار نور می شود — از محبت دیو حور می شود

محبت سے آگ نور بن جاتی ہے (ویسے) محبت سے بدشکل (دیو) خوبصورت (حور) بن جاتا ہے

اور جب ہوش آتا ہے تو سمجھتا ہے اپنے کو اور تمام خلق کو موجود پاتا ہے، اور خلق و خلوق میں تمیز کرتا ہے، یہ حالت دور کی کسی کو لیلیٰ، کسی کو گلہ، کسی کو دنیا، کسی کو ہوس محبت از

اور اکثر حضرات متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس طرف [illegible]

نیز اور اس متعلق [illegible] مبارک مرکوز ہوتی ہیں [illegible]

اٹھ گئی تھی اور اسی وقت میں خرق عادات اکثر اوقات کثرت [illegible]

یہ صاحب کشف کو اپنے سینہ میں تمام جہان کی حقیقت نظر آتی ہے۔ اسی واسطے خواجہ نقشبند

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اولیاء بعد فنا و بقا ہر چیز میں ہیں اور خود کسی میں نہیں اور ہر چیز کی شناسندہ

اور خود کسی شے سے نہیں" حیات میں وجود لیکن وفی انفسکم افلا تبصرون ؟

اس تمہید کے بعد اس رسالہ کے پیش کرنے کی تمہید کرتا ہوں اور حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں

[illegible]

[illegible]

یہ کلام حضرت خواجہ بزرگ جمہ اللہ علیہ کا اس حدیث قدسی سے تعلق رکھتا ہے جس کا ترجمہ

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

گفت پیغمبر کہ حق فرماید است [illegible]

یعنی آگر میں اپنے اور حق تعالیٰ کے درمیان کوئی واسطہ نہ رکھوں تو میں اس کا ہاتھ ہو جاؤں

من شنیدم بر زبان آسمان [illegible]

اور زمین و آسمان میں سما نہیں سکتا ہوں (بلکہ) میں سچے مومن کے دل میں سما جاتا ہوں

جب خدا کی ہستی تمام موجودات سے زیادہ ثابت ہے تو ہر شخص کا قلب جو اس کے تصرف میں ہے نظر آتا ہے

لیکن یہ اثر بہت کم لوگوں کو حاصل ہے۔ [illegible] پیشہ ور آسمان کی [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] کی سماعت بعد رحلت ہوئی تو پھر اس کو فنا نہیں ہونا چاہیئے حالانکہ خود ذات تو
دلوں کی فنا ہوتی ہے تو پھر اس صفت کمال یعنی آیت قرآنی اور حدیث قدسی اس صریح پر ہیں کہ جسطرح
حدیث شریف میں [illegible] وَدِمَاءَهُمْ وَدِمَاءَنَا وَاحِدٌ دمی اسے کی گوشتہ ہے گوشت میرا
اور خون تمہارا خون میرا ہے۔ اور حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ جو ہمیں تمہیں تکلیف دیتا ہے
عفرت علی رضی اللہ عنہ کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ان آیت میں ہے اذ دعیت [illegible] وفی
انفسکم افلا تبصرون اور حدیث قدسی لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی
قلب عبدی المومن۔ اور یہ بھی ارشاد ہے کہ [illegible] دیدار کرا دی ہے میرا دیکھنا یہ ہے کہ
لقا اللہ اور مخلوق کے اور ساتھ ہی اسکے نبی اور ولی کو دیکھنا بھی ہے۔

جب تک کہ یہ کوہر فانی فانیہ سے بند تر فرد نہ ہے سبحانہ تعالیٰ شانہ عشون
اور یہ بھی ارشاد ہے لا تدرکہ الابصار یعنی کسی کی نگاہ اس کا ادراک نہیں کر سکتی تو
پھر جب خدا کی ذات سے تعلق [illegible] جو کہ فانی ہے کس طرح ممکن ہے جو حسب ارشاد
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ [illegible] سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے،
کس طرح ہر قسم کے فنا [illegible] اور [illegible] سے تعلق رکھتی ہے اور کس طرح قرب حق
اور [illegible] ذات خدا کے [illegible] تعلق رکھتی ہے۔ اور نہ کوئی مخلوق ذات
حق کو تو کجا اس کی ایک ادنیٰ صفت کا احاطہ اور ادراک نہیں کر سکتی۔ کیونکہ حق جل وعلا اور اس
کی جملہ صفات قدیم ہیں اور جملہ حوادث سے منزہ اور مبرا ہے۔ اور جملہ مخلوقات حوادث ہیں
حوادث اور قدیم ایک جگہ نہیں ہو سکتے۔ اس لئے نزول تجلی خانہ کعبہ میں اور نزول قلب انسان
میں فرق ہے۔ خانہ کعبہ پر تجلی کا نزول ہر وقت رہتا ہے اور اولیاء پر بوجہ خصوصیت
کبھی تجلی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور کبھی زیادہ کم [illegible] رہتا ہے۔ اور اس حالت کو [illegible]

یہ تینوں بزرگ ان علوم کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں اس کے متعلق وہ خود فرماتے ہیں۔

علم معقولات علم اشقیٰ ہے ۔ علم منقولات علم اتقیٰ ہے

علم معقول اشقیٰ کا علم ہے ۔ علم منقول انبیاء علیہم السلام کا علم ہے

پائے استدلالیاں چوبیں بود ۔ پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

استدلالیوں یعنی علم معقول سے دلیل پیش کرنے والوں کی دلیل مکڑی کے پیروں کی طرح ہوتی ہے

گر بہ استدلال کار دیں بدست ۔ فر رازی پیشوائے دیں بدست

اگر استدلال پر ہی مذہب کا دارومدار ہوتا تو ۔ فخر الدین رازی جیسا علم معقول کا امام بھی مذہب کے

بارے میں کثرت محبت الٰہی سے اپنے کو ذرہ خاکی کہتا ہے اور غیبت سے کام لیتا ہے علم

تو بس ایک ذات واجب الوجود کی ہوتی ہے اور وہ اپنے کو اور تمام مخلوق کو عین

خدا کہتا ہے درپیش خدا کی زبان سے لفظ غیبت کے نکلتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ہستی

حدیث نفس اور مذہب کی بنیاد ہی غیبت پر ہے۔ اسی لئے قرآن

نیز اسی وجہ سے کہ استدلال پر مذہب کا دارومدار ہوتا ہے

اولیاء اللہ کی کرامت قبول کرنا

یہ کرامت کا انکار کرنا

اگر وہ برس چکے باشد مردہ نیز	زندہ گردد از فسونِ آں عزیز
ان کے دم کرنے سے زندہ ہو جاتا ہے	اور زندہ نہ ہوتا اور کوڑھی تو کیا وہ بھی

[illegible] کرام صوفیا میں مقام فنا و بقا کہتے ہیں۔ فنا اس حالت کو کہتے ہیں جب سالک کی نگاہ سے غیریت اٹھ کر سوائے ذات باری تعالیٰ کے کچھ باقی نہ رہے۔ اور بقا اس حال کو کہتے ہیں کہ اس حال فنا سے اس کو افاقہ ہو اور خالق و مخلوق، حادث و قدیم میں تمیز کرے۔ سالک کو پہلے فنائے فعلی پھر فنائے صفاتی، پھر فنا سے ذاتی ہوتی ہے۔ یعنی اپنے افعال کو فعل خدا میں، اور پھر اپنی صفات کو صفات خدا میں اور پھر اپنی ذات کو ذات خدا میں فنا پاتا ہے اور یہ بات کثرت ذکر اور خانہ ہائے حق کی محبت سے نصیب ہوتی ہے اور موجب حدیث شریف اللہ تعالیٰ بے بندہ کے کان ہو جاتا ہے جس سے کہ وہ سنتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ عز وجل ما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ (مشکوٰۃ)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ مجھ سے قرب زیادہ حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے کہ وہ سنتا ہے اور وہ بینائی بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ دیکھتا ہے اور وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ پکڑتا ہے اور وہ پاؤں بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں) اور اس حدیث شریف کی تصدیق اور توضیح میں آیہ شریفہ

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (اور وہ نہیں جو تم نے پھینکا جب تم نے پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا)

إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ (بیشک جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں یقیناً اس کے سوا نہیں ہے کہ وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے) اسی مطلب میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

اللہ اللہ کن کہ اللہ می شوی — ایں سخن حق ست باللہ می شوی

تا نہ گوید کہ تو مستد ہو جائے گا — یا نہ باشد کل شیٔ ہالک وجہہٗ کی قسم خدا کی تو خدا ہو جائے گا

یہ حالت فنا و بقا دریا کی موجوں کی طرح سالک پر وارد ہوتی رہتی ہیں چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خفتہ بودم خفتہ ہا بینم ہمہ — ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

تہ بتہ سات آسمان طے کئے ہیں — اور ہر ایک کی طرح میں بارہا گا ہوں

حضرت بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ اسی معنی میں فرماتے ہیں:

گشتگان خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جانے دیگر ست

خنجر تسلیم ہر دم کز کمیں — ہر زماں از غیب جانے دیگر ست

اور اسی مضمون میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کسے را ہر دمے از یار — تازہ عشقے تازہ جانے دیگر ست

ہر نفس یک تازہ قتل ست — دیگر ہر دم جانے دیگر ست

اور اسی مقصد میں حضرت مولانا شاہ جہانپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بخطہ زاد و تمدن، ز ہر بار گشتن آن فنائے قاتل، از خود می فنا دور ہر نفس چندین بقائے

شعر: جس بندہ خدا نے فنا کو بھی کر دیا ہے اپنے میں کہ فنا ہے خاص محبت میں در ہر نفس بقا کی: در مرتبہ

دے صد بہ دریا ذرۂ تو میرہ ۔۔۔ بے تابی ذرہ تو گیرہ

ایک دم میں تیری یاد میں سو مرتبہ مرجوں ۔۔۔ اور پھر جیوں سو بے تابی کے ساتھ تیرے گرد پھروں

یہ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (ترجمہ: یہ کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا ہے تو یقیناً وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے) پر جس وقت غور کیا جائے

یہ حالت طاری ہوتی ہے، موجب جملہ اولیٰ اس حدیث شریف کے ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (ترجمہ: یہ کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا ہے تو یقیناً وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے) یعنی خدا کی عبادت ایسی کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے) پر جس وقت غور کیا جائے

سماع وصفات الٰہی کی پڑتی ہیں، جیسے کہ آئینہ میں شعاعیں آفتاب کی پڑتی ہیں تو آفتاب میں آدمی کو اپنا وجود اور وجود آئینہ دونوں نظر نہیں آتے، اسی طرح عشق میں اپنا وجود اور وجود خلق سالک کو نظر نہیں آتا، یہ جیسے چراغ کی روشنی دھوپ میں نظر نہیں آتی حالانکہ روشنی موجود ہوتی ہے، یہ جیسے صفر وی کسی کو میٹھا نہیں کرتا حالانکہ میٹھائی میں کڑواہٹ نہیں ہے، یہ جیسے دریا کی ریت میں ذرات چینی نہیں پہچانے جاتے حالانکہ

ہر ایک ذرہ میں چینی موجود ہے، یہ جیسے کسی کو رنج پہنچا ہوتا ہے تو اس رنج کو تلوار نہیں پہنچا سکتی

نظر آتا ہے حالانکہ رنج پہنچا نہیں ہے، یہ جیسے کسی کو غصہ زیادہ ہوتا ہے تو وہ غصہ کے مارے اپنے کے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہو جاتا ہے حالانکہ روشنی موجود ہوتی ہے، یہ اسی طرح

اور علم کا تصور ہے، اسی طرح محبت الٰہی میں سالک مبہوت و مدہوش ہو جاتا ہے کہ اس کی نگاہ نظر

میں تمام جہان میں سوائے خدا کے کچھ نہیں آتا اور اسی مقام پر سالک بے ذوق و شوق ہو کر

نہ رکعت کا ہوش رہتا ہے نہ سجدہ کا ہوش رہتا ہے اور اسی مقام پر وہ محبت ہوتا ہے کہ اس کی آنکھوں سے

خون بدل خون جاری کرتے ہیں۔

ذرّہ ذرّہ شہر ہا و دیں دیدار را ذرّہ ذرّہ در دلِ عشقت رہا

کفر تا ذرّے کنید اندر دلِ دیندار کے ہے میں مجلو در دل کی تجلّی زد ہمہ

یہ فن و لیقہ حیوانی فن و لیقہ نہیں ہے بلکہ سالک کے لطائف اور علم کی فن و لیقہ ہے اور مثلاً

اس فن و لیقہ کی جھلی فن و لیقہ میں آجائے گی کہ کسی مقام پر دس دس پانچ پانچ گز کے فاصلے

سے چند دیرے شب کو چراغ رکھ دیئے جائیں، اور چراغ اوّل کو پس پشت لیکر آدمی کھڑا ہو جائے

تو اس کا سایہ اس کے سامنے دیکھائی دے گا اور جب اس چراغ اوّل کے پاس سے دوسرے چراغ

کی طرف جب جب بڑھتا جائے گا اُسی قدر سایہ اس کا سامنے والا کم ہوتا جائے گا، حتیٰ کہ چراغ دوم کے

قریب پہنچنے پر سایہ بالکل معدوم ہو جائے گا، اور دوسرے سمت کے چراغ کی روشنی کے سبب

اس کا سایہ پس پشت ہو جائیگا۔ اسی طرح جب چراغ دوم سے آگے بڑھ کر چراغ سوم کی طرف چلیگا تو

پھر اس کا سایہ فوراً اس کے سامنے آجائیگا، غرض ہر چراغ کے قرب اور بُعد میں اس کے

سایہ کا فرق ہوتا رہے گا۔ حالانکہ اس کے سایہ کو حقیقت فنا نہیں ہے، بلکہ نور چراغ

کی قوت نے اس کے خلاف میں اس کے سایہ کو یا معدوم کر دیا ہے کہ اس کو دیکھ نہیں سکتا۔ اگر

سامنے کا چراغ قریب کا نہ کر دیا جائے کہ جس کی روشنی نے اس کے سایہ کو مخفی کر دیا ہے تو پیچھے

چراغ کی روشنی اس کے سایہ کو فوراً اس کے سامنے ظاہر کر دے گی، اسی طرح ہر مخلوق انوار

صفات الٰہی کے قرب و بُعد کے سبب تفاوت رکھتی ہے تو اسی سبب تمام جہان کی فن و بقا رکھتی ہے

حقیقتاً اس کی اور نہ وہ جہان کی فن و بقا نہیں ہوتی۔ سالک کا ہر مقام

فنا و جود در بقا ست، یکان کس کے قدم میں نظر نہیں۔ چنانچہ حضرت بو علی دقاق

فرماتے ہیں:

چون نہ باشد ہست باشد در حساب نیست باشد ہست باشد در حساب

اگرچہ چراغ آفتاب کے سامنے معدوم ہو جاتی ہے، حالانکہ وہ حقیقۃً موجود ہوتی ہے،

ہست باشد ذاتِ تو تا تو اگر — بر نہی پایہ بسوزد کل شجر

وہ تو موجود ہوتی ہے، چنانچہ اگر تم اسکی لَو پر روئی رکھو، تو وہ جل جائے گی،

نیست باشد روشنی نہ بہ ترا — کردہ باشد آفتاب او را فنا

وہ چراغ معدوم معلوم ہوتا ہے، اور روشنی بھی نہیں دیتا، لیکن یہ کچھ تم کہتے ہو کہ آفتاب نے اسکو فنا کر دیا ہے، اسی واسطے حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

سیہ روئی زِ تن نارد دو عالم — جدا ہرگز نہ گردد تا قیامت

بشریت کی سیاہی جو تمہارے اندر ہے — ہرگز جدا نہیں ہو سکتی مگر قیامت

نی بینی کہ شمعے چوں بتابد — نیابد ذرہ از خورشید تابد

تو نہیں دیکھتا کہ شمع جب روشن ہوتی ہے — تو ذرہ بھر بھی آفتاب سے نہیں پاتی

غیر مذہب کا ان بزرگوں کے اقوال سے شبہ یا مسئلہ تناسخ و آواگون کا نکالنا سراسر کج فہمی ہے، یہ مقام نہایت عشق کا شدید ہے، اور بے عشق شدید کے نفس انسان کی سرکوبی نہیں ہوتی، اور کبر و عجب و ریا و حقد و حسد سے دل پاک نہیں ہوتا، اور اتباعِ سنتِ نبوی اور تسلیم ارشاد الٰہی ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ آگاہ ہو کر اللہ کے لئے نفس نہیں ہوتا۔

ہر کرا جامہ ز عشقش چاک شد — او ز حرص و جملہ عیبے پاک شد

جس کسی کا خرقہ عشق سے کچھ چاک ہے — وہ حرص و جملہ عیبوں سے پاک ہے

اور اسی واسطے ہوئے اس مقام و منزل سے جناب پیر رومی قدس سرہ جا بجا فرماتے ہیں، چنانچہ رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نیست را ہستی نہ گردد ہیچ فن — نیست رو در بحر گم کن خویشتن

جبتک کسی کو یہ فنا حاصل نہ ہو (اُسوقت تک) اسکو درگاہِ الٰہی کا راستہ نہیں مل سکتا

اور حسین منصورؒ فرماتے ہیں :

[illegible]

ہونگے اور لوگوں میں ان کی وقعت نہ ہوگی، مگر خدا کے نزدیک وہ وجیہ ہوں گے اور وہ جو قسم کھا بیٹھیں گے خدا ویسا ہی کرے گا۔ اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ بندہ جیسا گمان رکھیگا میں اس کے گمان کے موافق اس سے معاملہ کرونگا۔

اطلاع: بعض اولیاء اللہ اکمل اپنے بعض طلبہ کو بغرض تکمیل مقام دست وغیرہ میں چھوڑ کر ولایت کبریٰ میں لیجاتے ہیں اس کے معنی لغت میں یہ ہیں کہ دوسرے مقام کو جاکر (کود کر چلا جانا) جیسے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ نے شیخ احمد کو مقام دست میں چھوڑ کر خود توجہ میں مقامات عالیہ میں کھینچ لے گئے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید بھی اپنے بعض طلبہ کو اسی طرح لے گئے ہیں اور اولیائے اکمل بھی،

اطلاع: بعض اولیاء اس راہ سلوک طریقت سے علاوہ صرف اتباع سنت، کثرت عبادت و خصوص در مجاہدہ سے بھی خدا تک پہنچے ہیں، اور بعض پیر بھی ولی ہوتے ہیں ان کو اجتباء صرف میں حصہ دیا جاتا ہے، اور تعلیم و اصلاح و صحبت خود بخود ان کی روح میں پیوست ہوتی ہے اور وہ خدا تک پہنچتے ہیں اور اکثر اوقات مجذوب ہوتے ہیں، لیکن اولیاء قسم کے اولیاء ہوتے ہیں، ولایت کا راستہ شہر وجود میں مسدود حریت عدمیہ ہے۔

جب سالک اپنی اصل کی طرف رجوع کرتا ہے کہ جس کی تشنگی لیکر آیا تھا تو اس سیر کو سیر الی اللہ کہتے ہیں، اور جب سالک کو اپنی اصل سے واصل بحق ہوتا ہے تو اس سیر کو سیر فی اللہ کہتے ہیں اور جب اس سیر میں شدت عشق سے اور بوجہ امتیاز ذات و صفات حق کی تشنگی باقی نہ رہے کہ وہ اس کو واصل بحق ہونے سے مانع ہو، اس کو بقاء باللہ کہتے ہیں اور جب اس سیر کو سیر فی اللہ کہتے ہیں اور جب اس سیر میں سالک کو اپنے شیخ کامل کی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے تو اس سیر کو سیر عن اللہ بقاء باللہ کہتے ہیں، حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فنا فی اللہ کا وجود خلق کے واسطے رحمتِ حق اور ذات اسکی کہ بیت رحمت ہے اگرچہ تینوں قسم کے فنا
والی جماعت اولیاء میں داخل ہیں لیکن مرتبہ میں اور فیض میں اور قرب خدا اور اثر نسبت میں
ان کے بہت بڑا فرق ہے۔ مولانا فرماتے ہیں:

آئینہ دل چوں شود صافی و پاک نقشہا غیبی بروں از غیب خاک

جب دل کا آئینہ پاک صاف ہو جاتا ہے تو غیب کی چیزیں ظاہر ہونے لگتی ہیں

سوال: یہ مقام درحالت ہمہ اوست وغیرہ صحابہ کبار سے ثابت نہیں اور
عقائد اولیاء سے منافی ہیں۔

جواب: صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس مقام پست کے حاصل کرنے کی ضرورت
نہیں تھی کیونکہ ان کو ایک ہی توجہ میں کرم حضرت اللہ علیہ وسلم میں وہ قرب حاصل ہو جاتا تھا کہ اگر
لاکھ برس کی عمر پاکر ریاضت شدیدہ کھینچتے تو بھی صحابہ کبار کے قرب حق اور فنا فی اللہ اور قوت یقین اور
مرتبہ عالیہ کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ حب نبی کی صحبت ایک ساعت کی دوسروں کے صدہا سال کی
عبادات سے بڑھ جاتی ہے۔ تو پھر سردار نبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحبت یافتہ کے قرب کا کیا
پتہ ہو سکتا ہے جن کے ادنیٰ سے اشارہ پر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، ہر نبی کے پیرو کے
لاکھ برابر سورج چاند کی روشنی میں غرق کر دئے، ہتھیلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے
مرتبہ کا پتہ ملتا ہے۔ اگر اس مقام پست کو مقام انتہا کے قرب اور فنا فی اللہ مان لیا جائے تو صحابہ
ولایت صحابہ کے نبیوں کے مرتبہ کی ہتک ہوتی ہے کیونکہ جو قرب زیادہ ہوگا اسی کا مرتبہ بھی زیادہ ہوتا
اگر کشف و کرامت اولیاء امت کو انبیاء سے تو کشف و کرامات انبیاء علیہم السلام و احکام وحی الٰہی
پر ہیں اور اگر یہ ہیں تو کشف اولیاء ماننے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ اور حکام وحی کو درجہ رکھتے ہیں
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے جس حدیث سے بھی نفس کی نفی اور فنا ثابت ہو تو وہ حدیث

چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں،

چوں قدم تو حادث آمد عبث — پس کجا داند قدیمی را حدث

جب قدیم تو حادث سے ہو — پس ایسی صورت میں حادث قدیم کو کب پا سکتا ہے

[illegible]

اور مخلوق کیا، فرشتے کیا اور فرد بشر کیا، جنی کیا اور جنتی کیا، ہوں اور کلام حق

حق ہے اور ہر حق بات کی کہ خلاف واقعہ نہ ہو، جب یہ باتیں سب جانتے ہیں کہ کسی ولی، [illegible]

مکرمت ہی کیوں نہ ہو، خاصۂ خصوصیت انسانی دور نہیں ہوتی، تو پھر صفات بشریہ کی [illegible]

خدا کیسے بن سکتے ہیں، جب دنیا میں آنکھ والے دیکھتے ہیں کہ رب رب ہے، تو

تو بندہ کو فرشتوں کی جانشینی عطا ہونے پر کیسے قدرت ہو سکتی ہے، جب بندہ کو روح اور

پیغمبر کی خوشبو اور آنکھ کی روشنی اور ہوا اور آواز اور درد اور دوا کے اثر میں فرق نظر آتا ہے

[illegible]

اور ارشاد فرماتے ہیں:

برتر از علم ست و بیروں از عیاں — ذاتش اندر ہستیٔ خود بے نشاں

[illegible]

[illegible]

اور ارشاد فرماتے ہیں:

برتر از علم ست و بیروں از عیاں — ذاتش اندر ہستیٔ خود بے نشاں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اطلاع: یہ حضرت فریدالدین عطار حضرت مولانا رومی سے پیشتر ہوئے ہیں۔ انکی تعریف میں حضرت مولانا نے فرمایا ہے کہ انھوں نے سات بازار عشق کے طے کئے ہیں اور میں ایک ہی بازار میں ہوں۔ اور حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اے بروں از وہم و قال و قیل من — خاک بر فرق من و تمثیل من

اے وہ ذات کہ جو وہم و چون و چرا سے باہر ہے۔ میرے سر پر میری مثال پر خاک پڑے

قرب نبود ان ست عقلت را بہ تو — آں تعلق ہست نبود ہیچ سے اے عمرو

عقل کے ذریعہ سے جو تجھ کو قرب حاصل ہے۔ وہ وہ تعلق اور قرب نہیں ہے جو کسی چیز کے ساتھ نہ ہو

اتصالے بے تکیف بے قیاس — ہست رب الناس را با جان ناس

جو اتصال کہ پروردگار کا انسان کے ساتھ ہے، وہ نہ قیاس میں آسکتا ہے نہ عقل میں

زانکہ فصل و وصل نبود در رواں — غیر فصل و وصل اند یشید گماں

چونکہ اس کا قرب فصل و وصل سے بالاتر ہے اس لئے انسان کا گمان نہیں کبھی تک پہنچ سکتا کہ یہ فصل ہے یہ وصل ہے

مر صفت تش را چناں دال اے پسر — کز دے اندر نیاید ہیچ اثر

اسکی تعریف میں اس قدر سمجھو کہ انسان کے وہم و خیال میں نہ ہوسکے اثر کے ہیچ نہیں سکتا

نی ہر ست آثار و نور و رحمتش — لیک کے داند جز او ماہیتش

اسکی رحمت کے انوار و آثار ہیں۔ لیکن ان کی حقیقت سوائے اس کے کون جان سکتا ہے

ہیچ وہمیات او را صفت دماں — کس نداند جز بہ آثار و نشاں

اس کے وصف و کمال کی حقیقت کو سوائے اثر و نشان کے کوئی نہیں جان سکتا

صد ہزاراں وصف گر گوئی دریں — جملہ وصف دست و زیں جملہ بریں

چاہے کوئی سو ہزار تعریف کرے لیکن وہ ان تمام وصف اور تعریفوں سے بالاتر ہے

وانکہ ہر مدحے نبود حق رود بر صور اشخاص غارت بود

جو تعریف کسی کی کی جائے وہ حقیقت میں کی نہیں بلکہ اللہ ہی کی تعریف ہے

چوں نہایت نیست در الاجرم وصف کم باید زدن بر بست دم

چونکہ اس کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ اس لیے خاموشی بہتر ہے

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست وانکہ در اندیشہ ناید آن خداست

تم جو کچھ خیال کرتے ہو وہ سب فانی ہے، اور خدا وہ ہے جو خیال و گمان سے برتر ہے

آں مگو چوں در اشارت نایدت دم مزن چوں در عبارت نایدت

جو تیرے اشارہ و کنایہ اور عبارت سے بالاتر ہے۔ اس کے متعلق خاموش رہ

نے اشارت می پذیرد نے بیاں نہ کسے زو علم دارد نہ نشاں

نہ وہ قابل اشارہ ہے۔ نہ بیان ہے۔ اور نہ کسی کو اس کا علم اور پتہ ہے

ہر کسے نوعے دگر در معرفت می کند موصوف خود را بر صفت

ہر شخص نے اپنی حیثیت کے موافق اس کی تعریف کرتا ہے

فلسفی از نوع دیگر کرد شرح داں دگر مر گفت او را کرد جرح

فلسفی کسی اور طرح اس کی تعریف بیان کرتا ہے (لیکن) کوئی دوسرا فلسفی اس کی تردید کرتا ہے

ایں دگر بر ہر دو طعنہ می زند ایں دگر از رزق جانے می کند

ایک تیسرا شخص ان دونوں پر اعتراض کرتا ہے، چوتھا اس کے بھی خلاف دلائل پیدا کرتا ہے

ایں و آں گر حمد گوئی و سپاس ہمچو نسرین جمع آں چو پاں شناس

اگر کوئی حمد کی حمد و اس کا شکر ادا کرنا چاہے تو وہ اس طرح ہے جیسے کہ نسرین کے پھول کی تعریف چرواہے کرتے ہیں

چہر تو نسبت بہ تو گر ہمتر ست یک تن نسبت بہ حق ہم ابتر ست

ایک تیسرا شخص ان دونوں پر اعتراض کرتا ہے، چوتھا اس کے بھی خلاف دلائل پیدا کرتا ہے

ایں و آں گر حمد گوئی و سپاس ہمچو نسرین جمع آں چو پاں شناس

اگر کوئی حمد کی حمد و اس کا شکر ادا کرنا چاہے تو وہ اس طرح ہے جیسے کہ نسرین کے پھول کی تعریف چرواہے کرتے ہیں

چہر تو نسبت بہ تو گر ہمتر ست یک تن نسبت بہ حق ہم ابتر ست

تمہاری تعریف خواہ تمہارے نزدیک بہتر ہو (لیکن) خدا کی شان کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی

جب موسیٰ علیہ السلام نبی اولوالعزم ایک پرتو صفات سے بیہوش ہو کر گر پڑے ۔ ۔ ۔

لَنْ تَرَانِی کا آواز سنا، تو ولی بیچارہ خاک پائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس جہان میں خدا کو

کیسے دیکھ سکتا ہے؟ جناب حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج میں عرش معلیٰ

پر تشریف لیگئے۔ اور خدائے پاک کو اپنی چشم مبارک ظاہر سے دیکھا اور قریب ہونے میں قاب

قوسین او ادنیٰ کا مرتبہ پایا اور جیسی طرح دیکھنے میں مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کا نعمت جناب

باری سے عنایت ہوا۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کے رموز تاج نشاں سے خدا نے مشرف

فرمایا۔ یہ مراتب یہ قرب ۔ یہ رفعت ۔ یہ عزت ۔ یہ خلعت کسی کو مخلوق میں سے نہ ملی مگر یہ

قرب کے وقت خاص میں بھی جناب باری کے سامنے یہی عرض کیا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود سوا

خدا کے نہیں ہے۔ اور یہ شہادت بھی دیتا ہوں کہ محمد اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے پیغمبر ہیں ۔ ۔ ۔

ایسے وقت خاص میں کہ مخلوق الٰہی میں سے کسی کو یہ مرتبہ نصیب نہ ہو ۔ اپنے کو اور اپنی امت کو گنہگار

اور عاصیوں کو ۔ اور خدائے عزوجل کو ۔ لگ لگ جانتے رہے ۔ اور فرق فرماتے رہے کہ کسی

جگہ ولی کی روح بھی نہیں پہنچ سکتی ۔ جبکہ مقام قرب و تجلیات میں روح کا گذر ہی نہیں ہے

اگر جائے تو جل جائے مگر سیر نظری روح کو ہوتی ہے وہ بھی بوسیلہ و برتبعیت روح اقدس

رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جس کا حال آئندہ ۔ ۔ ۔ آئے گا ۔ اور مسلمہ شخصیت

صغریٰ و شخصیت کبریٰ سے حال روشن ہوگا ۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ خاص خاص قرب و تجلیات

ہی کی روح برداشت نہیں کر سکتی ۔ تو کمل نبیوں کے متقدمین کی روح کو درجہ کے زیادہ

روح کو اپنی روح کے احاطہ میں گھیر گھیر رکھتے ہیں ان کو شخصیت صغریٰ کہتے ہیں اور جن کی

قرب میں کمی اور بیزاری روح کو نہیں کرنا چاہیئے بلکہ صلوٰۃ و تسلیم اپنے احاطۂ روح اقدس میں لیکر سیر کرتے ہیں۔ اسکو شیخیت کہری کہتے ہیں۔ تو ان بیچارہ کو نہ وہ قرب حاصل تو پھر ان کا ان کے حق کہنا خلاف حکم قرآنی، و خلاف حدیث نبوی، و خلاف ارشاد صحیح کیسے درست ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو اتنا کہ شان شکر درجہ محبت خدا میں بحالت بیہوشی و بیہوشی ایسا فرمانا۔ لیکن یہ ان کا بحالت بیخبری کہنا۔ ان کے واسطے قرب اور اوروں کیواسطے ابطال کہنا رہے۔ اور وجہ اسکی یہ ہے کہ خاصان خدا کعبۂ مقصود کے اندر اپنے کو پاتے ہیں۔ اور دریائے معرفت میں غرق ہوتے ہیں۔ سو وہ بقابہ اوروں کے مستثنیٰ ہیں۔ جیسے کہ حاجی وقت دخول بیت اللہ سمت کعبہ کے احکامات سے مستثنیٰ ہیں۔ پھر ان کی نقل غیر کو کیونکر درست ہو سکتی ہے، چنانچہ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:-

در دلِ کعبہ رسد قبلہ نیست	چہ غم ار خواص را پیلہ نیست
کعبہ کاندر قبلہ کوئی خاص سمت نیست	جس طرف خواہ خود کو چاہو تو کی ضرورت نہیں ہے
خون شہیداں را ز آب اولیٰ تر است	زیں گناہ اندر صد ثواب اولیٰ تر است
شہیدوں کا خون پانی سے زیادہ پاک ہے	اس گناہ پر سو ثواب ہزاروں نیکیوں سے افضل ہے

ہاں نہ بندگان خاص بن حال کیونکر سے آنکہنا کافی ہے استکاری معذور ہوں گے معذور ہیں۔ ان کا حال ان کے لیے حجت ہے اور ان کے حال کی اتباع اہل قال کے واسطے باعث فاعتبروا یا اولی الابصار۔ بفضلہ تعالیٰ میرے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو فنا کے بعد بقا میں ترقی نصیب ہوئی ہے۔ اگر ظاہر میں کسی کی مرضی نہ تھی۔ نہ سہی

حاشیہ ضروری: مقام فنا و بقا سے مراد مقصد حاصل خصوص اور یقین کامل یعنی ایمان حقیقی حاصل کرنا ہے۔ اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ مقام فنا و بقا کے حاصل ہونے پر بشریت جدا

ہو جاتا ہے، یا خدا میں یہ شخص مجاہد ہے، ایسا خیال الحاد اور زندقہ ہے، نعوذ باللہ چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدودِ شریعت کے اندر رہ، اگر شریعت سے باہر قدم رکھا تو گمراہ ہوا اور پھر ہوا اور نہ ہو رہا۔

دادیم ترا ز گنجِ مقصود نشان — گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

ہم نے تجھے مقصود کے خزانہ کا پتہ اور نشان بتا دیا۔ اگر ہم نہ پہنچے تو شاید تو پہنچ جائے

فصل چھٹی ولایتِ صغریٰ و ولایتِ کبریٰ میں

جب سالک ولایتِ صغریٰ کو کہ جو مقامِ ظلال اسماء و صفاتِ الٰہی ہے، وہ مقام طے کر چکتا ہے، تو ولایتِ کبریٰ میں اس کو عروج ہوتا ہے کہ جو اصل ہے ظل کی یعنی اسماء و صفات میں۔ وہ ولایت کبریٰ ولایت ہے انبیاء علیہم السلام کی در مبدء یعنی کہ اس در اصل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و ملائکہ کی اسماء و صفاتِ الٰہی سے ہے۔ اور اسماء و صفاتِ الٰہی جمیع نقصانات سے پاک ہیں۔ اسی وجہ سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام درجہ کرام معصوم و رکنہ ہوں سے پاک ہیں۔ انبیاء کو اس مقام میں ایسا قرب خاص ہے جیسے ذکر اور ذاکر کا بیشک انبیاء علیہم السلام اور اُن کی متابعت کی وجہ سے مثل دائرہ کے، اسی واسطے انبیاء کرام معصوم اور اولیاء کو محفوظ کہتے ہیں۔ اس مقام میں علم شریعت ہے اور ذوق و شوق و وجد سب جاتا رہتا ہے۔ یہاں نیستی گزشتگی حاصل ہوتی ہے، یہاں سالک اپنے کو خوب جان لیتا ہے کہ میرا اصل شر و فساد ہے، اور جو کچھ خیر ہے وہ محض بجانب مدد ہے۔ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ

ولایت کبریٰ

مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ (جو اچھی بات تمہیں پہنچے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور جو
برائی پہنچے وہ تمہاری طرف سے) چشمِ علم ظاہری و چشمِ علم لدنی سے دیکھ لیتا ہے، اور اس
ولی کی پرورش بعض وقت خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جب طالب کی استعداد
ضعیف ہوتی ہے تو وہ کثرتِ حضور کی پرورش اور التفات کمالات خواب دیکھتا ہے، اور جب
کی قوتِ ولایت بدرجۂ اوسط ہوتی ہے، وہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو دل کی آنکھوں سے بحالت
مراقبہ دیکھتا ہے، اور جس طالب کی ولایت قوی ہوتی ہے وہ حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم
کو چشمِ سر سے دیکھتا ہے اور پرورش آپ کی ذاتِ مبارک سے اور التفات اور انعام اپنے
پر پاتا ہے، بعض خاصانِ خدا پر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی اس قدر عنایت ہوتی ہے اور
اتصال روحانی ہوتا ہے کہ کبھی آپ اس ولی کی شکل بن جاتے ہیں، اور کبھی ولی آپ کی
شکل بنتا ہے اور کبھی دونوں ہمشکل بن جاتے ہیں، اس اتصال کو صوفیہ میں اتصالِ روحانی
کہتے ہیں، اور اس کو فنافی الرسول بھی کہتے ہیں، فنافی الرسول کے کئی اقسام ہیں، آپ کی
محبت میں فنا ہونا، آپ کی اتباع میں فنا ہونا، وغیرہا، لیکن یہ اتصال روحانی ہمشکل ہو جانا
سب سے نئی اور قوی تر ہے، لیکن کمال اتصالِ روحانی اور بدرجۂ تم آپ کے علوم و
معارف سے جب کوئی مشرف ہوتا ہے، کہ دائرۂ حقیقتِ محمدی میں اس کو پورا عروج
میسر ہو، اور اس ولایت کبریٰ کا تعلق سرِّ ھو الظاہر سے ہے، الحمد للہ میرے حضرت
صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے کئی طبقہ اس ولایت کبریٰ سے اور ان حالات سے جو لکھے گئے
مشرف تھے، لیکن ان کے نام اور پتہ بتانے کی ضرورت نہیں سمجھتا، اور نہ حضرت صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی مبارک معلوم کی تھی، اور نہ ہے، جس نے خاص کے پرورش پائی ہے
ہوں، اس کی تعریف کی جائے، اور رب جانے اور اس کا حبیب جانے صلی اللہ علیہ وسلم

واویم ترا از گنج مقصود نشان گر نه رسیدیم تو شاید برسی

ہمت تحقیق مقصود کے خزانہ کا نشان دیتا ہے اگر ہم نہیں پہنچے تو شاید تو ہی پہنچ جائے

فصل ساتویں ولایت علیا کے بیان میں

ولایتِ علیا فرشتوں کی ولایت ہے، اور تعلق اس کا اسم ھو الباطن سے ہے، ولایت علیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت سے اعلیٰ ہے، چونکہ ولایت کبریٰ کا تعلق اسم ھو الظاہر سے ہے اسی واسطے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خلق پر ظاہر اور مبعوث ہوئے اور ملائکہ کا تعلق اسم ھو الباطن سے ہے، بایں وجہ وہ پوشیدہ رہے، اور ترقی ملائکہ اسم صفت و شئونات ذات تک ہے چونکہ تعلق اسم ھو الباطن کا ذات غیب الغیب سے زیادہ مناسبت اور قرب رکھتا ہے بنسبت اسم ھو الظاہر کے اسی واسطے فرشتوں کی ولایت انبیاء کی ولایت سے اعلیٰ ہے

سوال: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ہمارے نبی محمد صلعم افضل ہیں تو ولایت بھی انکی افضل ہونی چاہیئے، اور یہاں معاملہ برعکس ہے، خصوصاً حضور رسول خدا صلعم کو ہر قرب حق تمام خلق سے زیادہ ہو گیا ہے،

جواب: حقیقت و صداقت دستگاہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ پر اعتراض یا شبہ کرنا کہ جسکی تصدیق ہزاروں بڑے بڑے علماء اور صلحاء فرما چکے ہیں، اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، اسی طرح ان حضرات پر ظاہر ہوا ہے اور حضرت شیخ کے فرمودہ میں سرمو فرق نہ ہوا، ذرا غیب سے دور ہے، اگرچہ کہ سوال کیا گیا ہے اس لیئے یہ جواب لکھا جاتا ہے کہ ولایت جزو کمالات نبوت ہے جسکی خوبی

اور بھلائی عین کُل کی خوبی اور بھلائی ہے، جملہ قربِ حق اور جملہ خوبیاں تمام خلق کی یہ سب باتیں

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی لیکن بعض مخلوق میں سے بعض قوم، اور

بعض فرد کو بعض بعض معاملات میں خصوصیت ہے جیسے ہدایت کرنا

رہتے ہیں، اور انبیاء علیہم السلام ظاہر یا جیسے حضرت خضر علیہ السلام

اسرارِ الٰہی سے واقف ہوئے اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام واقف نہ ہوئے، یا جیسے ترقی اسلام

اور فتوحات امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوئی، ویسی حضرت

رسول صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نہ ہوئی لیکن ان جزئی خصوصیات

سے نہ حضرت خضر حضرت موسیٰ سے افضل ہو سکتے ہیں اور نہ حضرت عمر و حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما حضرت رسول

خدا صلعم سے بہتر اور افضل ہو سکتے ہیں یہ فرق بشریت اور ملکیت کا ہے۔ فرشتوں کی ولایت کی ترقی انوار آثار و

صفات الٰہی اور شئونات ذات تک محدود ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ترقی کمالات

نبوت میں ہے، جہاں تجلی ذات بے پردہ صفات ہے۔ اس جگہ فرشتہ کا گذر نہیں، اور یہ

ترقی ملائکہ کو صدقہ ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور یہ خصوصیت بشریت اور

ملکیت کی یوں خوب سمجھ میں آجائیگی کہ جو کلام خدا یعنی وحی بتوسط فرشتہ حضرت جبرئیل

علیہ السلام آئی، وہ افضل ہے حدیث قدسی سے کہ جو کلام اللہ تعالیٰ نے خود حضور سے بلا توسط

فرشتہ کے فرمایا، عقل معاش چاہتی ہے کہ حدیث قدسی افضل ہونی چاہیئے وحی سے، کیونکہ خدا نے

سب سے بہتر ذات محبوب لولاک سے خود کلام فرمایا تو پھر کم درجہ والے کی معرفت جو ارشاد

فرمایا وہ کیونکر افضل ہو سکتا ہے، لیکن جب اس کا یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم

اور گناہوں سے پاک ہیں، اور یہ بشریت بدون گناہ ہے، جیسے وہ ان میں حضرت موسیٰ و

و حضرت خضر علیہما السلام کے ملاقات میں ارشاد ہوا کہ لن تستطیع معی صبرا (اور

نہیں بھلایا مجھ سے اُن کو مگر شیطان نے، اور فرشتے علاوہ معصوم ہونے کے بھول سے بھی پاک ہیں، اسی واسطے وحی حدیث قدسی سے افضل ہے، اس فضل جزئی سے فرشتے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے نہ افضل ہو سکتے ہیں اور نہ اُن کی ولایت افضل ہو سکتی ہے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانِ چہارم پر زندہ اُٹھا لیے گئے، اور حضور نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ترسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اور قبر شریف زمین پر مدینہ منورہ میں بنی۔

تنبیہ: حضورؐ انور نے وفات پائی، مگر صرف انتقالِ مکان کیا ہے، آپ جیسے کہ دنیائے ظاہر میں زندہ تھے، ویسے ہی قبر شریف میں زندہ ہیں، آپ کی غلام بندہ خاص حسب مراتب حسب حیثیت قبروں میں زندہ ہیں، جب شہدا فی سبیل اللہ کے ارشاد رب العباد ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ (جو اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے ہیں، اُن کو تم مردہ خیال مت کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں الیٰ آخرہ) اور اللہ تعالیٰ نے مرتبہ کا تفاوت خود ہی قرآن مجید میں فرما دیا ہے مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ، جب شہداء کو موت نہیں ہے اور وہ زندہ ہیں، تو صدیقین جو مرتبہ میں شہداء سے بہتر ہیں (یعنی اولیاء) تو وہ بالاولیٰ زندہ ہونا چاہئیں اور جب شہداء اور اولیاء غلامانِ غلام حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندگی میسر ہے، تو سرداران انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو "حیات النبی" کہنا بالکل درست اور ہر طرح ٹھیک ہے، اور جب آپ حیات النبی ہیں تو آپ کے غلام اولیائے کرام بموجب اس حدیث شریف کے العلماء ورثۃ الانبیاء کو بھی حسب حضور کی صفت حیات میں سے فنا چاہیئے، اگر کسی صفت میں حصہ نہ ہے تو وارث کہنا لازم نہ آئیگا اس جزئی خوبی سے حضرت عیسیٰ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت نہیں پا سکتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام مستقل طور پر سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف رکھتے ہیں، مگر اس جزئی فضیلت سے

راشدین اور عشرہ مبشرہ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بہتر

نہیں ہو سکتے اسی طرح ہر نبی مرسل فضائل اور خصوصیات میں جدا جدا ہیں جیسے حضرت موسیٰ

کلیم اللہ حضرت عیسیٰ روح اللہ حضرت یونس [illegible] حضرت

یوسف صابر و نعم العبد حضرت آدم صفی اللہ نوح [illegible]

پاک صاحب لولاک علیہ التحیۃ والبرکات فضائل اور خصوصیات کثیر سے ممتاز ہیں اور یہ دونوں

میں یہ فرق ہو تو اب جیسے شے اور سایہ شے ہیں اسی طرح حضور کی مرتبہ قرب و رفعت

اور خلافت و نیابت اور نسبت اور قدر و رتبہ اور شان و شوکت میں کسی

حضرت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا کیونکہ سب نبوت اور [illegible]

ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں منہ

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات کچھ خوبیاں ہمدم تو تنہا تو ہی

چنانچہ حضرت [illegible] حضرت [illegible]

کہ قدر غالب آدمیت میں حضرت [illegible]

غالب آ کمالات نبوت میں حضرت [illegible]

وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible]

روشن رہتا ہے اور آفتاب [illegible]

لیکن روشنی ماہتاب میں نور آفتاب [illegible]

ماہتاب صفت کل آفتاب پرست نہیں [illegible]

جزئی جزئی فضیلت سے کمالات نبوت کے فرد کامل پر [illegible]

ولایت میں تو ہوتی ہے [illegible]

بہت سی رازکی باتیں [illegible] فرمائی ہیں اور بوجہ مناسبت مذکرہ اس سے گفتگو بہت کرتے تھے

چنانچہ حضرت مزاج بخاں شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلیفہ فتحی شاہ اللہ بانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

کو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تم بھی صاحب تمکین عمل کرتے ہو کہ جب تم ہمارے پاس آتے

ہو تو اپنی تمکین کو اٹھا کر رکھ دیتے ہو اور ہمارے فیضے کے لیے جگہ خالی کرتے ہو۔ ان ولایت کے

کے متعلق جو مقامات تھے بیان کیے جائیں گے، ان کی تحقیقات مفصل کرنی دیکھنا چاہے تو

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف دیکھے۔ اور اس ولایت علیا میں تین عنصر

آگ پانی ہوا کے لطائف سے ترقی ہوتی ہے، حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں سے

یہ دنیا کو اس مقام میں ترقی اجمالی طور پر ہوئی مفصل نہیں لیکن اپنے بعض وقت رکھتے تھے

باب پنجم

فصل اول انکی کرامات کے بیان میں

طالب جب ولایت علیا کے فیضان و نور سے مشرف ہو چکتا ہے، اور قلب

اس کی جلی ہوتی ہے تو اس کو مقام کرامت نبوت سے اللہ تعالیٰ مشرف فرماتا ہے اس

مقام کی ولی ایسی ذات کامل ہوتا ہے اور ان کرامات سے مشرف ہوتا ہے کہ اولیائے ولایت

صغریٰ وکبریٰ وغیرہ اس کے کنہ ذات کا احاطہ دور سے طور پر ادراک نہیں کر سکتے اور یہ

خاص علماء ورثۃ الانبیاء کا پورا مصداق بنتے ہیں۔ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی مثل محدث ہوتا ہے اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو ایسے ذات اقدس نبی ہوتا اس مقام کمالات نبوت ..... تجلی ذات پردہ صفات موتا ہے اور ترقی اس جگہ لطیفہ عنصری سے ہوتی ہے اور تکمیل نفس اسی لطیفہ خاک پر ہوتا ہے اور تمام ملائکہ عالم خلق عالم امر سے آتے ہوتے ہیں اور چونکہ یہ عنصر خاک مخصوص بہ بشریت اسی واسطے خاص بشر خاص بالکمالات ورعام ملائکہ عام ملائکہ سے افضل ہوتے ہیں۔

دائرہ

کمالاتِ نبوت

سوال: بشر تو کفار بھی ہیں؟

جواب: اس جگہ بشر سے مراد مومن ہے، فرشتوں کی طرح ایک مقام مخصوص ہے نہ ترقی ہے نہ تنزل، اور بشر کی ترقی غیر محدود ہے، بشر دل اور قلب جمیع انوار اسماء وصفات الٰہی کا ہے، فرشتے اس سے محروم ہیں، جیسے جب آدمی بھوکا ہوتا ہے تو شان رزاقی و سخی حقیقی کے دروازہ کو ڈھونڈتا ہے اور جب بیمار ہوتا ہے تو فیضان یا شافی یا مداوی کا متلاشی ہوتا ہے اور جب گناہ ہو جاتا ہے تو صفت رحیم و کریم ستار و غفار کی طرف جھکتا ہے اور جب ڈرتا ہے تو غنی مطلق کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور جب کوئی زبردست دشمن ستاتا ہے تو ارشاد حقیقی کا امنت طلب کرتا ہے اور کفر کے واسطے شان قہاری و جباری اور مومنین و محبوبوں کے واسطے شان رؤف و رحیمی کی صفت سے متصف ہوتا ہے اور جب پنجگانہ و دراک میں عاجز اور قاصر ہوتا ہے تو عرش کریم ستار کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور جب نعمت ابدی عطا ہوتی ہے تو اس پر صبر و نعمت پر شکر کرتا ہے

من بوجب رشاد اُدعُوا سبقت کر گیا وجہ فضیلت اور وجہ مناسبت خلافت

سب کچھ اسکو عنایت فرمایا اور اپنے درجہ سے محروم نہیں رکھا، اسی وجہ سے فرشتوں

بشر سبقت لے گیا ہے، اور ان فیضان واقعیت سے فرشتے محروم ہیں، اور انہی وجوہات سے

انی جاعل فی الارض خلیفہ کا لقب اس کو عنایت ہوا ہے اور براہ نیابت (استحقاق نیابت) کے اُنھا نے

تسبیح بھی یہ سب پیشقدم رہے ہیں، اور قاعدہ کلیہ ہے کہ ظہور ہر شے کا قصد کیا تھا ہوتا ہے چونکہ

اصل انسان میں مٹی ہے اور مٹی کو پستی ہے اور مٹی میں اندھیرا ہے، اندھیرا کے مقابلہ

میں انوار الٰہی اور پستی کے مقابلہ میں بلندی رفعت دار ہی ہے، یہی وجہ ہے کہ خاتم النبیین

صلعم عرش سے پیچھے اور کوئی مخلوق نوری یعنی جنت اور کوئی مخلوق نوری یعنی ملائکہ اس رفعت

اور بلندی اور ترقی پر نہ پہنچے اور قدرت حق نے ثابت کر دیا کہ فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ

بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پس تم اپنے نفس کا تزکیہ

نہیں کرتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اُس کے نفس کو صاف کر دیتا ہے، اور اللہ ہر

بات پر قادر ہے) کو مخلوق پر ظاہر ثابت کر دیا اور شُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ سے شروع کر کے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ وَقَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ پر ختم کر دیا، اس مقام میں

ذوق و شوق اور بیتابی وغیرہ کچھ نہیں ہوتی، صرف یقین اور رضا و تسلیم و اتباع سنت

(فقط)

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے اور عاجزی اور پستی اور دید قصور زیادہ ہوتا ہے در

ہر ایک عبادت کو رب کے لائق نہیں جانتا اور موجب حدیث شریف ما عبدناک

حق عبادتک وما عرفناک حق معرفتک ولا احصی ثناءک (ہم نے جو

تیری معرفت کا حق تھا دیا نہیں پہچانا، اور نہ تیری حمد و ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا) اور

خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ (اور پاک ہے رب العزت اللہ ان

صفات ہے کہ جن سے لوگ اسکو متصف کرتے ہیں) اس کے پیش نظر ہتا ہے اور جیسے عام لوگ جناب باری میں گناہ کرتے رہتے ہیں، یہ بندہ خاص عبادت کرکے عبادت کو ناقص جان کر ندامت ہوتا ہے، جیسے سعدی فرماتے ہیں:-

دیگراں از کبر و توبہ کنند ۔۔۔ عارفاں از عبادت استغفار

عام گناہ گار اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں لیکن عارف اپنی بہترین عبادت سے استغفار کرتا ہے

اور حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

بے گنہ گذشت بر ما سالہا ۔۔۔ با حضور دل نہ کردم طاعتے

ایک گھڑی بھی بے گناہ کے ہم پر نہیں گزری ۔۔۔ اور ہم نے حضور دل سے کوئی عبادت نہیں کی

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کوئی عبادت ایسے سجدہ ہی قبول ہوجائے، اور یہ خیال عارف کا بالکل ٹھیک ہے کہ سب مخلوق میں بشر افضل ہے، اور سب عبادتوں میں نماز افضل ہے اور نماز کے تمام رکنوں میں سجدہ افضل ہے اور خلق میں نبی کریم صلعم افضل ہیں تو ہر نماز کے ہر سجدہ میں آپ کی جبیں ذات مبارک زمین پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد سبحان ربی الاعلیٰ عرض کرکے سر مبارک اٹھا کر رب اغفر لی کہہ کر عرض کرتے ہیں، تو ولی بیچارہ کیا حق حمد و ثنا کا ادا کرسکتا ہے، اس واسطے عارف ہمیشہ استغفار کرتا ہے، حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں:

ہر زبان کز حمد تو شد نرگسی ۔۔۔ ہمچو نرگس صد ہزارش چشم بس

ہر زبان جو حمد کی تیری نرگس کی طرح ہو تو بھی ہزار آنکھ کی طرح ہے کہ تیری عظمت کو دیکھ کر

حمد تو نسبت بتو گردد درست ۔۔۔ لیک نسبت چند مر ترا بہ است

[illegible]

سوال: دل کو بیچ رہتے ہوں کہ جب تک اندر سے پڑے کمال نہ ہوتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے

مقابلہ میں کہا گیا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت بایزید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کے جواب میں حضرت

خواجہ بندہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: یہ تین ترکاریں ترجمہ اللہ رحمۃ اللہ تین قسم کی ہے۔ اسی وجہ سے

ولایت قسم کی ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ میرا یقین ایسا ہے کہ اگر میں

جنت و دوزخ کو دیکھوں تو ان کے دیکھنے کے بعد میرے یقین میں جو وجود ہے اس سے زیادہ نہ بڑھے

اور اس بات میں سے ہے کہ [illegible] نہیں ہوتا چنانچہ قرب

نبوت کے ادراک میں امیر المومنین خیر البشر بعد انبیاء تحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ عجز عن درک الادراک ادراک کا ادراک نہ کرنا یعنی معلوم کا

سمجھ میں نہ آنے سے عاجز رہنا ہی ادراک ہے اور جو اوکار صوفیہ میں جاری ہیں ان میں

یا ہو و من ہیں اسی طرح یہ ذکر کہ [illegible] ذکر جہر ہے اور ذکر خفی

ذکر مراقبہ ہے یہ جنید و قطب قونیین و اویس و ذوالنون فتدری فی ذکری

عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کا منکشف ہوتا ہے

تشریح: میرے حضرت صاحب کے کہنے کا اس مقام میں یہ مفہوم نہیں ہے

بلکہ ایسی جو نہ ہونے کے برابر ہے۔

فصل دوم دائرہ کمالاتِ رسالت

کمالاتِ رسالت کمالاتِ نبوت سے افضل ہیں، جیسے نبی اور رسول میں فرق ہے، اسی طرح قربِ حق میں بھی فرق ہے، فیضانِ ذاتِ بحت سے بے پردہ صفت کا بندہ خاص مشرف ہوتا ہے اور فیضانِ اطائف عشرہ کی مجموعی قوت پر وارد ہوتا ہے جس مقام میں کثرتِ آیات قرآن مجید و نماز با طول قرأت اور اتباعِ سنت سے ہوتی ہے

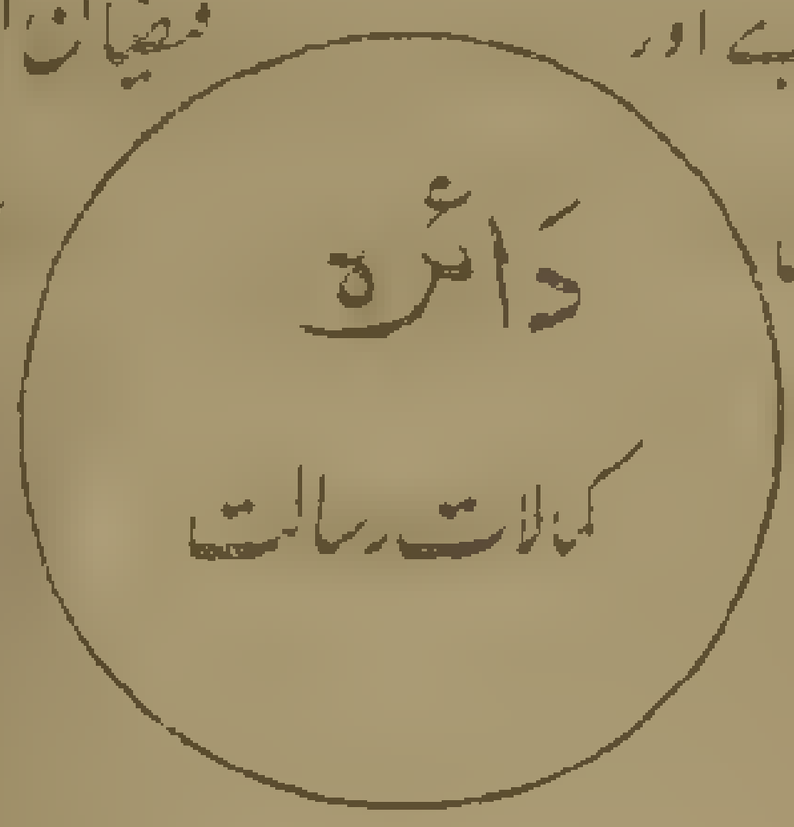

فصل سوم دائرہ کمالاتِ اولوالعزمی

مقامِ کمالاتِ اولوالعزم کمالاتِ رسالت سے قوی تر و وفورِ محبت سے قرب ہے جیسے تمام مخلوق میں ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) انبیاء، بہترین مخلوق ہیں اور ان تعداد انبیاء علیہم السلام سے تین سو تیرہ (۳۱۳) مرسلین بہتر اور افضل ہیں، اور ان میں سے پانچ نبی اولوالعزم حضرت نوح علیہ السلام براہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب باری تعالیٰ سے زیادہ مقرب ہیں، اور اسی حیثیت سے فیضانِ انوارِ الٰہی و تجلیاتِ ذاتِ بحت سے مشرف ہیں، انبیاء پر کتاب آسمانی نازل نہیں ہوتی، نبی مرسل کی تابع شریعت

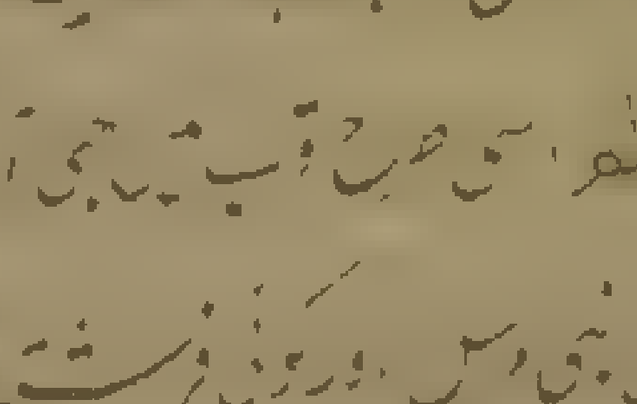
دائرہ
کمالات نبوت

اس مکان میں کسی سوراخ یا دریچی کے ذریعہ شعاع آفتاب پڑتی ہو تو اس نورِ آفتاب میں ذرات بالکل صاف نظر آتے ہیں اسی طرح قبل حصولِ ولایت اعمال میں ریا نہیں دیکھتی، اور جب خانہ دل میں شعاع انوار الٰہی پڑتی ہے تو اعمال میں ریا اور ہر فعل خیر و شر کی صاحب ولایت کو تمیز ہوتی ہے، جیسے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ ڈرو مومن کی فراست سے اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

آگاہی: کمالاتِ اولوالعزم کے بعد راستہ قربِ حق کا دو طرف جاتا ہے، ایک راستہ حقائق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف اور دوسرا حقائق اللہ کی طرف، ان کمالات مذکورہ کو جو حقائق اللہ و حقائق انبیاء علیہم السلام کی تصدیق ہزارہا علماء اور صلحاء حضرات مجددیہ نے تواتر کے ساتھ کی ہے اور جو لوگ ان کمالات سے مشرف نہیں ہوئے ہیں اور وہ لوگ حق پسند ہیں وہ آیت شریف فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ان کے پیش نظر ہے وہ ساکت ہیں، اور یقین کرتے ہیں اور بعض ناقصوں نے حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام معرفت پر اعتراض کیا ہے لیکن اس کا جواب حضرات مجددیہ نے کافی دیا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصیت نامہ میں فرمایا ہے کہ "اگر کسی کو تحقیقات ولایت دیکھنا ہے، تو حضرات نقشبندیہ کے رسائل و کتب دیکھے، کہ ان حضرات نے ولایت کی خوب تشریح فرمائی ہے"۔

اطلاع: یک ولایت بفتح الواؤ ہے اور ایک بکسر الواؤ، یعنی وَلایت اور وِلایت جو ولایت واؤ کے زبر کے ساتھ ہے، اس کا تعلق اور انکشاف انوار اسماء و صفات الٰہی سے ہے اور جو ولایت واؤ کے زیر کے ساتھ ہے، اس کا تعلق زیادہ تر انکشاف حالات دنیا سے ہے صاحب وَلایت مرتبہ میں صاحب وِلایت سے بدرجہا فائق ہے۔

فصل چوتھی دائرۂ حقیقت کعبہ میں

اس مقام میں سالک پر حقیقت کعبہ ربانی کے اسرار اور شان کبریائی کا اظہار ہوتا ہے جب حقیقت کعبہ ربانی میں سالک کو کامل ترقی ہوتی ہے تو تمام مخلوق کی عبادات سجود اپنی طرف دیکھتا ہے، وہ عبادات و سجود مخلوقات حقیقتاً تجلی ذات کیلئے ہوتی ہیں، لیکن سالک چونکہ اس حقیقت سے قریب ہوتا ہے اور اپنے کو اس حالت میں محو پاتا ہے تو بحالت محویت اسکو معلوم ہوتا ہے، جیسے کسی بادشاہ کے پاس کوئی نقیب چوبدار کھڑا ہو اور جب رؤسا اور رعایا حضور بار ہی ہوں تو اُن کا آداب و سلام حقیقتاً بادشاہ کو ہوتا ہے نقیب و چوبدار کو نہیں ہوتا، مگر بوجہ قرب شاہ اور تمت ہونے کے سلامیوں کا رُخ بھی طرف ہوتا ہے، جیسے دو آدمی ایک آگ دیکھتے ہیں اور اُن کے سامنے سے جو شخص آتا ہو وہ سلام کرتے والوں میں سے ایک کہتا ہے کہ یہ شخص مجھ کو سلام کر رہا ہے، حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے، اسی طرح اس مقام کا سالک مخلوق کی عبادات اور سجدہ کو اپنا حق سمجھتا ہے، لیکن وہ درحقیقت سجدہ و عبادت اللہ کے لئے ہوتے ہیں، نہ کہ اس سالک کے لئے، لیکن غلبۂ محویت وہ اپنی طرف سمجھتا ہے،

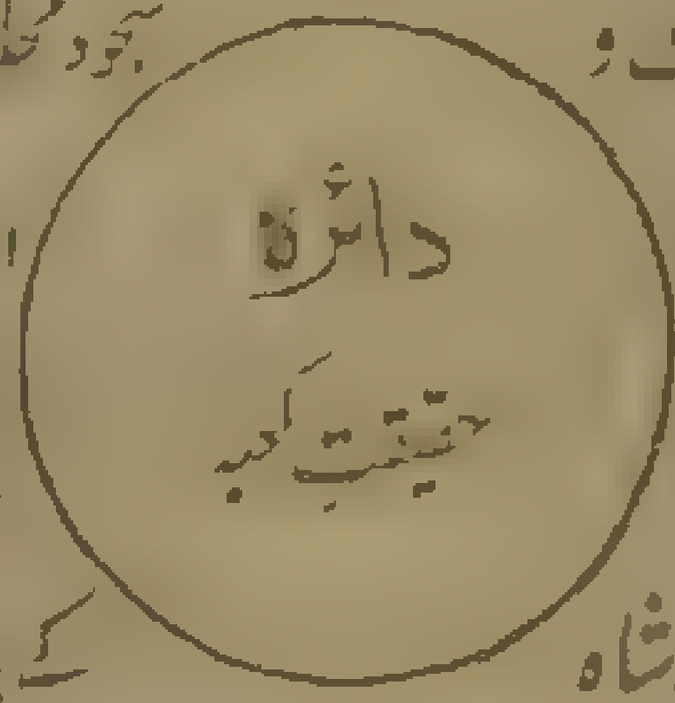

فصل پانچویں دائرہ حقیقت قرآن

بندۂ خاص جب اس مقام حقیقت قرآن سے مشرف ہوتا ہے اور کلام قدیم و اسکے انوار و برکات سے متمتع ہوتا ہے تو ہر ہر حرف قرآن پاک کو دریائے ذخار بے کنار پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندۂ خاص سے بھی کلام فرماتا ہے جس کلام کی حقیقت و ماہیت و شان کو [illegible] کوئی بیان نہیں دوسرا [illegible] نہیں کر سکتا [illegible] آنکھ نے دیکھا" اور حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "وہ مرتبہ میں نے خود کلام سنا ہے، لیکن اس میں نہ حرف ہے نہ صوت (آواز) حضرت خواجہ [illegible] فرماتے ہیں کہ عارف کامل سے اللہ تعالیٰ ایسا کلام فرماتا ہے [illegible] اس شرف سے [illegible] بھی

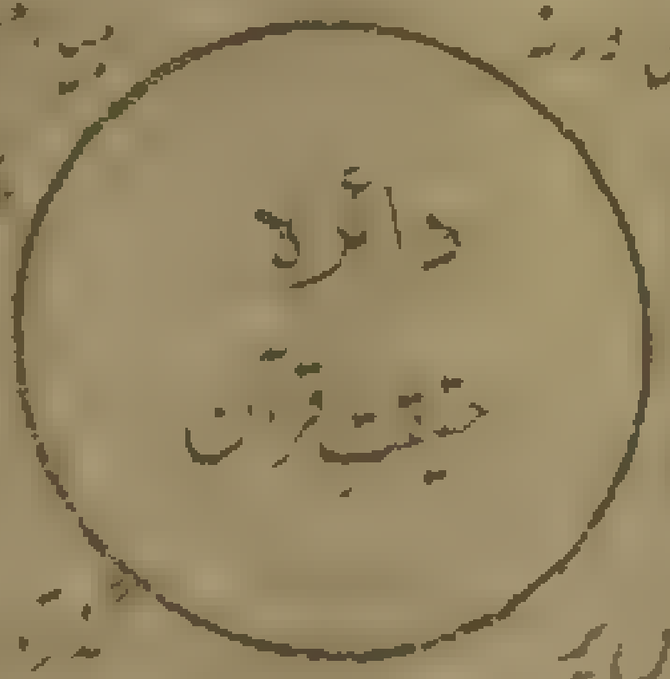

اسکے مرتبہ کی تعیین واقع ہوئی [illegible] پختگی کی بروقت نزول [illegible] بھی عکسی طور پر اس بندۂ خاص پر [illegible]

سورۂ اقرأ کے فیضان سے مشرف ہوتا ہے ع

[illegible]

فصل چہارم در اوقات مکروہہ

فصل پنجم در اوقات مکروہہ

باب پنجم

فصل اوّل دائرہ حقیقت ابراہیمی

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیل فرمایا خلیل کہتے ہیں جو نہایت رازدار دوست ہو آپ کی رازداری جو رب کریم تھی وہ ستر فرشتے نہ جانتے تھے اس کا اظہار فرشتوں پر اور خلق پر اس وقت ہوا کہ جب آتش نمرود میں آپ گرائے گئے کسی فرشتہ یا اور کسی سے کسی قسم کی اعانت نہ چاہی اور دوست رازدار حقیقی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا حَسْبِیَ اللّٰہُ یہ وقت قربانی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آپ کی رازداری جو رب کے ساتھ تھی اس سے کچھ واقف ہوئے مقام خلت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قدم نہایت غور سے آپ مرتبہ خلت میں خاص شان رکھتے ہیں ترقی اس مقام میں کثرت درود ابراہیمی سے ہوتی ہے کہ جو اثنائے نماز میں پڑھی جاتی ہے سالک کہ اس کا اپنی حیثیت کے موافق وقتاً فوقتاً خلت کے انوار و برکات سے مشرف ہوتا ہے اور اس سالک کی فنا و بقا حقیقت ذات کی طرف ہوتی ہے اور تمام خلق سے منقطع و تواضع ہوتا ہے بموجب اس آیت شریفہ اِنِّیْ مُتَّجِّهٌ وَجْهِیَ

الذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین

فصل دوم دائرہ حقیقت موسوی میں

جو ختم سیر دائرہ حقیقت ابراہیمی سیر دائرہ حقیقت موسوی میں ہوتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رب العالمین کو جو محبت خاص تھی کہ جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام رب العالمین سے کوہ طور پر لیے کلام بے حجاب و واسطہ زبردار کے شرف کلیم کا رکھتے تھے کہ جو کلام و مناجات عبدیت نہ ہو، اور اس قدر کہ رب العالمین کا تھا کہ وہ آن کا خیال بھی بوقت نہیں رکھا کرتے تھے جیسے کسی نے کہا ہے ع

گر ہمائے تو مارا کرد گستاخ

اس مقام میں ترقی کثرت درود

واصحابہ وعلی جمیع

علی کلیمک موسیٰ

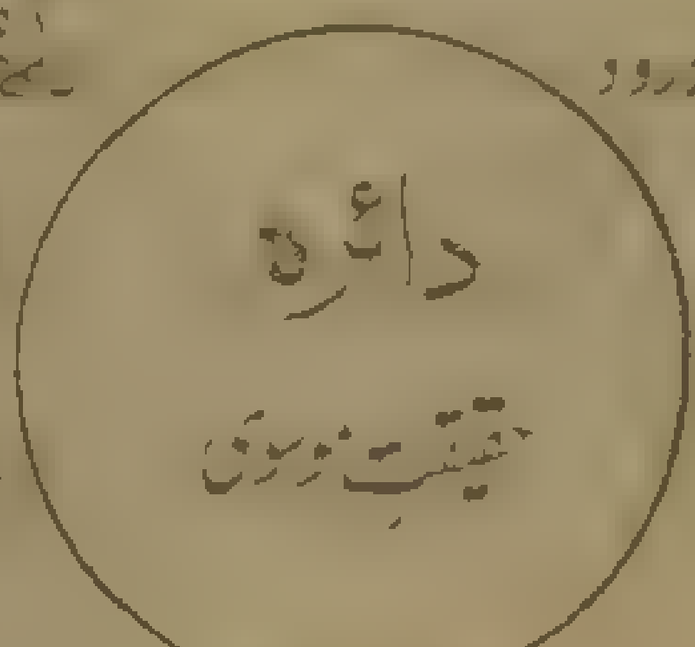

آلہ صل علی محمد و آلہ

الانبیاء والمرسلین خصوصا

سے ہوتی ہے۔

فصل تیسری دائرہ حقیقت محمدی میں

اس مقام کو حقیقت الحقائق اور حقیقت محمدی بھی کہتے ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی تمام مخلوقات کی حقیقت اور تحقیق اس مقام میں ان کی نسبت ہے جن کا تعلق حضور کے جسم ظاہر سے ہے اور یہ جسم پاک وہ ہے کہ جو شب معراج میں رب کے نزدیک عرش اعلیٰ پر پہنچا

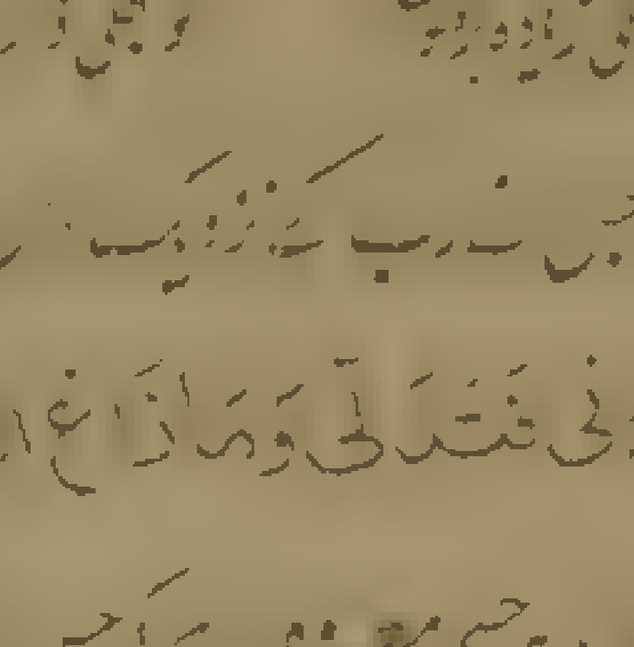

فصل چوتھی دائرہ حقیقتِ احمدی میں

یہ مقام حقیقت احمدی بڑا جلیل القدر و عالی مقام ہے، اس میں عجیب و غریب نسبتیں ہیں اور تجلیات ذات کا منتہا ہی ہے حمدی کا تعلق آپ کی روح میں اور جسم میں لطافت اور تجلیات ذات میں فرق ہے اس

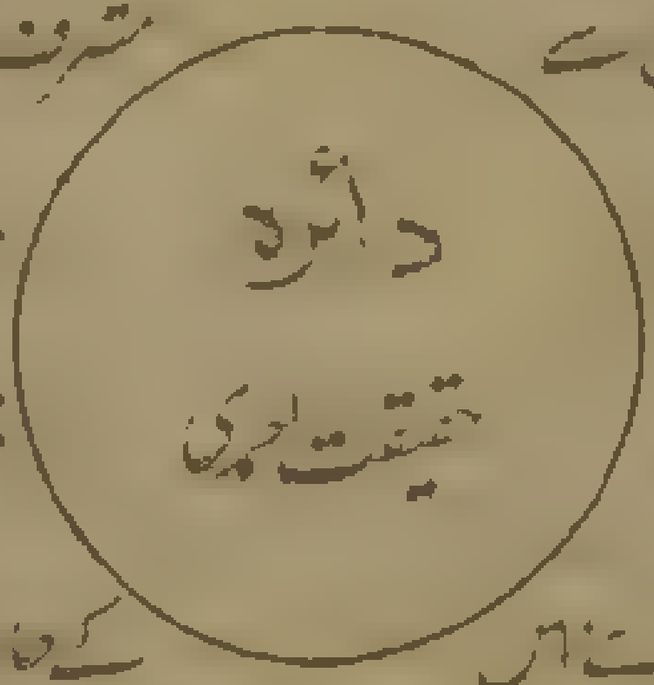

مشرف ہوتا ہے اور اس دائرہ حقیقت قدس سے ہے جس قدر کہ روح قدامت میں فرق ہے، اسی قدر کے حالات میں کوئی کیا کہے اور کیا سنے

فصل پانچویں دائرہ حبِ صرفہ میں

یہ مقام حقیقت حمدی کے بعد ہے، اس مقام میں سیر نظری روحی ہے، سیر قلبی روحی مسدود ہے، یہ مقام وہ ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اپنے حبیب پاک صلعم کو پیدا کروں اور آپ کی ذات سے تمام مخلوقات کو وجود بخشوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی ذات شریف میں ارشاد ہے کُنْتُ کنزاً مخفیاً الخ اور دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے

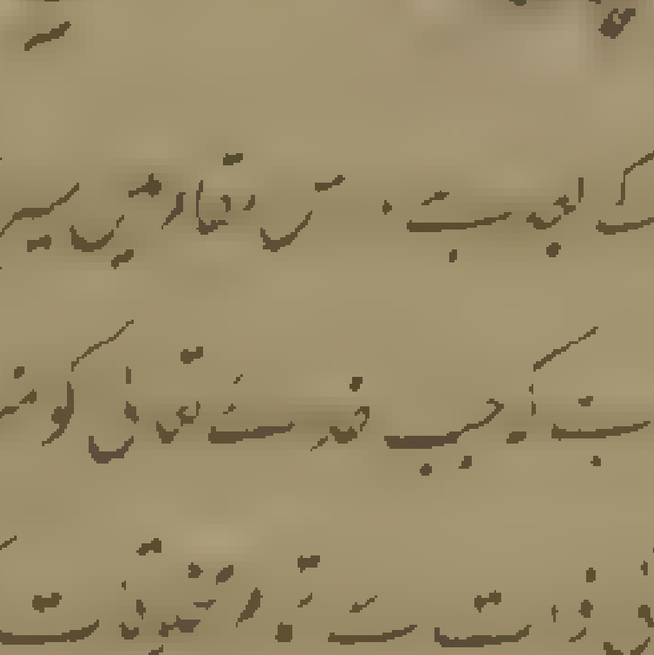

لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ یہ مقام مخصوص ہے، نبی کریم علیہ تحیۃ و تسلیم کے واسطے، اس میں کسی نبی اور فرشتہ مقرب حتیٰ انسان کو رسائی نہیں، اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے

فصل چھٹی دائرہ الیقین میں

فصل ساتویں دائرہ حق الیقین میں

دائرہ منصب نبوت میں

باب پنجم

فصل اول پیر کو مرید سے کیا کام لینا چاہیے

جب تک شیخ اپنے فضل سے تمام فیوض و برکات علمیہ و عملیہ مرید پر نہ

کی تحقیقات اور ارشادات کی تصدیق و تائید تواتر کے ساتھ ہزاروں علماء اور صلحاء کر چکے ہیں کہ جنمیں سے ایک کیطرف بھی خیال کذب نہیں ہو سکتا، مثلاً امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اور جو کسی کو کشف و الہام ہوتا ہے یا ہو تو اس کی تصدیق سوائے اسکے نفس اور عقل کے کوئی نہیں کرتا، تو ایسے امر کے مصدقہ کلام کو چھوڑ کر غیر مصدقہ پر چلنا سراسر دھوکہ ہے۔ اپنے مریدوں کے ساتھ نہایت محبت اور خلوص کے ساتھ پیش آئے، اور مصداق اس آیت شریف کا بنے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (تمہارے پاس رسول (پیغمبر) آئے تمہیں میں سے جو کہ تمہاری ذاتوں کو عزیز رکھتے ہیں، اور تمہاری بھلائی اور نیکی میں تم پر حریص ہیں، اور ایمان والوں کے ساتھ مہربان اور رحم کرنیوالے ہیں) اور اپنا کام طالب سے نہ لے جبتک کہ اس میں محبت خدا غالب نہ آجائے کیونکہ جب محبت ہوتی ہے تو ہر کام سخت آسان معلوم ہوتا ہے، اور بلا محبت ہر آسان کام سخت معلوم ہوتا ہے، اگر کسی طالب کا مر لیا اور وہ گھبرا کر بھاگ گیا تو حشر میں مواخذہ ہوگا، کہ میرا طالب تیرے پاس آیا اور تو نے اپنا کام لے کر اس کو بھگا دیا اور اس مضمون کا دوہیرا مستحق ہوگا، مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ چرواہے اور موسیٰ علیہ السلام کی حکایت میں فرماتے ہیں۔

تو برائے وصل کردن آمدی	نے برائے فصل کردن آمدی
تو ملانے کے لیے آیا ہے:	نہ کہ جدا کرنے کے لئے

بلکہ ہو سکے تو خود طالب کی خدمت ہاتھ پاؤں زبان روپیہ وغیرہ سے کرے اور اگر ہو سکے تو مرید کے انتقال کے بعد اس کے اہل و عیال کی بھی روپیہ پیسے اور ہر طرح سے خدمت کرے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی یا داؤد اذا رأیت طالبًا

فَمَنْ نَظَرَ (یعنی اے داؤد جب تو میرے طالب کو دیکھے تو اس کا خادم ہو جا)
حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک طالب میں جذب پیدا نہ ہو
اس کو مثل شیر کے سمجھے یعنی اس سے خدمت لینے سے دور رہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
کبھی کفار کے واسطے بھی بددعا نہیں کی تو پیر کو چاہیئے کہ مرید اور مسلمان کے واسطے بھی کبھی بددعا نہ
کرے بلکہ حق سے خصوصاً اور مسلمانوں اور غیر قوموں سے عموماً نہایت خلق سے پیش آئے اور ان کی
زیادتیوں جو اس کی طرف کے خلاف ہوں ان پر غصہ نہ ہو بلکہ معاف کرے اور ان کے حق میں
دعائے خیر کرے جیسے اپنی اولاد کی خطاؤں پر درگزر کرتا ہے ویسا ہی معاملہ مریدوں سے
برتنا چاہیئے حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سید
نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرید نے بُرا بھلا کہا اور گالیاں دیں مگر آپ نے جواب نہ دیا اور
دوسرے وقت دو جماعت مخلصین میں توجہ لینے کو حلقہ میں آ بیٹھا، میں نے چاہا کہ سکوت والی
بات کے متعلق عرض کروں مگر مخلصوں کے سکوت توجہ دی، میں نے عرض کیا کہ حضرت نے مثل
مخلصوں کے اس کو توجہ دی اس کا کیا سبب؟ تو آپ نے فرمایا اے مرزا صاحب اگر میں اس کو توجہ
نہ دیتا تو خدا تعالیٰ جب بہت سے لوگوں سے پوچھتا کہ تیرے سینہ میں ہم نے نور ہدایت عطا کیا تو نے
ہمارے بندہ کو کیوں محروم کر دیا تو میں کیا جواب دیتا؟ یہ یہ کہتا کہ اس نے مجھے گالیاں دیں میں
وہ جواب کب بنوں ہوتا سبحان اللہ یہ ہے درویشی! جیسے زروئے شرع اور سنہ شرعی
اپنے اہل و عیال کے حقوق کو مقدم رکھ کر دوسرے غیر مستحق کو روپیہ کپڑا وغیرہ دینا پسند کرتا ہے
اسی طرح غریب مریدوں کے اہل و عیال کے حقوق کو مقدم سمجھ کر ان سے کچھ نہ لے تاکہ اہل حقوق
کی حق تلفی نہ ہو، اور مواخذہ و عقوبت سے پیر و مرید دونوں بچیں کیونکہ جب خدا تعالیٰ بندہ کا
اپنے حقوق کو ہر حال میں معاف کر دینا پسند کرتا ہے اور نمونہ اس آیت کا وَإِذَا

فصل دوم: محبت کے اور توجہ کے طریقے

بحالت اطمینان طرفین کے پھر بیعت کرے لیکن قبل بیعت کے یہ ضرور کہدے کہ فلاں فلاں
بزرگ اس شہر میں ہیں اُن سے ملو اور مجھ سے وہ ہر طرح بہتر ہیں جب وہ طالب مصر ہو کہ میں تو
آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کروں گا تو پھر انکار نہ کرے کیونکہ زیادہ انکار کرنے سے طالب کا دل
پژمردہ ہوتا ہے اور بعض طالب مایوس ہو کر چلے جاتے ہیں بیعت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور پیرانِ عظام کی ارواح طیبات کو الحمد شریف اور تین یا پانچ یا سات یا نو یا گیارہ بار
عدد سے قل ھو اللہ شریف پڑھ کر بخشے اور ان کے توسل سے اپنے اور طالب کے واسطے توجہ
ظاہری و باطنی جناب الٰہی سے چاہے اور آپ قبلہ رو ہو کر باوضو بیٹھے اور مرید کو باوضو اپنے سامنے
منہ کرکے اور کعبہ شریف کی طرف اس کی پیٹھ کرا کے دو زانو بٹھلائے پھر کلمہ شہادت اور استغفار
تین تین مرتبہ خود بھی پڑھے اور مرید کو بھی اسی کے پڑھنے کا حکم کرے جب پڑھ چکے تو مرید کا سیدھا ہاتھ
اپنے سیدھے ہاتھ میں اور بایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے اور اپنے کو ذلیل و خوار اور رسیہ سمجھ کر
بجائے اپنے پیر یا مرشد طریقہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کرکے مرید سے کہے تو کہہ کہ قبول کیا میں نے طریقہ نقشبندیہ یا جس سلسلہ میں بیعت کرنا چاہتا ہے اور تین
الفاظ تین مرتبہ خود کہے تاکہ مرید ان الفاظ کو ادا کرے اور پھر اس کے بعد انگشت شہادت سے
طالب کے دل پر اسم ذات لکھ دے یہ لکھنا اسم ذات کا کسی سیاہی یا رنگ سے نہ ہوگا بلکہ انگشت
شہادت سے اسم ذات میں جیسے حرف ہوتے ہیں ان حروف پر صرف انگلی پھیر دی جائیگی پھر طالب
کو ہدایت کرے کہ وہ اپنے دل سے بقوت خیال اسم اللہ جاری کرے اور منہ بند رہے اور آواز
نہ نکلے اور زبان حرکت نہ کرے اور طالب سے کہے کہ تو اپنی آنکھیں بند کرکے یہ ذکر دل سے جاری کر
اور شیخ طالب کے دل کی طرف متوجہ ہو کر درمیان باطنی سے نور باطنی اپنے قلب سے اس کے قلب
میں ڈالنے توجہ کی اصل وہ تفسیر ہے کہ جب سورۂ انشراح نازل ہوئی توجہ میں علیہ السلام نے ختم المرسلین

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین مرتبہ اپنے سینے سے لگا کر دبایا۔ تیسری مرتبہ میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم
پڑھنے لگے۔ علاوہ اس کے توجہ کی اصل وہ حدیث شریف ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت
ابوہریرہؓ سے فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ بچھونا چادر اپنی۔ تو حضرت ابوہریرہؓ نے بموجب ارشاد
چادر اپنی بچھا دی۔ حضورؐ نے اس چادر میں تین مرتبہ تین لپ اپنے سینہ اقدس کی طرف سے بھر کر
اس میں ڈالے پھر فرمایا حضورؐ نے کہ اے ابوہریرہؓ اٹھا لے۔ پس انہوں نے اس چادر کو اٹھا
لیا۔ فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہؓ اس روز سے نہ بھولا میں کوئی بات جو سنی میں نے برابر یاد رہی مجھ کو
خود وہ اس کے اور احادیث شریف سے بھی توجہ اور القا کی اہمیت ثابت ہے۔ اور یہ خیال کرنا
کہ نور دل حضرت خاتم النبیین صلعم سے جاری ہے۔ اور ولیائے کبار کے سینوں میں ہوا
ہوا تھی مراتب سلسلہ یعنی قلب میں ہوتا ہوا سرایت کرتا ہوا میرے قلب میں آتا ہے اور میرا
قلب سے قلب طالب میں جاتا ہے میرے قلب سے مراد وہ قلب ہے کہ جسکو اس پیر نے اپنی جگہ
قائم کیا ہے اور اپنے کو بڑا اور زندہ جان کر زندہ کر دیا ہے۔ اس توجہ کہتے ہیں اصطلاح میں لطیفہ
اور ہر مقام کی توجہ طالب کو دینی چاہیئے اور اسی طریقہ سے توجہ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ طالب
کا دل ذکر سے جاری ہو جائے۔ اور توجہ کے کہ تین ہفتہ تک سالک اور یہ توجہ
ہوتی ہے اور طریقہ عورتوں کے بیعت کرنے کا یہ ہے کہ عورت پردہ میں ہو اور پیر
مردوں کے کہنے پر ہاتھ کپڑے کی عورتوں سے پس اس صورت میں عورت کا ہاتھ پر
اسکے قلب پر گشت شہادت کا ہاتھ رکھ جائے گا۔ اور وہ ذات صرف قوت خیال سے عورت کے
قلب پر کھینچ لائے اور عورتوں کا ہاتھ نہ پکڑے اور بہ قوت بیعت عورتوں کے
اگر عورت کا شوہر یا محرم سلسلہ میں ہو تو اس کو بیعت کرے اور عورت کے ہاتھ میں
دستمال دیدے اور اگر

ور جیسے پیر کو مرید عورت، محرم کا دیکھنا، جائز ہے، اسی طرح عورت، محرم کو بھی پیر کا دیکھنا
جائز ہیں اور عورت کو بحالت حیض و نفاس بھی بیعت کرنا جائز ہے، مقصود بیعت توبہ کرنا اور تزکیہ
نفس ہے، پہلے زمانہ میں جن بزرگوں کی روح پیدائشی قوی تھی، جیسے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ محی الدین
عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ بزرگ باوجود پیدائشی ولی ہونے کے
بیس بیس تیس تیس برس اپنے شیخ کی خدمت میں رہے ہیں اور ذکر و فکر خدا اور خدمت شیخ کی بدولت
اسی واسطے یہ بزرگ بڑے بڑے پایہ کے گذرے ہیں اور ہر سلسلہ کے پیشوا اور رہنما اور قبلہ زمانہ ہیں
اور جیسے وہ تھے ویسے ہی ان کے پیر بھی زبردست تھے، اب ایسے کامل پیر اور ایسے کامل شیخ نہ تو
زمانہ طلب میں صرف کرتے ہیں نہ ویسا نفوس اور نہ زمانہ قرب نبوت سے ہے، پھر ایسے زمانہ میں
قوت روحانیت میں جمعیت کو فیض اور نور باطنی متابعت یہ سب فضل خدا و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور پیران عظام کا صدقہ اور توسل ہے، طالب کی ہمت کو بلند کرنا چاہئے ایسی بات کہنی چاہئے
جس سے طالب ذوق ہو کر طلب حق سے باز نہ رہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے روز بروز زیادہ کرے
آسانی ہو جب ارشاد لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا، ہر شخص کو اس کی طاقت
اور قوت کے اندازہ سے تکلیف دیتا ہے، فرماتا ہے، ورنہ چند خوبیوں یا کشف یا انوار یا لطائف نظر
آنے سے طالب کو کمال حاصل ہونے یا تعریف کرنے سے باور کرے، ورنہ جہالت کہ ذکر سے
اذکار حاصل ہونے سے پیدا ہوئے، اور جہالت طریقہ غیب سے ہو جب تک نہ
دیکھے ہوئی ذکر سے ظاہر میں سنت باطن میں [illegible]
اسکو حاصل ہوا اور صحبت بھی جو کہ ہو [illegible]
نصیب ہو [illegible]

عنداللہ پکا پختہ ہونے کا حکم کرے۔ قلب کے اجراء میں جہاں تک ہو سکے پیر و مرید دونوں کوشاں رہیں۔ قلب تمام لطائف کا مرکز ہے۔ جس قدر قوت ذکر قلبی میں ہوگی اُسی قدر ہر مقام میں ترقی اور قوت ہوگی اور ذکر قلبی اگر قوی ہوگا تو حالات سلطان الاذکار کے بھی زیادہ منکشف ہوں گے اور سلطان الاذکار اگر قوی ہوگا تو اسم اللہ ولایت صغریٰ میں نہایت قوی ہوگی۔ اور ولایت صغریٰ تمام مقامات عالیہ کی سیڑھی ہے۔ جب سالک کا ذکر قلبی نہایت قوی ہو جائے تو چاہیئے کہ لطیفہ نفس کی نورانیت سے پرورش کرے۔ جب لطیفہ نفس پر اثر ذکر کا قوی ہوگا تو درمیانی لطیفہ روح خفی اور اخفیٰ خود بخود منور و ذاکر ہو جائیں گے اور سلطان الاذکار جاری ہو جائیگا۔ یہ طریقہ اختصار عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ کہ سر سے سلطان الاذکار کو نہایت قوی ہونے دستے ہیں تک کہ وہ جسم کے تمام شجر حجر در و دیوار ذرہ ذرہ اور آسمان و زمین اور دیگر مخلوقات سے اذکار کی طالب کو آواز آنے لگے۔ جب سلطان الاذکار قوی ہو جائے گا تو نور ولایت صغریٰ بہت جلد اثر کرے گا اور ہر کسی تعلیم کے حال و مقام ہمہ اوست کا سپرٹری ہو جائے گا اور اسی نور ولایت صغریٰ کی بدولت سالک ذکر سلطان الاذکار سے خوب قوی و پختہ ہوتے ہوئے یہاں تک کہ تمام میں غیریت نہ رہے۔ اس فنا و بقا کے مقامات میں ترقی نہیں ہوتی۔ جیسے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

تا کسے را تو نہ گردد ایں سخن ۔۔۔ نیست روزی را رہ درگاہ کہن

جبتک کسی کو یہ نسبت نہ ہو تب تک اس کو درگاہ الٰہی کا راستہ نہیں ملتا

فصل سوم

اس بیان میں کہ مرید کیا کرنا چاہیئے

بعد بیعت ہونے کے شیخ تعلیم فرمائے اس کو اور اتباع سنت کو خوب مضبوط پکڑے

اور شب و روز اس میں مشغول رہے اور جس قدر نسبت پیر سے زیادہ ہوگی اسی قدر ترقی جلد ہوگی چنانچہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فقیر نے جو کچھ پایا سب کو اپنے پیر کی غلبۂ محبت سے پایا ہے" اور جو کچھ اور اوورادِ لطائف محبت سے پہلے پڑھتا ہو اس سب کو پیر پر ظاہر کرے جس چیز کے واسطے پیر منع کرے اسکو چھوڑ دے اور جس کی اجازت دے اس کو پڑھے اور جس معاملہ میں پیر ساکت رہے اس میں بار بار کہنا اور حسب منشا اس معاملہ کا طے ہونا پسند کرنا نہیں چاہیئے اس میں نقصان کی صورت ہے مرید مثل بیمار کے ہے اور پیر مثل حکیم کے لہٰذا جو دوا اور پرہیز بتلائے اسی پر عمل کرنا چاہیئے پیر کے کہنے سے کسی معاملہ میں اپنی طرف سے زیادتی کمی نہ کرے اگر ذکر فکر یا وظائف میں ذرا زیادتی یا کمی کیجائیگی تو فائدہ ہرگز نہیں ہوگا جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو دریافت کرے اسی معاملہ سختی اتباع میں حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بمے سجادہ رنگین کن اگر پیر مغاں گوید — کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

جائے نماز کو شراب میں رنگ لے اگر پیر مغاں کہے — کیونکہ سالک راہ حق کی منزل کے راہ و رسم سے بیخبر نہ ہوگا

اور حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

از طاعت شیخ خود قاصر مشو — ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر شو

پیر کی خدمت میں باادب رہنا چاہیئے کہ جس کا ذکر باب اول کی چوتھی فصل میں کیا گیا ہے پیر کی خدمت میں سوائے ذکر فکر کے اور کسی طرف مخاطب نہ ہونا چاہیئے بلکہ بہتر ہوگا کہ بجائے ذکر و فکر کے اگر اپنے دل کو پیر کے قلب کی طرف کرکے ہمہ تن اس خیال میں مشغول ہے کہ قلب شیخ سے میرے قلب میں نور باطن آرہا ہے اس سے جلد ترقی ہوتی ہے پیر کی خدمت میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہیئے بلکہ خاموش رہنا افضل ہے تاکہ تو حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی حقیقت سے واقف ہو

چشم بند و گوش بند و لب ببند — گر نہ بینی سرِ حق بہ از بنی

آنکھ، کان، منہ بند رکھ (پھر بھی) اگر تو اسرارِ حق سے واقف نہ ہو تو بہتر ہے

خنجرِ خاموشی و شمشیرِ جوع — نیزۂ تنہائی و ترکِ ہجوع

خاموشی کا خنجر اور بھوک کی تلوار، تنہائی کا نیزہ اور ترکِ خواب یہ تین اسرارِ حق سے واقف کراتی ہیں

پیر کے معمولات خانہ داری و اخراجات میں دخل نہ دینا چاہیئے، اسکی عادات کہ جو اسکی منشاء کے خلاف ہوں ان پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔ بعد کے حالات کے پیر کے حالات اور معمولات شاگردوں کے سامنے ہوتے ہیں، ان حالات سے اس کو خام نہ سمجھنا چاہیئے، کیونکہ باطن میں کا نورانی اور ظاہر اس کا خام بندوں کا سا ہوتا ہے۔ پیر سے اس وقت میں گفتگو کرے کہ جس وقت پیر گفتگو کرنے کو مخاطب ہو، ہر وقت ذکر و فکر سلسلہ و مراقبہ اس سے کوئی گفتگو نہ کرے، ایسی حالت میں گفتگو کرنے سے مرید کو نقصان پہونچتا ہے، اپنی عورتوں کا پیر سے پردہ کرانا چاہیئے۔ پیر کے پاس شب و روز کثرت نہ رہے، بلکہ حلقہ و مراقبہ کے وقت ضرور حاضر رہے۔ اور روزمرہ کی حاضری صحبت کے متعلق حضرت خواجہ بہاء الحق والدین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں۔

نماز را بہ وقت قضا بود لیکن — نماز صحبت را قضا نخواہد بود

ذکر حق چہ بے قضا ہو جائے لیکن — حاضری نماز صحبت قضا نہیں ہوتی

ذکر حق کا حکم

اور بعد نماز فجر نماز تسبیح تک اور ہو سکے تو اشراق تک مراقبہ اور ذکر میں رہنا چاہیئے اور بعد مغرب سے عشاء تک یہ دونوں وقت خاص نزول فیضان و التفات ارواح طیبات پیران عظام کے ہیں ہر وقت قریب رہنے سے بعض باتیں پیر سے بوجہ بشریت ایسی صادر ہوتی ہیں کہ جس سے مرید کو جھجھک معدوم ہوں اور بہت سی باتیں مرید کی ایسی ہوتی ہیں کہ جس کے سرزد ہونے سے پیر کی شان کے خلاف ہوں، اور یہ دونوں کی عادتیں محبت للہ فی اللہ میں فرق ڈالنے والی

ہوتی ہیں اور یہ کمی محبت یا دل میں اعتقاد کے فرق آنے سے طالب نور باطن سے محروم رہتا ہے
پیر سے روپیہ قرض نہ لے اور نہ پیر وید سے قرض لے۔ اگر بحالت مجبوری و معذوری قرض لیا بھی
جائے تو معاملہ کی صفائی رکھنا چاہیئے ورنہ محبت اور خلوص میں فرق آتا ہے۔ پیر کے انتقال کے
بعد اس کے اہل و عیال کی خدمت کرنا چاہیئے۔ اس میں خوشنودی حق و خوشنودی ارواح طیبات
پیران کبار کا باعث ہے۔ پیر کے پاس سونا نہ چاہیئے، کیونکہ بعض وقت خراٹوں کی آواز سے
اور بعض وقت کھانسی سے اور بعض وقت نیند میں بڑ آنے سے دوسرے آدمی کی نیند اچٹ جاتی
ہے اور بعض وقت بوجہ بشریت اخراج ریاح کے شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ اور جو وقت پیر کے سونے
اور سونے کا مقرر ہو اس وقت اس سے علیحدہ ہو جائے کیونکہ وقت پر نہ سونے سے طبیعت کدر
ہوتی ہے اور پچھلی شب کے اٹھنے میں سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے اور یاد خدا اور توجہ
میں پورا حظ اور افاقہ نہیں آتا۔ بعض وقت جاگتے ہیں اور بعض کو سوتے میں شیطان نکل اشبہ پیر کی
ایسی برائیاں کرتا ہے کہ جس سے محبت میں فرق آئے اور طالب نور باطن سے محروم رہ جائے۔
باتیں جو پیر خود گذرتی ہیں۔ درایں حالات میں لاحول و استغفار پڑھنا چاہیئے اور ذکر
کے خدا توفیق دے تو پیر کی ہر قسم کی خدمت میں دریغ نہ کرے جب پیر کی طبیعت خوش ہوگی تو خدا
بھی خوش ہوگا، کیونکہ پیر کی خوشی اور ناخوشی کے ساتھ خدا کی خوشی اور ناخوشی وابستہ ہے۔ پیر کی خوشنودی
سے ترقی باطن اور ظاہر کی صبد ہوتی ہے کہ جو ذکر و فکر سے نہیں ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت محبوب سبحانی
قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں "اے دروغگو تو دعوی کرتا ہے دنیا اور دنیا داروں کے ساتھ
محبت کا اور اپنے دنیا و دوم ان سے چھپاتا ہے کہ کہیں کسی کو دنیا نہ پڑے حالانکہ تیرے قرب
اور مصاحبت کا خواہاں ہے۔ پیر کی خدمت دنیا و آخرت میں مصیبت سے بچانے والی اور آفات
دین و دنیا سے نجات دلانے والی اور ہر قسم کے دین و دنیا کو پورا کرنے والی ہوتی ہے جیسے کہ

ذیل کی مثنوی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت درخواستوں کے پیش ہونے کی توجہ میں کہی گئی تھی اس کی سی وا سطے حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

تا توانی اے پسر خدمت گزیں — دست از سر پا نہ دار زیر زمیں

تا کہ تیسری مراد یں پوری ہوں — ہمتا تاک ہو سکے اے عزیز خدمت کر

ایزد شش بدوست و حرمت کند — ہر کہ پیش صاحبان خدمت کند

شد الٰہی کہ خدمت عزت و ولایت ہے — جو خدمتِ حق کی خدمت کرتا ہے

از درخت معرفت یابد ثمر — ہر خدمت ہر کہ بندہ دہ

جو شخص خدمت پر کمر بستہ ہو جاتا ہے وہ معرفت و درخت کا پھل حاصل کرتا ہے

فصل چہارم

بیان آثار متبعہ

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کتب مذکورہ بالا تصنیف فرمائی ہیں ان کو ملاحظہ کرنے سے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض آثار متبعہ کا پتہ چلتا ہے جو کہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں

اور پچھلی شب کو تضرع و زاری دعا و استغفار کرے کیونکہ دعا اس وقت کی جلد قبول ہوتی ہے
اور کچھ آلودہ لوث غفلت و معصیت کا سو وقت کی تضرع و زاری کے پانی کے بغیر پاک و صاف نہیں ہوتا
ہے اور دریائے رحمت و مغفرت بے تکرار استغفار جوش زن نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت سرور کائنات
علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے صحیح حدیث سے فرمایا۔ ہم کو معلوم ہوا کہ شب بیدار ہو کر یہ رفتار نہیں اور مرتبہ
اولیاء کی ہے تو بھی اس کو اختیار کرو۔ شب بیداری ہو کہ وہ وقت قرب حق اور رحمت حق تعالیٰ کا
ہے اور سبب گناہوں کے غفران کا۔ اور شب بیداری کی فضیلت آیات قرآن پاک اور حدیث
شریف سے ثابت ہے۔ تمام ہوا کلام حضرت مرزا جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اور یہ بھی حدیث
میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شب میں آسمان اول پر جلوہ افروز ہو کر اپنے بندوں کو پکارتا ہے کہ
کوئی بندہ جو مغفرت چاہے میں اس کو بخشوں۔ ہے کوئی روزی مانگنے والا کہ اس کو روزی دوں۔ ہے
کوئی حاجت والا کہ اس کی حاجت روا کروں۔ اسی طرح صبح صادق تک ایسا ہوتا ہے۔ حضرت مولانا فرماتے ہیں

بانگ می آید کہ اے طالب بیا ۔۔۔ جود و مشتاق گدایاں سوئے ما

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آتی ہے کہ اے مانگنے والو آؤ ہماری بخشش و عطا و نوازش و کرم کی طرف بڑھو کہ ہم تمہاری

جودِ ما جوید گدایان و ضیاف ۔۔۔ ہمچو خوباں کآئینہ جویند صاف

ہماری سخاوت و عنایت فقیروں اور بھکاریوں کی اسی مشتاق ہے جیسے حسن صاف آئینہ کا

روئے خوباں از آئینہ زیبا شود ۔۔۔ روئے حسناں از گدایاں پیدا شود

خوب صورتی آئینہ سے معلوم ہوتی ہے ۔۔۔ بخشش کا اظہار مانگنے والے سے ہوتا ہے

چوں گدا آئینہ جودست ہاں ۔۔۔ دم بدم بر روئے آئینہ زناں

چونکہ مانگنے والے بخشش و سخاوت کا آئینہ ہیں اس سے اسکو دیکھ کر جیسے آئینہ پر نظر پڑتی ہے

زاں سبب فرمود حق در ابتدا ۔۔۔ بانگ کوبش سے تمہر بر گدا

اسی وجہ سے پروردگار عالم نے سورہ

اے بندۂ خدا! اے طالبِ خدا ایسے وقت کو ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دو، اور وقتوں میں تم خدا کو پکارتے ہو، اس وقت خود خدا تم کو پکارتا ہے۔

ہر شبِ آخر میں رب الخلق یہ ندا — از طفیلِ رحمۃ للعالمین

تا صبح صادق یہ فرمائے خدا — بخش و رحمت کا در میرا کھلا

مانگو مجھ سے میں وہی دونگا ضرور — اٹھو حاضر ہو نہ بھاگو دور دور

منعم و غفار و رزاق و رحیم — میں ہوں رازق اور ستار و کریم

آؤ دیکھو میرا انعام و کرم — سب خطائیں بخشدونگا یک قلم

بیکسوں کے در پہ پھرتے ہو سدا — قادرِ مطلق سے مانگو تو ذرا

از گدا تا شاہ سب محتاج ہیں — انبیاءؑ و اولیاؒ محتاج ہیں

در پہ محتاجوں کے اے محتاج کیوں — آرزو لیکر کے تو جاتا ہے کیوں

فَسْئَلُوْنِیْ یہ میرا وعدہ ہے مدام — میرے بندو مانگنا تیرا ہے کام

میں غنی ہوں اور سب محتاج ہیں — میں گدا یا خواہ صاحب تاج ہیں

اے برادر کب تلک سوتا رہے — غفلت میں اپنی کھوتا رہے

رونی غفلت کو ان سے اب نکال — سرمہ دیدِ حق کا اب آنکھوں میں ڈال

نیند نے رکھا نہ تجھ کو کام کا — تو مسلماں رہ گیا نہ کافر کا

اے محب خواب دشمن ثاقبت — عاقبت ہونے خراب در آخرت

رب پکارے اور تو غافل رہے — نیند سے اٹھنے میں تو کاہل رہے

دعوئے حبِ خدا کرتا ہے تو — اور خلاف اس کے سدا کرتا ہے تو

اے منافق کاذب و ابو الفضول — کب کرے تو خدا دل سے قبول

یہ خمارِ نیمشب تیرا کب تلک — بستۂ راحت پہ سونا کب تلک

یہ جوانی یہ تغافل کب تلک — یہ [illegible] کب تلک

ایک دن یہ خاک [illegible] — جسم تیرا جانور کھا جائیں گے!

اُٹھ خدا کے واسطے اب تو ذرا — [illegible]

بندگی سے کام بن جاتا ہے سہل — [illegible]

گر نہ کی تو نے یہاں کچھ بندگی — [illegible]

حضرتِ مولانا رومیؒ جناب — اُمتِ احمدؐ کو کرتے ہیں خطاب

زندگی آمد برائے بندگی — زندگی بے بندگی شرمندگی

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ بخوان — جز عبادت نیست مقصود از جہاں

کیا انصاف اسی کا نام ہے کہ جس وقت شب کو [illegible]

دوست تمہارے [illegible] تم خود انصاف کرو کہ [illegible]

ہو جاتے ہیں [illegible] تم خود انصاف کرو کہ کچہری کس قدر وقت لیتی ہے؟ اور [illegible]

ہیں بے وفا ہیں [illegible] جنہوں نے [illegible] کے روا کر رکھی ہے

بیکار اور بے وقوف [illegible] تمہارے [illegible]

تمہارے [illegible]

کام کرنے کا وقت ہے [illegible]

اور اپنے بچوں کی [illegible]

صبح سے شام کرنا ہے [illegible]

ہر کجا آب روان رحمت بود — ہر کجا خشک روان رحمت شود

جوئبار پانی بہیگا وہاں سبزہ ہوگا — وہ جہاں آنسو بہینگے وہاں رحمت ہوگی

اے خنک چشمے کہ او گریان اوست — شاد آں دل کہ دریان او ست

وہ آنکھ کہ مقدور ہو جو خدا کی خشیت اور خوف میں روئے — وہ دل کہ مبارک دل ہے جو راہ حق میں خستہ ہو

ترکیب نماز تہجد

نماز تہجد میں اکثر لوگ مختلف سورتیں مختلف ترکیب سے پڑھتے ہیں بعض حافظ قرآن سے لیکر سورہ والناس تک سلسلہ وار قرآن شریف ختم کرتے ہیں بعض قرآن شریف کی یہ منزل وہ منزل پڑھ لیتے ہیں بعض زیادہ اور کم بعض سورہ اخلاص کو ہر رکعت میں پڑھتے ہیں تین پانچ یا سات یا گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھتے ہیں اور بعض اول رکعت میں ایک بار دوسری میں دو تیسری میں تین اسی طرح بارھویں رکعت میں بارہ مرتبہ پڑھتے ہیں بعض اول رکعت میں بارہ دوسری میں گیارہ تیسری میں دس اسی طرح ایک ایک کم کرکے بارھویں رکعت میں ایک مرتبہ پڑھتے ہیں لیکن حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اکثر نماز تہجد میں سورہ یٰسین شریف پڑھتے ہیں خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تین دل مومن ایک وقت میں یاد خدا کرتے ہیں تو دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک سورہ یٰسین کہ جو دل ہے قرآن شریف کا۔ اور دوسرے شب کہ جو دل ہے رات کا۔ اور ایک دل مومن بندہ خدا کا۔ لہذا جس وقت یہ تینوں دل یاد خدا میں ہوں تو دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے پیر ہیں نماز تہجد میں سات مرتبہ یٰسین شریف پڑھا کرتے تھے۔ ہمیں جب حاجت ہوتی کہ نماز تہجد ضرور پڑھیں اور اس میں یٰسین شریف بھی ضرور پڑھیں اب یہ اپنی ہمت پر منحصر ہے کہ ہر رکعت

میں یہ شریف یک مرتبہ پڑھیں یا زیادہ یا ہر رکعت میں نصف نصف یا ہر رکعت میں ایک ایک رکوع۔ سورۂ یٰسین شریف کسی کو یاد نہ ہو تو کچھ قرآن شریف میں سے یاد ہو اور اسکو ایسا معلوم ہو وہ پڑھتے اور سنا پڑھتے کہ وہ ہمیشہ بخوشی دل اس کو ادا کرتا رہے تاکہ خلوص میں فرق نہ آئے بہت نہ ہو، تھوڑا ہو لیکن ساتھ خلوص کے ہو اور اس میں استمرار ہو۔ ایسی زیادتی عبادت میں نہ کرے کہ جس سے نفس تنگ آکر تھوڑے کا ذخیرہ بھی باقی نہ رکھے۔ نہ شکر پچھلی شب کو اٹھنا اور اپنے رب کے سامنے زمین پر سر رگڑنا اور اپنے گناہوں پر نادم ہونا یہی مطلب کی بات ہے اور جو سویا اس نے کھویا "جس نے اپنی نیند کو دوست رکھا، اس نے اپنی راحت دارین کو تباہ و برباد کیا۔" محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خواب نوشین بامداد رحیل — باز دارد پیادہ را از سبیل

میٹھی نیند کوچ کی صبح کو — پیدل آدمی کو راستہ سے باز رکھتی ہے

طالب کو چاہیئے کہ نماز تہجد کی ہر دو رکعت کے بعد بیٹھ کر مراقبہ و ذکر حق میں مشغول رہے نہ اتنا زیادہ کھڑا رہے کہ جس سے تھک جائے نہ اتنا زیادہ بیٹھتا ہے کہ جس سے بیٹھے بیٹھے تنگ آجائے۔ وقت نماز تہجد کا آدھی رات گزر جانے کے بعد سے صبح صادق سے قبل تک ہے۔ رکعت نماز تہجد میں بارہ سے زیادہ تک جائز ہے۔

نمازِ اشراق

نماز اشراق کی دو رکعت ہیں۔ اول میں بعد فاتحہ سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص لیکن ہمارے علماء ان دو رکعت کے بعد دو رکعت صلوٰۃ مختارہ اکثر پڑھتے ہیں۔ ان ہر دو رکعت صلوٰۃ اشراق میں بعد فاتحہ پانچ بار سورۂ قل ہو اللہ شریف پڑھنے کو فرمایا ہے۔ صبح کی نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھ کر

فائدہ: سنت اور نفل نماز شروع کرنے کے بعد توڑنا

نمازِ چاشت

نمازِ چاشت کا بیان، نمازِ چاشت کا وقت، اور اس کے پڑھنے کا

ثواب بیان کیا ہے۔

نمازِ اوّابین

نمازِ زوال آفتاب کے بعد اور ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت ہیں

نمازِ اوّابین

نمازِ اوّابین کی تعداد، اس کے بعد نمازِ توبہ اور نمازِ حاجت کا بیان ہے

نمازِ اوّابین کا وقت، اس کے پڑھنے کا ثواب، اور اس کے پڑھنے کا

طریقہ بیان کیا ہے۔

نمازِ توبہ

نمازِ توبہ کا بیان، اس کے بعد نمازِ حاجت کا بیان ہے

نمازِ توبہ کا وقت، اس کے پڑھنے کا ثواب، اور اس کے پڑھنے کا

طریقہ بیان کیا ہے۔

نمازِ حاجت

نمازِ حاجت کا بیان، اس کے بعد نمازِ استخارہ کا بیان ہے

نمازِ حاجت کا وقت، اس کے پڑھنے کا ثواب، اور اس کے پڑھنے کا

طریقہ بیان کیا ہے۔

نمازِ استخارہ

نمازِ استخارہ کا بیان، اس کے بعد نمازِ تسبیح کا بیان ہے

نمازِ استخارہ کا وقت، اس کے پڑھنے کا ثواب، اور اس کے پڑھنے کا

طریقہ بیان کیا ہے۔

پڑھیگا، یعنی اپنے مخالف کو، حق تکلیف پہنچانے اور حق فائدہ اُٹھانے کو پڑھیگا تو اسکو خود تکلیف پہنچ جائے گی۔

ھدایت : طلبۂ حق کو چاہیئے کہ جب تک وہ "ولایت صغریٰ" سے شرف نہ ہو جائیں اس وقت تک سوائے ذکر و فکر خدا کے کسی وظیفہ کی طرف متوجہ نہ ہوں،

فصل چھٹی ختم خواجگان میں

ختم خواجگان بھی نہایت مشہور اور پُر تاثیر وظیفہ ہے، اکثر سلاسل میں اس کو بزرگ اور صاحب حاجت پڑھتے آئے ہیں، ہر مقصد ہر مطلب کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے، اس کو ہمیشہ پڑھے تو بہت ہی اچھا ہے، ورنہ بوقت ضرورت جو کام مشکل سے مشکل پیش آئے اُس کے حل ہونے کو ایک شخص یا چند اشخاص مل کر چالیس دن پڑھیں، انشاء اللہ ضرور مطلب برآری ہوگی، ترکیب ختم خواجگان یہ ہے کہ اوّل ؛ بقدر اٹھا کر سورۂ فاتحہ ایک بار پڑھے، بعد اُس کے سورۂ فاتحہ سات بار، بعد اُس کے درود شریف سو بار، بعد اُسکے سورۂ الم نشرح اکیاسی بار، بعد اُس کے سورۂ اخلاص ایکہزار بار، بعد اُس کے سورۂ فاتحہ سات بار، بعد اُس کے درود شریف سو بار، بعد اُس کے بقدر اٹھا کر ثواب اس کا حضرات خواجگان نقشبندیہ کی ارواح طیبات کو بخش کر اُن کی ارواح مقدسہ کے توسّل سے اپنے کام کے حل ہونے کی دعا خدا سے مانگے، بسم اللہ ہر سورہ کے ساتھ پڑھنی چاہیئے، ختم خواجگان تو صرف اتنا ہی ہے لیکن بعض اشخاص اپنی ضرورت کے موافق اسمائے الٰہی میں سے سو سو بار یہ اسم پڑھ لیا کرتے ہیں جیسے وقت امراض یا آفات کے یا دافع البلیات یا لضرورت روزی کے یا رزّاق یا اشکار کے یا محسن مشکلات یا وقت بیماری کے یا شافی کل امراض وغیرہ۔

خطبہ جمعہ

یہ خطبہ شریف جمعہ کے روز ۲۸ شعبان ۱۳۴۸ھ کو مدرسہ امینیہ دہلی میں

امام ربانی غوث صمدانی قطب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی زیارت

کو گیا ہوں کہ پرسوں سے کلیجہ میں درد ہوتا ہے۔ خصوصاً کوئی نماز کھانی یا چھینک یا جمائی آتی ہے

ہو چکے ہیں تو اس کے بعد ہوتے اور آفات ارضی و سماوی سے بچنے کے لیے اس کی تاثیر نہایت قوی

ثابت ہوئی ہے۔ دیکھو نہ ہو کہ اس حدیث کی ترغیب حدیث شریف میں ثابت کچھ آئی ہے اس کو

فضیلت آیۃ الکرسی و آخر سورۃ البقرۃ

کہ روز مرہ ہزار مرتبہ درود شریف اور ہزار مرتبہ استغفار پڑھے اور اس قدر نہ ہو سکے تو پانچ پانچ سو مرتبہ
اور اتنا بھی نہ ہو سکے تو کم از کم تین سو تیرہ مرتبہ ہر دو وظائف ضرور پڑھنے چاہئیں یہ عدد تین سو تیرہ
نہایت مبارک اور بابرکت ہے تین سو تیرہ ہی مرسل ہوئے ہیں اور تین سو تیرہ ہی اصحاب بدر تھے
اور تین سو تیرہ کو بقاعدہ اعداد جمع کیا جائے تو سات عدد ہوتے ہیں اور سات عدد کو سات
منزلیں قرآن مجید اور سات آیت تحمد شریف اور سات طبق زمین اور سات آسمان اور
سات یوم سے مناسبت ہے جبتک کوئی شخص کسی شیخ سے بیعت نہ ہو اس کو چاہئے کہ درود
اور استغفار اور تلاوت قرآن پاک کو اپنے اوپر لازم کر لے

باب سوم قرآن

مختصر حالات اور نسب اکبر آبادی

فصل اول مختصر حالات و حالات حضرت اکبر آبادی علیہ التحیۃ والبرکات

سید وکیل احمد نور اللہ

تقریباً بیست سی پارہ

دوست رکھیں گے گھر کے لوگوں کو اور ہمسایوں کے گھر والوں کو، دوست رکھیں گے نفس کو، اور ڈریں گے
کہ اللہ کو یہ لوگ مجھ سے بیزار ہیں اور میں ان سے بیزار ہوں نماز دین کا ستون ہے، اور اس
میں دس باتیں ہیں، خوشبو تی منہ کی، اور روشنی دل کی، اور آرام بدن کا اور دل کا قبر میں
اور اُنس رحمت کا اور کنجی آسمان کی اور روزی تر و تازہ کی، اور خوشنودی پروردگار کی، اور قیمت جنت
کی، اور پردہ آگ سے، سو جس نے قائم رکھی اس کو، بیشک قائم رکھی دین کو، اور جس نے چھوڑ دی اس کو
بیشک گرایا دین کو، غنیمت جان پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے، بڑھاپے سے پہلے
اپنی جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، فقیری سے پہلے تونگری کو، اور موت سے پہلے زندگی
کو اور مشغولی سے پہلے فراغت کو۔

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم، تجلو بالتوبۃ قبل الموت وتجلو بالصدقۃ
حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ موت سے پہلے توبہ جلدی کرو اور مال کے مختل ہونے
قبل تحویل الحال وتجلو بالتواضع قبل الفضیحۃ وتجلو بالبر قبل
سے پہلے صدقہ جلدی کرو، اور ذلیلوں کی طرح عاجزی کرو رسوائی سے قبل، وصیت کرو حدث
الحدث قبل الحدث وتجلو بالصلوٰۃ قبل الفوت، وتجلو بالتعزیۃ
سے پہلے جلد دفن کرو، اور موت ہونے سے پہلے نماز جنازہ ادا کرو، مرنے موت سے
الموت قبل نزول ملک الموت وتجلو بالعمل الصالحۃ قبل فناء العمر
سے پہلے موت کی تیاری جلدی کرو، اور عمر ختم ہونے سے پہلے نیک اعمال جلدی کرو اور
وتجلو بالرضاء بالمقدور قبل ندامۃ
دشمن کو ندامت ہونے سے پہلے جلدی خوش کرو۔

فصل دوم
مختصر حالات خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

امیر المومنین خیر بشر بعد الانبیاء صدیق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نہایت حلیم اور متواضع تھے۔ تمام مسلمانوں میں آپ سے زیادہ خدا ترس کوئی شخص نہیں دیکھا گیا تھا۔ آپ کی شان میں حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے فرمایا ہے کہ میں نے سب کے احسانات کا بدلہ دیا لیکن ابوبکر کا بدلہ میں نہیں دے سکا۔ اس کا بدلہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن دے گا۔ آپ کا مال جتنا اسلام پر خرچ ہوا ہے کسی دوسرے کا نہیں ہوا۔ آپ نے اپنی جان سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی حفاظت کی

ہے بیشک ہے لیکن سنے پہنچنے میں آنے سے بغیر جس جگہ کا خبر ہے کہ کانٹوں بھرا ہوا
کانٹوں میں درخت ہوتا کہ کاٹ ڈالا جاتا اور جانور کھا لیتے یا گھاس ہوتا کہ پاؤں سے روندا جاتا جو شخص
قبر میں بے توشہ گویا سوار ہوا دریا پر بلا کشتی (توشہ سے مراد اعمال نیک ہیں کشتی سے مراد
ہیں اسپر جانات اور حیوانات اور جس کو خراب ہوا دل رستہ میں آ پہنچتے ہیں جیسے
چیزوں سے حائل نہ ہوں دولتمندی خواہشوں سے اور جوانی خواہشوں سے
پسند ہیں مجھکو دنیا کی تین چیزیں دیکھتا رہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف
اور خرچ کروں اپنا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور میرے بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بیوقوف ہے۔ اندھیرے پانچ ہیں اور چراغ اُن کے پانچ ہیں۔ بیشک اللہ اپنے
اُسکا پیشگوئی ہے۔ اور گناہ اندھیرا ہے اور چراغ اُس کا توبہ ہے۔ قبر اندھیرا ہے اور چراغ
اُسکا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور آخرت اندھیرا ہے اور چراغ اُسکا
نیکی ہے اندھیرا ہے اور چراغ اُس کا یقین ہے۔ آٹھ چیزیں ہیں
زینت بندوں کی اور مکمل زینت ہے
سب تمکی۔ اور
احسان مرکب زینت ہے

یاد داشت :

اس حصہ انشاء پر کے مرتبین ہیں آپ کے
میں بتہ ہیں ویسی ہی آپ کی نسبت ہے
کی اتباع چاہیئے۔

نوٹ یہ کتاب جو شائع ہوئی ہے اس کی

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ کے عہد خلافت میں جس قدر اسلام پھیلا اور فتوحات ملک و مال ہوا آج تک کسی
زمانہ میں نہیں ہوا۔ اسلام کی رونق اظہار اور قوت بھی آپ ہی کے ایمان لانے پر زیادہ ہوئی۔
آپ بہت بڑے عالی ہمت تھے اور قوت ہمت باطنی کا ثبوت کثرت فتوحات ہے آپ کی رائے
نہایت صائب ہوتی تھی اکثر و بیشتر آپ کی رائے کے موافق اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی ہے
آپ عادلوں کے سردار تھے آپ کے عدل و انصاف کی وجہ سے شیطان تمام رات اور
دن میں کبھی ایک جگہ نہیں ٹھہرتا تھا آپ کی ہیبت سے ہمیشہ خوف الٰہی کرتے اور روتے
رہتے تھے آپ جو کچھ کہتے تھے اس پر خود عمل کرتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں
قیامت میں اکیلا آؤں اور میرا حساب نہ ہو تو یہ مجھ کو بہت پسند ہے آپ فرماتے ہیں کہ
ایک گرگی کا اور ایک بھیڑ کا بچہ ایک جگہ دودھ پیتے تھے یہ دیکھ کر میں رویا کہ
قیامت کے دن میں اس امت سے کیا سوال کروں گا حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں رخساروں پر دو سیاہ رنگ کی لکیریں تھیں حضرت انس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ اے عمر اور امیر المومنین! خدا نے آپ کو
اور دوسرے خلفاء کو بہت کچھ عطا کیا ہے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ
نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہر ایک عامل کی جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں رخساروں پر دو سیاہ رنگ کی لکیریں تھیں حضرت انس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ اے عمر اور امیر المومنین! خدا نے آپ کو
اور دوسرے خلفاء کو بہت کچھ عطا کیا ہے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ
نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہر ایک عامل کی جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں رخساروں پر دو سیاہ رنگ کی لکیریں تھیں حضرت انس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ اے عمر اور امیر المومنین! خدا نے آپ کو
اور دوسرے خلفاء کو بہت کچھ عطا کیا ہے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ
نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہر ایک عامل کی جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

دن کو انصاف فرماتے اور رات کو غریبوں کی خبر گیری اور عبادت کرتے جن عورتوں اور بچوں کو بھوکا پاتے اپنے کندھے مبارک پر سامان خورد و نوش لیجا کر دیتے اور ان کے چولھے جلاتے اور آٹا گوندھنے وغیرہ میں امداد فرماتے آپ ایسے کیوں نہ ہوں؟ کہ آپ کی شان میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میرے بعد میں نبی ہوتا تو عمر ہوتا آپ کی انگوٹھی مبارک پر یہ لکھا ہوا تھا کفی بالموت واعظا یعنی موت آدمی کے واسطے بڑی نصیحت ہے۔

آپ کے اقوال

عزت دنیا میں مال سے ہے اور عزت آخرت میں عمل سے ہے جس شخص کو بخشنا زیادہ ہوا اس کی حیا کم ہوئی بیہودگی اس کی اور جس نے خفیف کیا آدمیوں کو خفیف کیا گیا وہ اور جس شخص نے کثرت کی کسی چیز کی پہچانا گیا اس سے اور جس شخص کے بہت ہوئے کلام بیہودگی ہوئی بہت اس کی اور جس شخص کی بہت ہوئی بیہودگی کم ہوئی حیا اسکی اور جس شخص کی کم ہوئی حیا کم ہوئی پرہیزگاری اس کی اور جس کی کم ہوئی پرہیزگاری مرا دل مرگیا جس شخص نے چھوڑی زیادتی کلام کی نہ پائی حکمت اور جس شخص نے چھوڑی زیادتی نظر کی دیگیا عاجزی دل کی جس شخص نے چھوڑی زیادتی کھانے کی پائی لذت عبادت کی اور جس شخص نے چھوڑی زیادتی ہنسی کی دیگیا ہیبت اور جس شخص نے چھوڑی دل لگی ہنسی نہ دیگیا وقار اور جس شخص نے چھوڑی بحث دیگیا علم کی اور جس شخص نے چھوڑی دنیا دیگیا محبت آخرت کی اور جس شخص نے چھوڑا شغل غیبت کا دیگیا اس کے اپنے عیبوں کی اور جس شخص نے چھوڑا محبت دنیا کو دیگیا محبت اللہ تعالیٰ میں دیگیا بیزاری نفاق سے۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

آپ کو سب سے بڑا شرف یہ حاصل ہے جو آپ کو نصیب ہوا کہ آپ کے متعلق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دو صاحبزادیاں آئیں اور آپ سے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں آپ جامع قرآن

ہیں جو اُمت میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ آپ ایسی حیا والے تھے کہ فرشتے بھی آپ سے حیا کرتے تھے۔ آپ نہایت درجہ کے عابد اور نہایت درجہ کے سخی تھے۔ کثرتِ سنی وت سے لقب غنی کا پایا۔

آپ کے اقوال

جس نے چھوڑا دنیا کو دوست رکھا اُس کو اللہ تعالیٰ نے اور جس نے چھوڑا دین کو دوست رکھا اُس کو فرشتوں نے اور جس نے چھوڑا ظلم کو مسلمانوں سے دوست رکھا اسکو مسلمانوں نے۔ تین حالت میں نے چار چیزوں میں۔ تین اللہ کے فرض و کرنے میں دوست اللہ کی حرام چیزوں سے بچنے میں تیسرے نیک کام کرنے میں واسطے طلب ثواب اللہ کے۔ اور چوتھے برے کام کے چھوڑنے میں واسطے ڈر کے اللہ کے۔ تین حالت میں اللہ کے دوست جس شخص نے نگہبانی کی پچھلی رات کی نمازوں کی وقت پر ورزیدگی کی اُن پر اُس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بزرگی بخشی ہے۔ اپنے اللہ کا اُس کو دوست رکھنا۔ دوسرے بدن اُسکا تندرست اور نگہبانی کرنیا اُسکی فرشتے۔ اور آرسے برکت کے گھر میں اور قبیلہ ہوں منجملہ اُس کے نشانیاں نیکی کی۔ اور نرم کرے اللہ تعالیٰ دل اُسکا اور گذرے جسے پل صراط پر مانند چمکنے والی بجلی کے اور بخشے اُس کو اللہ فرخت اور رسوائی دوزخ کی ہمیشگی میں اُترے کہ نہ ہو خوف اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضور کے داماد ہیں اور چھوٹی عمر میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے ہیں اور بڑی عمر والوں میں سب سے پہلے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے ہیں۔ آپ مرکز ہدایت ہیں آپ مرکز شجاعت ہیں۔ آپ مرکز عدل ہیں آپ مرکز حلم ہیں۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی بی بی کے شوہر ہیں۔

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے باپ ہیں اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں اس سے زیادہ کیا شرف ہو سکتا ہے۔ آپؓ کی شان میں بہت سی احادیث آئی ہیں منجملہ ان کے دو حدیثیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔ نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم نے آپ کی شان میں فرمایا یا علی لحمک لحمی ودمک دمی (اے علی تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا خون میرا خون ہے) اور یہ بھی فرمایا انا مدینۃ العلم وعلیؓ بابہا (میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں) اور آپ کی بی بی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا منصب ولایت میں شانِ خاص رکھتی ہیں اور آپ کی خوشہ چیں ہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ خدا کے حبیب کے حبیب ہیں آپ حضرت علیؓ کی حیات میں خلفاء کے زمانہ میں جو سب سے سخت اور ادق مسائل پیش آتے آپ اُن کو وجہ کثیر العلمی بآسانی حل فرماتے اس طرح کہ اس کے سمجھنے میں کوئی دقت اور مشکل نہ رہتی اسی واسطے آپ کو مشکل کشا کہتے ہیں۔ راہِ طریقت میں آپ کی اور حضرت بیبی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ارواح پاک ترقی ولایت کے واسطے ذریعہ تھیں ہیں۔ بلا ان کے واسطے کے گذر نہیں ہو سکتا۔ یہ بات یوں سمجھ میں آجائے گی کہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غروب ہوا آفتاب چندوں کا اور چمکا آفتاب یہ ایسا ہے کہ اب میری ذات سے اُمت کو فائدہ پہنچے گا اور اس بات کو بڑے بڑے اولیاء اللہ نے مانا ہے۔

سوال: جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات فیض ولایت میں وسیلہ تو ہیں فاطمہؓ جو فضائل آپ سے افضل ہیں ان کو بھی آپ ہی کی ذات سے درجہ ولایت میں فیض پہنچے ہوگا اور انہی حضرت کے سب خوشہ چیں بنے ہوں گے۔ اور بزرگی قرب حق پر منحصر ہے پھر انصاف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تینوں حضرات سے افضل ہونا چاہیئے۔

جواب: بیشک ولایت میں قدر مناسب سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیشک فضل

راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کمالات نبوت میں قدم غالب ہے حضرت علی رضؓ سے، اور نبوت ولایت سے افضل ہے، اسی واسطے خلفائے راشدین عقائد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے افضل ہیں اور افضل نہ گئے ہیں، یہ چاروں خلفا اس مصرعہ کے مصداق ہیں۔

"ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است"

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نسبت ولایت ملی اور باقی خلفاء کو صرف کمالاتِ نبوت سے حصہ ملا۔ یہ بات نہیں ہے بلکہ ان چاروں بزرگواروں کو ہر شے میں پورا پورا حصہ ملا ہے، لیکن جس کو جس شے میں غلبہ ہوا وہی اس کے نام سے مشہور کیا گیا ہے، جیسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و شاہ عبد الحق صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ، کیا یہ بزرگ فقیہ نہ تھے، نہیں تھے، بلکہ بیشک تھے، مگر علم حدیث کے غلبہ کی وجہ سے ان کو محدث کہتے ہیں، یہی حال خلفائے رسول اللہ صلعم کا ہے۔

آپ کے اقوال

جو علم کی طلب میں ہے جنت اس کی طلب میں ہے۔ اور جو کوئی گناہ کی طلب میں ہے دوزخ اسکی طلب میں ہے۔ نعمت چھ چیزیں ہیں۔ اسلام، قرآن، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تندرستی، پرہیزگاری اور بے پروائی آدمیوں سے۔ بیشک دنیا کی نعمتوں سے کفایت ہے تجھ کو۔ نعمت اسلام کی۔ اور بیشک شغل کرنے کو کفایت ہے تجھ کو شغل بندگی کا۔ اور بیشک عبرت حاصل کرنے کو کافی ہے تجھ کو عبرت دنیا کی۔ علم بھی میراث ہے اور ادب بھی پیشہ ہے۔ اور تقویٰ بھی توشہ ہے۔ اور عبادت بھی پونجی ہے اور عقل نیک بھی ایک دولت ہے اور نیک خلق بھی ایک نعمت ہے اور بردباری بھی ایک وزیر ہے اور علم بھی ایک بڑی نعمت ہے اور توفیق بھی ایک دولت ہے اور دنیا بھی ایک دشمن ہے جو حق تعالیٰ ہر ایک کو دوست رکھتا ہے اور

سنہ ۱۳۱۶ھ
ہجری کا ہے

جو کوئی ڈرا دوزخ سے باز رہا شہوتوں سے جس نے یقین کیا مرنے کا لوٹ گئیں لذتیں اسکی

اور جس نے پہچانا دنیا کو آسان ہوئیں مصیبتیں اس پر چار چیزیں تھوڑی بھی بہت

فقیری، آگ اور دشمنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کیا اچھی ایک رباعی ہے فرماتے ہیں

دع الدنیا وما فیھا وفیھا العیش لا تطمع

دنیا و مافیہا کو چھوڑ دے اور اس میں عیش کی امید خیال سے

ولا تجمع من المال ولا تدری لمن تجمع

اور مال مت جمع کر کیونکہ تجھے نہیں معلوم کہ تو کس کے لئے جمع کرتا ہے

فان الرزق مقسومٌ وسوء الظن لا ینفع

اس لئے کہ رزق مقرر شدہ ہے اور بدگمانی فائدہ نہیں دیتی

فقیرٌ کلّ ذی حرصٍ غنیٌّ کلّ من یقنع

ہر حریص فقیر ہے، اور قانع غنی اور مال دار

فصل مختصر حالات حقیقت

۱۔ مختصر حالات و کلمات مبارک محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ علم طریقت میں سب سے بڑے امام آپ ہی کی ذات مبارک ہے، جیسے علم شریعت میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات ہے، اسی واسطے ان دونوں بزرگواروں کو امام اعظم سے پکارتے ہیں۔ اور علم فقہ اور علم طریقت کی بنیاد رکھنے کی وجہ سے یہ دونوں بزرگوار اللہ تعالیٰ خیر عاقبت کرے تمام فقہا کے علم و عمل کا اجراء امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پانے کے

مستحق ہیں، اور اسی طرح حضرت محبوب سبحانی تمام علمائے طریقت کے علم و عمل کا اجر پانے کے مستحق ہیں۔ ان بزرگوں کے علم کی برابری کیسے ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ان کو لفظ اعظم سے پکارا جائے تو کوئی بیجا بات نہیں۔ بلکہ عین انصاف ہے۔ آپ کی ذات بابرکات میں اللہ تعالیٰ نے شان محبوبیت عنایت فرمائی تھی آپ سے جس قدر کرامات ظاہر ہوئی ہیں، امت میں کسی اولیاء سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ آپ کے الفاظ الفاظ اور ہر ہر حرف میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر اور کرامت عنایت فرمائی تھی۔ آپ کے حالات کون کیا لکھے؟ آپ کے بہت بڑے بڑے غلام جو آپ کے بعد ہوئے ہیں، ان سے اس قدر خرق عادات ہوئی ہیں کہ جن سے کتابیں بھری ہیں۔ مگر جو کچھ کتابوں میں اولیائے کبار کے حالات لکھے ہیں۔ وہ بہت مختصر اور لکھنے والوں نے اپنے علم کے موافق لکھے ہیں۔ ورنہ اولیاء کا حال علم قال میں نہیں آسکتا۔ اس کو وہی کچھ جان سکتا ہے کہ جس نے علم قال سے علم حال میں ترقی پائی ہو۔ آپ کو اپنے سلسلہ کے متعلقین سے خصوصاً اور جملہ مومنین سے عموماً نہایت محبت اور انسیت ہے، اور ان کے معاملات ظاہر و باطن میں آپکی روح پاک دست بدعا رہتی ہے، اور اللہ پاک آپ کے توسل سے حل مشکلات فرماتا ہے، اور طلبہ کو آپ کی ذات مبارک سے برابر فائدہ پہنچتا رہتا ہے۔ آپ کے سلسلہ مبارک میں لاکھوں اولیاء ہو گئے اور انشاء اللہ حشر تک ہوتے رہیں گے۔

آپ کے کلمات

اے عزیز! فی علم قلب کے علم بغیر تجھ کو حق کی طرف ایک قدم بھی نہیں چل سکتے گا۔ قرب قلب ہی کی رفتار ہے، اور قرب باطن ہی قرب ہے، اور علم معانی ہی کا علم ہے بشرطیکہ اس سے شریعت کی حدود کی محافظت ہو۔ اے عزیز! اس سے بچ کہ حق تعالیٰ تیرے قلب میں اپنے غیر کی محبت پس تو نہ پائے۔ بچ تو اس سے کہ وہ تیرے قلب میں اپنے غیر کا خوف یا غیر سے توقع

یا غیر کی محبت ملحوظ فرمائے۔ ان لوگوں سے میل جول ترک کر کے جو تجھ کو دنیا کی رغبت دلائیں اور ان کی ہمنشینی تلاش کر جو تجھ کو اس سے بے رغبت بنائیں۔ جو شخص تدبر و تامل اور ایسے نیک بندوں کے ساتھ اچھا گمان نہ رکھے اور ان کے سامنے تواضع نہ کرے۔ اس کو فلاح نصیب نہ ہوگی۔ جس شخص تو ان کے سامنے تواضع کیوں نہیں کرتا حالانکہ وہ سردار اور امیر ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسی کہ ہستی ہے۔ حق تعالیٰ نے انتظام ملکی ان کے حوالہ کیا ہے۔ ان کی بدولت آسمان بارش برساتا ہے اور زمین میں سبزہ اگتا ہے۔ شجاعت دین کے بارہ میں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں ہوا کرتی ہے۔ حکماء اور علماء کے کلام کو حقیر مت سمجھو کہ ان کا کلام مردہ ہے اور ان کے کلمات حق تعالیٰ کی وحی کا ثمرہ ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا اور ان کا اتباع کرنا گویا حضرت ہی کی پیروی ہے۔ اور ایسے لوگوں کو دیکھنا گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے۔ جنت کی کنجی لا الٰہ الا اللہ ہے مگر صرف زبان سے بکواس نفس اور اپنے غیر اور اللہ کے سوا ہر چیز سے فنا ہو جانے سے۔ کہ بجز اللہ کے کوئی مطلوب و موجود نظر ہی نہ آوے۔ اور یہ حالت بھی حدود شریعت کی حفاظت کے ساتھ ہو۔ ورنہ کام کا اور نہ قابل ہے۔ جو شخص جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کرے اور اپنے ہاتھ سے شریعت کو اور دوسروں سے آپ کی کتاب قرآن کو جو آپ پر نازل ہوئی تھی نہ تھامے اور آپ کے چھوڑے ہوئے راستہ حق تعالیٰ کی طرف نہ چلے وہ ہلاک ہو اور پھر ہلاک ہو۔ اور پھر ہلاک ہو۔ یعنی دونوں قرآن و شریعت حق تعالیٰ کی طرف راستہ چلانے والے ہیں۔ قرآن تیرا راہبر ہے حق تعالیٰ تک پہنچانے کو اور سنت تیری رہبر ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کو۔

حضرت محبوب سبحانی کے کلمات حکمت و دعا کے

یہ آپ ہر وقت کہتے تھے اور اللہ ہی کے لئے تعریف ہے جو ہر حال میں

ہے اتنی حمد کہ جو اس کی مخلوقات کے شمار اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اسکے ذات
کی خوشنودی اور اس کے علم کے حد کے موافق اور ان تمام چیزوں کی گنتی کے مساوی ہو جو اسکی
مشیت میں داخل ہوں اور جن کو اس نے پیدا کیا اور بنایا اور لگایا، وہ غالب اور حکمت والا ہے
والا ہے نہایت رحم کرنے والا ہے، بڑا مہربان ہے، بادشاہ ہے، غایت درجہ پاک ہے، سب پر
غالب ہے اور حکمت والا ہے، میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ پرستش کے لائق کوئی
نہیں مگر اللہ، یگانہ کہ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی حمد، وہی جلاتا مارتا
ہے اور وہ سدا زندہ رہنے والا ہے کہ فنا نہ ہوگا، اسی کے ہاتھ میں ہر قسم کی بھلائی ہے اور وہ ہر چیز
پر قادر ہے، اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے، اور میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور اسی کے رسول ہیں جن کو اس نے ہدایت اور دین برحق دے
کر بھیجا، تاکہ اس کو جملہ مذہبوں پر غالب کرے، اگرچہ کافر مشرکوں کو ناگوار گذرے، یا اللہ! رحمت
کاملہ نازل فرما محمد اور آل محمد پر اور خاتمۃ الانبیاء امام اور امت کی، اور پاسبان اور رعیت کے
سارے نیک کاموں میں ان کا قلوب کو باہم متفق بنا، اور ان میں ایک کا شر دوسرے سے
دور فرما، یا اللہ! تو ہمارے باطنی حالت سے واقف ہے، پس انکی اصلاح کر اور تو ہماری حاجتوں سے
آگاہ ہے پس ان کو پورا فرما دے، تو ہمارے گناہوں سے واقف ہے پس ان کو بخشدے اور تو
ہمارے عیب سے واقف ہے پس ان کو چھپا لے، ایسے موقعوں پر تو ہم کو حاضر نہ دیکھیو جن سے
تو ہم کو منع فرما چکا ہے، اور ایسے موقعوں سے تو ہم کو غیر حاضر نہ رکھیو جن کا تو ہم کو حکم دے چکا ہے
ہم کو اپنی یاد سے غافل نہ رکھیو، اور ہم کو اپنی شناخت سے محروم نہ کیجیو، ہم کو اپنے غیر کا محتاج نہ بنایو، اور ہم کو
نفسانی خواہشوں میں شامل نہ کیجیو، یا اللہ نیک خیال ہمارے قلوب میں ڈالدے اور ہم کو ہمارے نفس
کے شر سے بچا دے، اپنے ماسوا سے بے پروا کر ہم کو اپنے ساتھ مشغول رکھ، اور جو توجہ کرنے والا

ہمارا تعلق تجھ سے قطع کرے، اسکا تعلق ہم سے قطع کردے، اپنا ذکر اور اپنا شکر اور اپنی اچھی عبادت ہم کو
اتنا فرما کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے جو اسنے چاہا وہ ہو کر رہا۔ ہم میں نہ زور ہے نہ قوت مگر اللہ بزرگ
و برتر کی مدد سے ہماری خبریں آنکھ نہ فرمایو ہمارے پوشیدہ عیوب کا پردہ نہ اٹھایو ہماری برائیوں
پر ہماری گرفت نہ کیجیو ہماری زندگی غفلت میں نہ گزروایو اور ہم کو اچانک پکڑ لیکر تو بہ کا وقت
نصیب نہ ہو اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو
اے ہمارے پروردگار ہم پر ایسے بوجھ نہ ڈالیو جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے اے ہمارے
پروردگار ہم سے اتنے بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہم میں سکت نہیں اور ہم کو معاف فرما اور ہماری مغفرت
فرما اور ہم پر رحم فرما، تو ہی تو ہمارا کارساز ہے، پس ہماری مدد فرما کافر قوم کے مقابلہ میں۔

جناب کی وفات ۹ ربیع آخر ۶۳۳ھ و اجمیر کے نزدیک مدفون ہیں۔

حضرت حیات امام الاتقیاء سلطان الاصفیاء حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کی ذات مبارک بھی اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے کہ جسکی وجہ سے ہندوستان
میں نور اسلام پھیلا ہے، آپ نے ترقی اسلام کے لئے بموجب ارشاد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
ہندوستان میں قدم رنجہ فرمایا اور اپنے نور باطن اور تصرفات اور کرامات اور ہدایت سے ہندوستان
جیسے کفرستان کو منور اور روشن کردیا۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کی خوش قسمتی سے قبر شریف بھی
آپ کی ہندوستان میں بقام اجمیر شریف ہوئی اور اس قبر شریف کی برکت سے اجمیر جیسا ظلمانی شہر
نورانی ہوگیا۔ اور اسکو لوگ اجمیر شریف پکارنے لگے جو انوار و برکات آپکی قبر شریف پر برستے
ہیں ان کو بنظر بصیرت بخوبی عبرت دیکھتے ہیں ہزاروں لاکھوں مخلوق آپ کے فیض اور برکت سے
خدا کی جناب سے اپنے مطالب اور آرزوؤں میں کامیاب ہوتی ہے آپ بڑے سادات حسینی سے تھے

ہندوستان تیسا تیں جن کے نورِ باطن سے ہندوستان کی زمین منور ہے جیسے حضرت قطب الدین
بختیار کاکی و حضرت فرید الدین گنج شکر و حضرت جمال الدین ہانسوی و حضرت نظام الدین محبوب الٰہی
و حضرت مخدوم علی احمد صابر و حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آپکی کوئی کی
تعریف کرے کہ جسکی پیشانی پاک پر وقت انتقال غیب سے بخط عربی عربی زبان میں یہ لکھا گیا مرگیا اللہ
کا دوست اللہ کی محبت میں" آپ کے ملفوظات اور آپ کے پیر حضرت عثمان ہارونی اور آپ کے خلفا
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ اور ان کے صحبت یافتہ غایت درجہ کے متبع
سنت اور اعلیٰ درجہ کے متقی تھے ان حضرات کی نسبت میں شورش عشق ہے ایسے جید بزرگوار کا
کلام نہایت متین و رصین جو ان پڑھے آدمی سے سن لیا کرتے تھے کہ جس کے سننے میں کسی اختلاف
نہیں ہے پس جبکہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا سماع جائز ثابت ہوا تو اس
ہدایت حضرت کے سلسلہ کے جو لوگ غلام ہیں اُن کو چاہیئے کہ اپنے امام الطریقہ اور اُن کے خلفاء کی
تقلید کریں کہ خدا تک پہونچیں اور جس طرح انھوں نے سماع سنا ہے اور جتنے جتنے عرصہ کے بعد سنا ہے
اور جتنی جتنی دیر سنا ہے اور جس مقام قرب حق میں پہنچنے کے بعد سنا ہے اسی طریقہ پر اگر کوئی سنتا
ہے تو سنے لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی کرنا چاہیئے کہ جس قدر ان بزرگوں نے ریاضت اور مجاہدہ
اور ترکِ دنیا کی ہے اسی قدر تم کو بھی کرنا چاہیئے یہ بات انصاف اور عقل سے بالکل بعید ہے کہ
بوقتِ عبادت و غائب بوقت ترکِ دنیا غائب بوقت ریاضت غائب اور بوقت سماع اور وہ بھی امام الطریقہ
رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف غنا میں حاضر امام شریعت کے مقلد خود امام الطریقہ ہیں اور امام الشریعت
کے خلاف کرنے کے وہ خود مجاز نہیں ہیں تو ہم جیسے دنی سے ادنی امام الشریعت کے خلاف کرنے
کا کیا حق رکھتے ہیں اور قرب حق کا کیا خیال کر سکتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے تو بجا اور درست
ہے کہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی — کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست

مجھے خوف ہے کہ اے اعرابی تو کعبہ تک نہ پہنچے — کیونکہ تو جس راستہ پر جا رہا ہے وہ ترکستان جاتا ہے

اگر تم اس طریقہ کے بزرگ عبادت و ریاضت ترک دنیا نہیں کر سکتے ہو تو مت کرو جس قدر تم سے ہو سکے اس قدر کمی کے ساتھ کرو لیکن اسی اندازہ کمی عبادت ریاضت ترک دنیا زہد و ورع و تقویٰ کے ساتھ بھی کمی کے ساتھ سنو اللہ تعالیٰ انہی بزرگوں کے طفیل سے ہم جیسوں کو بھی صراط مستقیم عنایت فرمائے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آپ کی وفات ۱۸ رجب ۶۳۲ھ کو ہوئی

۳۔ مختصر حالات و کلمات حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور مہتمین طریقہ سہروردیہ کے اور حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ہیں جن کے حضرت سعدیؒ جیسے خلیفہ ہوں، ان کی تعریف کیا ہو سکتی ہے آپ کی کتب علم تصوف میں ایک عجیب و غریب اور لاجواب تصنیف ہے جس کو "عوارف" کہتے ہیں یہ کتاب صوفیہ کے لئے گویا دستور العمل ہے اس میں سرار طریقت اور نکات شریعت ہیں گویا رہروان طریقت کے لئے مشعل ہے آپ کے کلمات نصیحت آمیز بہت مختصر اور معنی نہایت وسیع اور مغز شریعت اور جان طریقت ہیں بطریق نمونہ کے صرف دو اشعار لکھے جاتے ہیں جن کو حضرت سعدیؒ نے لکھا ہے،

مرا پیرانہ مے مرشد شہاب — دو اندرز فرمود بر روئے آب

مجھے میرے پیر کامل شہاب الدین نے — دو نصیحتیں کیں نہر و جلسہ پر

یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش — دگر آنکہ بر کیسہ ہیچیں مباش

یہ کہ اپنے اوپر خود بین نہ ہو — دوسرے یہ کہ مال پر حریص نہ ہو

آپ کی وفات غرۃ محرم ۶۳۲ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار شریف بغداد میں ہے۔

۴۔ مختصر حالات و کلمات امام الطریقہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

سطور ذیل میں حضرت خواجہ نقشبند رح: آپ کی پیدائش سے پیشتر اکثر اولیاء اللہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب بخارا شریف میں ایک ایسا بزرگ پیدا ہونے والا ہے کہ اس کے نور سے جہان روشن اور منور ہوگا۔ جس روز آپ پیدا ہوئے اس روز ایک بزرگ اس محلہ میں ہو کر نکلے اور فرمانے لگے جس کے پیدا ہونے کی خبر بزرگ دیتے آئے ہیں، اس کی ولادت ہے۔ کسی نے عرض کیا ایک سید کے ہاں فرزند تولد ہوا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کو لاؤ۔ آپ کو ان کے روبرو پیش کیا گیا انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ جس کی اولیاء اللہ خبر دیتے آئے ہیں، یہ وہی بزرگ ہے۔ اس کے نور سے ایک عالم فیضیاب منور ہوگا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی ولی تھے آپ کو اللہ تعالیٰ نے صفت اجتبیٰ میں سے حصہ عنایت فرمایا تھا۔ بچپن میں ہی آپ سے خرق عادات اور مکشوفات کا اظہار ہونا شروع ہو گیا تھا۔ جب آپ بات کرنے لگے تو آپ نے ایک روز اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ اس گائے کے پیٹ میں بچہ ہے اور اس کے جسم پر فلاں فلاں جگہ پر یہ یہ داغ ہیں آپ کی والدہ ماجدہ یہ سنکر متحیر ہوئیں جب اس گائے کے بچہ پیدا ہوا تو بعینہٖ ویسا ہی پایا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ ایک روز چند اشخاص آپ کے والد ماجد کے مقامات پر دیکھنے کے لئے آئے تھے، جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ ایک روز چند اشخاص یہ تمیز کر رہے تھے کہ بعض اولیاء جسم سے ہوا پر اڑتے ہیں۔ آپ نے ایک زمین میں سے ہتھیلی سے فرمایا "برو باز" یعنی اڑ جا، وہ زمین ہوا پر اڑ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا "بیا" یعنی آ جا، وہ زمین آ گئی۔ اسی طرح چند مرتبہ آپ نے کیا۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا "ایں کمال نیست" یعنی یہ کمال کی بات نہیں ہے۔ ایک روز جنگل میں ہرن چر رہے تھے آپ نے فرمایا "بیائید" یعنی ادھر آؤ، وہ سب ہرن آپ کی آواز

سنتے ہی فوراً حاضر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا بریدہ (یعنی چلو) یہ سنکر سب چل دیئے۔ ایک روز جنگل کی طرف آپ تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ یہ شخص تھے۔ یکایک آپ پر جذب طاری ہوا اور آپ کی زبان مبارک سے اس حالت جذب میں یہ کلمہ نکلا مردہ شو (یعنی مرجا) وہ شخص فوراً مر گیا۔ آپ کو جب جذب سے افاقہ ہوا تو آپ نے اس مردہ کو دیکھ کر نہایت افسوس کیا اور متحیر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور اس کی طرف نگاہ حسرت و افسوس دیکھتے تھے۔ قدرت حق، پھر جذب طاری ہوا اور آپ نے اس حالت جذب میں فرمایا زندہ شو (یعنی زندہ ہو جا) وہ شخص مردہ فوراً زندہ ہو گیا۔ سبحان اللہ ایسی شان والوں کی شان میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

آں دعائے شیخ را نے چوں ہزاں ست ۔۔۔ فانی ست و گفتۂ حق باقی ست

اس شیخ کی دعا مردہ دل کیونکر نہیں ہے ۔۔۔ وہ فانی ہے اور اس کا کہنا فنا کا کہنا ہے

اگر دو بار چہ باشد صد ہزار ۔۔۔ زندہ گردد از فسون آں نفس زیرا

مردہ زاد او را اگر گاہی تو کیا مردہ نیست ۔۔۔ اس بندۂ خاص کے دم عیسیٰ سے زندہ کیا نہیں

آپ کی ذات بابرکات سے ہزاروں کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں کہ جنکے لکھنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے دریکتہ ہیں چند خوارق عادات اور کرامات کے مذکور ہیں ورنہ ادنیٰ ولی اللہ کے کرامات واردات ایک شب کے اس قدر ہوتے ہیں کہ انکے بیان کرنے کو ایک کتاب ضخیم ہونی چاہیئے سب سے زیادہ کرامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ لاکھوں قلوب مردہ کو ذکر حق سے زندہ کر دیا اور ایسا نقش قلوب مومنین پر حضرت خواجہ نے بانداختہ کہ وہ نقش پھر نہ مٹا اور وہ نقش قبر میں ساتھ گیا۔ جملہ اولیاء اللہ کے نزدیک یہ بات متفقہ طور پر مانی گئی ہے کہ کرامت مردہ کو زندہ کرنے سے مردہ دل کو زندہ کرنے کی بہتر ہے۔ کیونکہ اگر مردہ زندہ ہو گیا تو وہ دنیا سے قریب ہو جائیگا اور اس کو موت ہے اور جس کا دل زندہ ہو وہ ہمیشہ قریب ہو اور اس کو موت نہیں

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی کیا تعریف کیجائے : اور کس منہ سے آپ
کی شان بیان کرے : اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان کے خلفاء سے سلسلہ حضرت خواجہ نقشبند
رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
جن کی نسبت توجہ سے انہائی مدارج کمال کو پہنچے ۔ اور صورت و شکل و لباس اور نقشہ
جسم پیدا کرنا حضرت خواجہ جیسا ہو گیا ۔ یہ سب کمالات اور برکات حضرت خواجہ باقی باللہ کا
فیضان اور کمال حضرت خواجہ نقشبند کا ہے ۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ حضرت خواجہ نقشبند سے
کوئی دریافت کرتا کہ کونسی چیز آپ کو خدا تک پہنچی تو آپ فرماتے کہ کوتہ دستی باقی کہ کر
لیگیا ۔ آپ سیدھے سادے کپڑے پہنے ہوئے تھے ۔ اور ان پر کوئی نقش و نگار نہایت خوبصورت ۔ اور نفیس نہ ہوتے تھے ۔ کہ وہ کبھی نہ مٹتے تھے ۔ اور نہ ان پر میل آتی
تھے ۔ اسی طرح یاد حق کا نقش دل پر تھا کہ وہ کبھی زائل ہونے والا نہ تھا ۔ اسی واسطے اس سلسلہ کا
نام نقشبندیہ جاری ہوا ۔ آپ کی کرامات کشف و کرامات کیا کہنی ہیں ۔ بس یہی شرف حضرت
سعدی کافی ہے کہ آپ کی کرامات کے واسطے کافی ہے ۔

بخندہ غنچہ دلم وا شد و سعدی بشناس ۔ بیر دانشہ مستقی و دریا ہمچناں باقی

ان کی خوبیوں کی کوئی انتہا نہ سعدی کے قلم کا چشمہ کہاں تک بہہ سکتا ہے ۔ دریا جتنا بہے اور دریا ویسا کا ویسا ہی باقی رہتا ہے
ان چاروں مذہبی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا حال تحریر سے بہتر تبرک کچھ نہیں ہے ۔ کہ یہ کتاب
ان کے صدقہ سے نورانی اور مقبول ہو جائے ۔ ورنہ ان کے حالات اور کمالات کا کون احاطہ کر سکتا ہے
کون ان کے مراتب قرب اور درجات تک پہنچ سکتا ہے ان بزرگواروں کے قرب اور مرتبہ کا حال
اتنا ہی سمجھنا کافی ہے کہ جس ذات

نے اُن کو رب تک پہنچایا، اور اُن کی اتباع کی وجہ سے انھوں نے یہ مرتبہ پایا۔ یہ چاروں بزرگوار اپنی اپنی شان میں یکتا و بے مثال ہیں، اور اس مصرعہ کے بالکل مصداق ہیں ع

"ہر گلے را رنگ و بوئے دیگرست" رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ محرم ۷۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۳ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ میں بروز دوشنبہ وفات پائی۔ مزار شریف آپ کا شہر بخارا میں ہے۔ اشعار چند در وصف خواجہ نقشبند۔ از غلام خواجہ نقشبند فقیر محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی،

حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ — قاسم رحمت، رفیق و دردمند

حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ، جو خدا کی رحمت کے تقسیم کرنے والے اور مہربان و ہمدرد

پیشوا و رہنمائے عارفاں — نکتہ سنج و واقف راز نہاں

وہ عارفوں کے رہنما اور پیشوا ہیں — اور راز کی باتیں جاننے والے ہیں

نور قلب مصطفےٰ برداشتند — بر قلوب مومناں انباشتند

انھوں نے نبی کریم صلعم سے نور حاصل کر کے — مومنوں کے دلوں کو اس سے منور کیا،

صد ہزاراں دل سیہ نفس اسیر — از نگہ خواجہ شدند بدر منیر!

لاکھوں سیاہ اور دنیا دار دل — اُن کی ایک نظر سے روشن و منور ہو گئے

واقف راز شریعت ہم طریق — دستگیر بیکساں مسکین غریب

وہ شریعت اور طریقت کے راز سے خوب واقف — اور گنہگاروں اور بیکسوں کے مددگار ہیں

آں طریق از لطف حق آوردہ اند — در لمحہ صد سالہ رہ طے کردہ اند!

یہ طریقہ نقشبندیہ کو خدائے تعالیٰ کے فضل سے عجب طرح پر انھوں نے ہزاروں برس کا راستہ ایک لمحہ میں طے کیا ہے!

تا بہ کہ خاص رب دو جہاں — سالکاں را می برند از رہ نہاں

وہ پروردگار کی طرف · طالبانِ حق کو پوشیدہ راستوں سے لیجاتے ہیں

نورِ عرفاں در قلوب انداختند خیالِ ناقص از دلاں برداشتند

اُنھوں نے دلوں میں معرفت کا نور بخشا اور مومنوں کے دل برے خیالات سے پاک کردیے

از وجودِ شاں منوّر شد جہاں ملکِ روم و شام و چین و ہندوستاں

ان کے وجودِ پاک سے ملک روم شام، چین و ہندوستان بلکہ سارا جہان روشن ہوگیا

صد ہزاراں قطب و اوتاد و نجیب صاحبِ ارشاد بودند و عجیب!

ان کی وجہ سے لاکھوں اولیائے خدمت اور اولیائے ارشاد ہوئے

ہر تجلی نفسِ خلاق از بہرِ آں کردہ حق خلق زمین و آسماں

یہ سب کمالات خدا نے اُن کو اپنے نفس سے عطا فرمائے

یک توجہ خواجہ کافی می شود بہتر از صد چلہ و جد و جہد

ان کی یک توجہ سو چلوں اور ریاضتوں سے بہتر ہے،

روحِ اقدس خواجہ محبوبِ خدا می کند مجذوب و تابعِ مصطفےٰ

ان کی روحِ پاک خدا اور رسول کی طرف کھینچتی ہے،

از زباں چوں خواجہ صادر شد سخن زندہ مردہ مردہ زندہ شد چو تن

ان کی زبان سے جو کچھ نکلا وہی ہوگیا مردہ زندہ ہوگیا اور زندہ مردہ ہوگیا

حکم چوں در نفس و در آفاق راند بر ہوا پرواز کرد و آں زماں

جب اُنھوں نے زمین کو حکم دیا تو وہ ہوا پر اُڑنے لگا!

چونکہ ذاتِ او ز نقصاں شد کمال خاصۂ احمد و خاصہ ذوالجلال

کیونکہ وہ ذات نقص سے کمال میں

کی ذات سے جتنا کمال کیوں نہ ہو؟ کیونکہ وہ احمد اور اس کے حبیب قبول ہیں

مولانا رومیؒ نے اپنی مثنوی میں سچ کہا ہے

آں وصاتے کرنے چوں ہر زناست فانیست و نقشہ آنست نے سست

ہر بزرگی را وصاتے کردہ ہیں وصف آں جملہ بہ ما ہم کردہ ہیں

کے تواند مدح خواجہ نقشبند وصف آں جملہ بہ ما ہم کردہ ہیں

جن کی تعریف میں کیے کرتا ہوں جن کی توصیف بن و انسان رشک کیا کرتے ہیں

ہوش ایں ست از خواجہ نقشبند ہر ہدایت کن فیضے ہست

حضرت خواجہ نقشبند یہ جناب کہ خود محمد ہدایت ہی پر نظر کرم فرمائیے

نقش آں خواہم کہ وقتے جاں رود نے رود از دل نہ شیطاں او برد

یہ ہے نقش جو بتا ہوں کہ وقت تک دل سے نہ مٹے۔ اور نہ اس کو شیطان بہکا سکے

ہر سبک دستے گماں زشتے دہی ہر سبک فرصت نگہ لطفے کنی

نیست کس را گاہ کہ کس را بہ تیر شست بر دل ہا ست پیکانش نظر

آرزو دارم کہ در روز حساب نقش خواجہ در برم چوں آفتاب

یہی ہے آرزو ہے کہ قیامت کے دن خواجہ نقشبند کی نعلین پاک کے نیچے ہوں

گر شود نعلین خواجہ زیر سرم بے شبہ زنقش حق جنت برم

گر نظر کیمیا اثر باشد خاک مس را طلا دہد زر شد

اسم خود سائل و مسئلت اش ہم اسم خود سائل و مسئلت اش ہم

سنبل و نسترن کی و سوسن و خط در ریاض جناں و بستان و باغ

پس بکار آید ترا ایں نقش و بس ز بہر ست ہمہ نقش ہا نقش خسیس

فصل چہارم حضرات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

حضرات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل و مناقب

آپ کی ذات بابرکات امت کی ماؤں میں ایک خصوصی مرتبہ رکھتی ہے جس کا تقاضا آپ سے

[illegible] نہیں کر سکتے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرات ازواج

[illegible] رہتی ہیں اور آپ کا امت پر بڑا احسان ہے

کہ اس کا [illegible] اور آپ کا شکریہ ادا کرنا امت کی سعادت ہے [illegible]

[illegible] ہے [illegible] اور [illegible] ہے [illegible]

[illegible] ہر زمانہ میں کئی کئی ہزار [illegible] اور [illegible] ہر [illegible]

[illegible] سو برس سے کروڑوں زنانیں [illegible] جانتا کہ وہ اپنے [illegible]

اور دل [illegible] کو [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] اور [illegible]

[illegible] اور [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] ہے [illegible]

[illegible] ہے [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] اور [illegible]

[illegible] ہے [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] اور [illegible]

موسیٰ و حضرت عیسیٰ و حضرت محمد رسول اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین نبی اولوالعزم ہیں اب جبکہ
نبوت ختم ہو چکی تو حضور صلعم کے بعد نبی کا ہونا تو موقوف ہو گیا لیکن بموجب سنت اللہ ہر زمانہ میں بجائے نبیوں
کے ولی ربانی و علمائے حقانی خلق کو ہدایت کرنے پر مامور ہیں۔ اور بجائے نبی مرسل کے ہر صدی
پر ولی اکمل مجدد صدی ہوتا ہے۔ اور ہر ہزار سال پر بندہ اخص الخواص بجائے نبی اولوالعزم کے آتا
جاتا ہے لہذا امت میں مجدد صدی اولیا تو بہت سے ہو گئے اور انشاء اللہ ہوتے رہینگے مگر مجدد الف
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفت ہے جیسے نبی اولوالعزم
نئے احکام نئی شریعت لایا کرتے تھے ویسے ہی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جدید
معارف جدیدہ اسرار جدیدہ لدنیہ مقامات علم تصوف میں فرمائے ہیں جو زمانہ نبوت کے بعد اور آپ کے زمانہ
تک کسی بزرگ سے ثابت نہیں یہی وجہ اور دلیل بیّن آپ کے مجدد الف ہونے کی ہے آپ کے
مکتوبات شریف امت کے واسطے رہبر و رہنما کا کام نمد شریعت و طریقت میں دیتے ہیں اور جو جو
خرابیاں علم تصوف میں اور جو برتاؤ اور بدعات شریعت کے خلاف زمانہ اکبر بادشاہ میں پیدا ہو گئی
تھیں وہ آپ کے وجود باجود کے ظاہر ہونے پر دور ہو گئیں۔ آپ نے ان شریعت اور طریقت
کی خرابیوں کو جو شریعت اور طریقت میں لوگوں نے شامل کر دی تھیں۔ براہین شریعت سے
اور اثرات نور باطن سے بفضلہ تعالیٰ دور کر دیا۔ اور جو جو معارف جدید آپ نے فرمائے جنہیں بڑے بڑے
اولیا اسکی فہم میں حیران رہ گئے مگر آپ نے اپنے قلب کو جن معارف کی خبر دی تھی انہیں اوپنچا دیا
اور ان حالات کا مشاہدہ کرا دیا کہ جسکی تصدیق ہزاروں صلحا و علمائے مجددیہ نے کی انہی وجوہ
سے آپ کو مجدد کہا جاتا ہے۔ آپ کی ذات مبارک وہ ذات ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنے رشد حضرت خواجہ محمد اکملی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ اس الف ثانی میں ایک بزرگ بندہ خدا
ہونیوالا ہے کہ جسکی بزرگ خبر دیتے آئے ہیں۔ زہے قسمت اسے پائے کہ جس کو ایسا مرید و حضرت خواجہ

باقی بندہ رحمۃ اللہ علیہ حسب ارشاد اپنے مرشد کے اور موجب اشارہ باطنی ہمت اس بندہ خدا کی
ہندوستان میں آنے کی نیت لائے، وہی میں یہ فرمایا اور حضرت خواجہ کے خرق عادت اور کثرت
عبادت کی شہرت دہلی تک ہوئی اور آپ کے روگرد ہزاروں طالب جمع ہو گئے، جس کی تاب میں
آپ تھے، وہ بھی تک آپ کو خبر نہ تھی، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں سرہند
شریف سے بقصد حج دہلی تشریف لائے، اور آپ حضرت خواجہ کی شہرت سن کر حضرت خواجہ کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست بیعت سلسلہ نقشبندیہ کی، حضرت خواجہ نے باطن سے جان گئے
کہ یہ جس کی تلاش میں آیا ہوں وہ یہی ہے، بلا توقف درخواست بیعت قبول فرما کر بیعت کر لیا
اور چند روز توجہ مبارک میں رکھ کر حضرت طریقہ نقشبندیہ کی عطا فرمائی، اور لوگوں کے بیعت کرنے
سے منع فرمایا، اور تمام خلفاء اور مریدوں کو ہدایت فرمائی کہ میاں شیخ احمد کے پاس جاؤ
اور فیض باطن حاصل کرو، اور ان کی صحبت میں رہو، اب میرا ایسے شخص کے سامنے بیعت کرنا،
مناسب نہیں، ہندوستان میں آنے کا مقصد میرا ان کی تربیت تھی، حضرت خواجہ کے چند خدام
اور خلفاء نے کہا اختیار کیا کہ آپ کو چھوڑ کر ان کی خدمت میں جانا مناسب نہیں، آپ نے ان کے
جواب میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میاں شیخ احمد آفتاب ہے اور ہم ستارے ہیں
گہرا ہے یعنی شیخ احمد آفتاب ہیں اور ہم مثل ستاروں کے انکی روشنی میں گم ہیں، پس اس ارشاد
حضرت خواجہ سے شان حضرت مجدد الف ثانی کی بہ شخص دریافت کر سکتا ہے، وہ حضرت خواجہ باقی
کہ جن کی ایک توجہ سے انسان جیسا عالم اولی علی درجہ کا ولی کامل بنتا ہے اور انکی شکل و صورت
ولباس تک حضرت خواجہ کا سا ہو جاتا ہے، تعجب ہے کہ لوگ ایسے بزرگ کی نسبت یہ کہیں کہ حضرت
خواجہ کون ہیں اور انکی کون سی بزرگی ہے، ہم تو ایسا سمجھتے ہیں کہ ولی ہونا ثابت نہیں
ہوتا ولی، ہاں کسی کی توجہ سے ولی تو ہو جاتے ہیں، لیکن کم درجہ کا ولی، اپنے جیسا ولی

[illegible] توجہ نہیں ہوا۔ یہ خصوصی کمال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کا تھا۔ قادر نے ہمکو کیا کیا اور ہزاروں خرق عادت و تصرفات اور کرامات و مکشوفات حضرت خواجہ سے ظاہر ہوئی ہیں جو خلق سے پوشیدہ نہیں ہیں مگر جو اس قدر کمل ہو نسبت شیخ کی تعریف سن کر رشک مرید میں نکلے اور پھر اس مطلوب کو پا کر کہاں پہنچا اور پھر یہ فرمانا کہ شیخ حمد آفتاب ہے اور ہم جیسے مثل ستاروں کے ہیں جیسے آفتاب کی روشنی میں وہ ستارے چھپ جاتے ہیں اسی طرح شیخ احمد کے آفتاب نور ہدایت و فیضان میں ہم چھپ گئے ہیں یہ شان تابعین شیخ ہوسکتی ہے ایسے ہوں، مرید ہوں تو ایسے ہوں۔ پس اس ارشاد حضرت خواجہ سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ عالی کا پتہ ہر شخص لگا سکتا ہے۔ آپ نہایت درجہ کے متبع سنت اور عالم باعمل تھے اور نہایت درجہ کے تقی تھے اور تمام مخلوق میں یہ دو صفتیں پسندیدہ خدا ہیں اور اس شعر کے مصداق تھے

خوبی و شکل و شمائل ز کمالت و سکنت ۔۔۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ فرماتے ہیں کہ جس قدر یہ سلسلہ میں حصہ تک مرید ہوئے اللہ تعالیٰ نے بگون کشف کے درصورت درجہ سکونت دکھلا دی ہے اور یہ بھی بارہا ہوا ہے کہ شیخ نے جس کسی کو واسطہ پکڑنے تیری ذات کے ساتھ ہم نے اس کو بخشدیا۔ کسی کو آپ کے حالات لکھتے ہوئے آپ کے حالات میں لکھی گئی ہیں ان کو دیکھ لیجئے۔ میں جناب کے ان مختصر حالات میں کیا حال لکھوں رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے کلمات نصیحت آمیز و ضروری

آپ کا ہر ہر بیت حق گو ہے۔ اپنے ہر آپ کو اس وقت اور ہر حال میں کتاب و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطابقت کرنا چاہیئے۔ اگر خواب میں وہ حال ظاہر ہو اگر خواب ہو، دل میں شیطان کا وسوسہ ہو، اس کو چھوڑنا چاہیئے۔ صدق کی ذات

وراء الوراء اور پھر وہ ۔ لور ادب کسی کا خیال اور گمان اور کشف اور ادراک تک پہنچ سکتا ہے
نہ اسکا احاطہ کر سکتا ہے ۔ طریقہ نقشبندیہ کا اصول نہایت آسان ہے ۔ اور خدا تک جلد پہنچانے
والا ہے ۔ کام و کامدار دل پر ہے ۔ اگر دل حق تعالیٰ کے غیر سے گرفتار ہے تو خراب و اجڑا ہے ۔
صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کچھ نہیں ہو سکتا ۔ اور یہ اعمال صالح بدنی جن کا شریعت
نے حکم دیا ہے ۔ دنیوی سلامتی دل کا ذریعہ ہے ۔ علم و عمل شریعت سے حاصل ہوتے ہیں ۔ اور
خدا تک کا حاصل ہونا طریق صوفیہ پر منحصر ہے ۔ کہ جو علم و عمل کی روح ہے ۔ دل کی سلامتی بغیر
پیروی اللہ نبیہ نہیں ہو سکتی ۔ تمام سعادتوں کا سرچشمہ سنت کی تابعداری ہے ۔ اور تمام مفسدوں
کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے ۔ فقراء کی خاکروبی دولتمندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے ۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمی ہوئی ۔ اور دیدار حق آنکھوں سے ہوا ۔ فقراء کی محبت اور صحبت
ضروری ہے ۔ جس نے اولیاء اللہ کو پہچانا ۔ اس نے خدا کو پالیا ۔ جو مرنے سے پہلے نہ مرا اسی پر
موت آئی ہے ۔ اور جو مرنے سے پہلے مر گیا اس کا مرنا اس کے لئے باعث خوشی ۔ اور اوروں کے لئے
باعث غم ہے ۔ منزل منزل صرف اس لئے ہیں کہ ایمان حقیقی نصیب ہو جائے ۔ توبہ اور سکوت کو
لازم پکڑے ۔ اور موت اور قبر کو روبرو رکھے ۔ نیک بات دوستوں کو پہنچا دے اور مخالفوں سے بحث
مت کرے کہ بحث سب بڑا گناہ دل آزاری ہے ۔ خواہ مومن کی ہو یا کافر کی ۔ علمائے سلف
پر طعن کرنے والا گمراہ اور بدعتی ہے ۔ بزرگوں کے تذکرہ کے معنی خود شریعت مراد لینا ایک دو
اور زندقہ ہے ۔ ہر شخص کو جو جہان میں ہے اپنے سے بہتر جاننا ہوں ۔ دولتمندوں کی صحبت
زہر قاتل اور آخرت کی موت ہے ۔ فضولیات کاموں کی شغل حق تعالیٰ سے روگردانی کی علامت
ہے ۔ اور فضولیوں کی جڑ شہوت کی مخالفت ہے ۔ اور دونوں ایک زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا
ہے ۔ جو فضول ہو شغل دنیا سے لگی ہوئی ہے ۔ اور مردہ ہوتا ہے ۔ جو کہ اپنے

آپ کو حسین کتے سے بھی بہتر جانتا ہے، وہ بزرگوں کی کرامت سے محروم ہے، اولیاء اللہ کی نظر دوا ہے اور کلام شفا ہے، اور صحبت سراپا نور، نقشبندی وہ ہے جو اپنی زبان ہر وقت ذکر حق سے تر رکھے، جس شخص کو حرص کی بیماری ہو اس کو چاہیئے کہ قبرستان میں چلا جائے اور فراموں پر غور کرے ان سے معلوم ہوگا کہ دنیا کی کل کوششوں کا نتیجہ کیا ہوتا ہے، کبھی اس کا مکان ہی وہاں ہوگا، تھوڑی سی مٹی چادر کا کام دے گی، اور تھوڑی سی مٹی اس کا تکیہ بنے گی، بزرگوں کی بے ادبی ادبار کا پیش خیمہ ہے۔

پیدائش آپ کی ۱۴ شوال ۱۰۳۱ھ یوم جمعہ بوقت نصف شب ہوئی اور وفات آپ کی ۲۷ صفر ۱۰۳۴ھ کو ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مختصر حالات و کمالات حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں خاص خلفاء میں گزرے ہیں ان جناب کے اور آپ کے خلفاء جیسے حضرت غلام علیؒ صاحب وحضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی۔ وحضرت نعیم اللہ صاحب بہرائچی وغیرہم سے نور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بہت پھیلا ہے۔ آپ عالم متبحر ہیں۔ آپ نے بڑے بڑے پیچیدہ مسائل پانی کثیر العلمی اور نور فراست سے اپنے مکتوبات میں حل فرمائے ہیں جن کو اہل علم پڑھ کر آپ کے تبحر علمی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کا زمانہ ایک سا ہے وحضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اور آپ نے ایک استاد سے پڑھا ہے اور اس زمانہ میں دلی میں بڑے بڑے بزرگ صاحب کمال تھے جیسے حضرت خواجہ محمد زبیر وحضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب، حضرت سید نور محمد بدایونی۔ وحضرت شاہ گلشن وحضرت شاہ عبدالغنی کرمانی

آپ کے کلمات طیبات

پنجم حدیث قرآن شریف اور حدیث شریف سے ہو۔ اگر موافق ہے تو اس کو قبول کرنیکے قابل جانو
پندرہ: التزام عقیدہ اہلسنت والجماعت حدیث و فقہ آموزد در صحبت علماء ثواب اخروی
اور اگر خلاف ہو تو قابل قبول سمجھو لزوم کے ساتھ عقیدہ اہلسنت و جماعت حدیث و فقہ سیکھو اور عاملوں
شانزدہ: عمل بہ حدیث مواظبت کن۔ اگر می توانی دواے کاہے بعمل آرتا از نوراں محروم نمانی
کہ بعبادت میں آخرت کا ثواب حاصل کرنے میں حدیث پر دوام و ہمیشگی کرو اگر عبادت ہوتے ورنہ کچھ
عمل بنیت تباع حبیب خدا بمحض بہ رضائے مولا اختیار کن دول را از اغراض پر دوہاں نیز
اس پر قیاس کرو کہ تو اس کے نور سے محروم نہ رہے اپنا عمل اتباع رسول کریم صلعم بمحض خوشنودی حق کے
کن۔ غرض جمیعت کہ آزاد و مخرش بیج آری۔ استقامت از کیست؟ کہ آنرا بخود منسوب
نہ کنند کہ دوستوں کی خدمت اور غرض سے بیزار اور دور رکھتے ہیں کہ ہم کہ تو سکونت کرد
بنا اتنی بات وظیفہ صفائی وقت بست آرکہ سرمایہ درویشی افتد صفائی است از اسباب دنیا
اس کے بعد بات ہمت ہے۔ استقامت کس کی بات ہے؟ جس کو تو اپنی طرف منسوب کرتا ہے
پچیسویں نکتہ یہ ہے کہ اس مرد دنیا کو روز حساب درقیامت در عبادت و ذکر خدا خود را گرم ساز
اس کے بعد بات ہمت کی ہے کہ قیامت کی پوچھ گچھ کی دولت حاصل ہو۔ دنیا کے اسباب جمع کرنے
میں اور بیٹھ رہنے میں بات ہمت شناخت رسوخ حقیقت نہیں ہے۔ رزق تو ہمارے ذمہ ہے
یہ کہنا کہ ہمت تیرے گردن پر ہے پڑھنا یعنی حساب نہ ہوگا۔ ذکر خدا اور عبادت میں اپنے کو مشغول
رکھو
محبوب رب خدا در حضور پیر التفات بخیر منہ۔ و در صحبت او بر نوافل طاعت
کہ کامل ہو بہت ہے کہ بہت ہے کو نہ پہچانا کہ خدا کے دوستوں کی دوستی قرب خدا تک
پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اور بہت ہے کہ نوافل پڑھنا اور اندیشہ انتہا نہیں ہے

دہوی وشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم حضرات بھی فاتحہ عرس کیا کرتے تھے، ورکتاب فضل

اکبیں میں شاہ ولی اللہ صاحب نے اثبات عرس کیا ہے، چنانچہ حضرت مرزا صاحب شہید

رحمۃ اللہ علیہ کتاب "معمولات مظہریہ" میں بصفحہ ۱۲۱ مطبوعہ نظامی کانپوری فرماتے ہیں:

"برسمیات عرفی از عرس مقید نباید شد کہ در ارتکاب آں شناعت بسیار است

و در عرس کی مروجہ رسموں کا پابند نہ ہونا چاہیئے۔ اس لیئے کہ ایسا کرنے میں بہت برائی ہے

یک التزام مخالف حضرات ایں طریقہ کہ از قید رسمیات خارج است و استلزام سوال از

ایک اس طریقہ کے حضرت کے خلاف کرنا کہ جو رسموں کی قید سے خارج ہوا ہے خیرات و نذر و نیاز وغیرہ

خیر و فروش وغیرہ۔ سوم لزوم اسراف در اخراجات روشنی و چراغاں۔ چہارم تضییع

لازمی طور پر فضول خرچی کا ہونا۔ روشنی و چراغاں کے خرچ میں، چوتھے تضییع وقت کہ جس کا خیال کرنا

اوقات کہ محافظت آں ضرور است، پنجم کفایت مردم از نشیب و فراز مجالس و مشہور

ضروری ہے، پانچویں لوگوں کی کفایت جس کی تیسرے اور چوتھے اور مرتبوں کے خیال کرنے میں کوتاہی لوگوں

در اتیہ و حفظ مراتب ز کثرت ازدحام، ششم در استمرار ایں رسمیات گاہ ارتکاب استقرض

کے ہجوم کی وجہ سے، چھٹے کبھی ان رسموں کے ہمیشہ جاری رکھنے میں سودی روپیہ قرض لینا پڑتا ہے

ز سود کی شود کہ آں در شریعت حرام است، زیرا کہ در زمانہ پر فتنہ

جو کہ شریعت میں حرام ہے، اس لیئے کہ اس زمانہ میں جو کہ پر آشوب ہے نقدیوں کا ذخیرہ

اسباب معاش فقرا ہمواری بر نہج تساوی نہ، و ترک عادت در رسوم ہیں بر ایشاں متعذر

یکساں بر نہج پر نہیں ہے اور ان پر عادت چھوڑنا اور عرس کی رسموں کا ترک کرنا بہت مشکل ہے زیادہ

دشوار است، بنا بر انہا ار محتاج بقرض شدہ رسد بجائی آرند، ہشتم نیاز غیر مشروب قبول

ہوتے ہیں کہ ان کو پورا کرنے کیلئے قرض لینے کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور رسم پوری کرتے ہیں

نخواہد آنرا وزیرا کہ ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب

ساتویں ناجائز نیاز قبول نہیں ہوتی، کیونکہ بیشک خدائے تعالیٰ پاک ہے قبول نہیں فرماتا مگر پاک چیز۔

نیز در حدیث آمدہ صدقہ کہ در راہ خدائے تعالیٰ دادہ می شود۔ اوّل در دست

اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ جو صدقہ خدا کے راستہ میں دیا جاتا ہے پہلے اللہ

حق سبحانہ تعالیٰ می افتد بعد ازاں بدست آں مسکین۔ پس ایں چنیں نیاز سزاوار جناب

کے ہاتھ میں جاتا ہے اس کے بعد اس مسکین کے ہاتھ میں جاتا ہے پس ایسی نیاز کیونکر خدائے تعالیٰ

قدس و تعالیٰ چگونہ باشد۔ ثواب آں بآں بزرگ برسد۔ از اینجاست کہ معمول حضرت

ایشاں بودہ کہ ثواب آں بزرگ کہ پیچ میدہند ایں وجہ است کہ حضرت شیخ احضرت محمد عابد سنامی

شیخ احضرت محمد عابد سنامی، در عرس مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آبدون چنیں بود کہ بروز عرس

کہ مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عرس میں یہ معمول تھا کہ عرس کے دن آپ کبھی گھر میں فرمایا کرتے

گاہ در خانہ می گفتند کہ امروز قدرے در طعام معمول اضافہ باید کرد و از یاراں ہر کہ در خدمت

تھے کہ آج کھانے میں کچھ معمول سے زیادہ اضافہ کر دیا جائے۔ اور جو خدام اس مجلس آپ کی خدمت

شریف حاضر ہوئی شد، می فرمودند کہ امروز چیزے ہمیں جا تناول نمایند و چوں تغیر عادت طعام

میں ہو جاتا آپ ان سے فرماتے کہ آج کیا کھایا تھا۔ اور چونکہ فقیر کی عادت بازگشت

بزیارت دو ماہ یا چہار بروز عرس یک دو پیر اشیرینی زیارت طلبیدہ۔ بیاران حاضر تقسیم می کن

کرانے کی ہے۔ اس لیے عرس کے دن بزیارت یک روپیہ کی مٹھائی منگوا کر احباب کو تقسیم کر دیتا ہے

و انچہ فتوح زر نقد نیاز حضرت می رسد بخدمت پیر زادہ می دہد و باگاہ حق تعالیٰ نمی دارد

اور جو کچھ نقد روپیہ نیاز کا حضرت پیر زادہ کو دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو کچھ نہیں دیتا

باز خفی ناں رسیدہ زیرا کہ [illegible] و حمیت آنست مذکورہ نخواہد

ہوں اس لئے کہ یہ طریقہ دکھاوے اور نام اور برائیوں سے اور حرام و فیہ باتوں سے محفوظ ہے اور

ونیز ازیں بہتر ہے کہ ہمیشہ فرمودند کہ زیارت اگرچہ قلیل باشد در نیاز نفع است بہ اتب

ہیں وجہ ہے کہ وزارت فرماتے تھے کہ اگر چہ تھوڑا پیسہ ہو لیکن نیاز میں زیادہ نفع و ثواب

از غیر آں وحوائج کثیرہ بآں سرانجام می شود و از اقسام خدمات خدمت بنی نوع است

ہے اور چیزوں سے بہت سی ضروریات آسانی سے پوری ہوتی ہیں اور خدمت کی قسموں میں نفع

و سبقت بوصول راحت بدل۔

رسانی کے سب سے زیادہ بہتر ہونے میں بہت سے [illegible] دل کو راحت پہنچانے سے۔

اور حضرت خواجہ علی شاہ صاحب [illegible] کے اسباب ذکر فرماتے تھے کہ آسانی

چہ رجب روز عرس خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور حضرت

شاہ صاحب نے بہت پہلے حضرت خواجہ صاحب کے عرس کے دن فرمایا کہ آج حضرت خواجہ کے

یوم عرس ہے اور حافظ کو حکم دیا کہ آیت پڑھو اور حضرت خواجہ کی روح مبارک کو ثواب

بخشو۔ غریب غربا اور تمام بزرگان سلسلہ عرس نہایت سادگی سے منایا کرتے تھے۔ کثرت روشنی

فرش فروش تکلفات نہیں کیا کرتے تھے۔ صرف صاحب لوگ جمع ہو کر کثرت تلاوت قرآن مجید

کثرت کلمہ شریف، کثرت درود شریف، کثرت ذکر و فکر، کثرت خیرات کیا کرتے تھے۔ غرض

فرض یا واجب یا سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ مستحب ہے یا جو زینت لیکن ایسے لوگوں کا عرس میں شریک

کرکے شریک ہو یا عرس کرنا جائز بلکہ واجب ہے کہ ان کی نام آوری کے واسطے عرس نہ ہوں تو

والدین یا اہل و عیال کا تجہیز و تکفین کرنا یا سوال روپیہ لے کر عرس کرنا یا عرس کرنا

جو شہرت کا عرس ہو حالانکہ [illegible] کے واسطے جائز ہیں یا اس سے عرس فرض نہ سمجھے

کرنا یہ سب صورتیں تکلیف کو واجب نہ جاننے کی ہیں [illegible] اور مضمون جائز ہے

۳۔ مختصر حالات و ارشادات حضرت غلام غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ صاحب حضرت مرزا صاحب کے نواسہ تھے اور آپ کی پیدائش [illegible] مبارک سے ورثہ میں پائی تھی۔ آپ کے بڑے بڑے خلفاء کا قبول [illegible] فرمودہ کرو۔ آپ کے خلفاء میں جن کی ذات سے تمام ملک کو [illegible] وہ کھلی ملنے حق و صدق تھے ہوئے۔ ورانی کے نام مبارک پر سلسلہ خالدیہ میں ملک [illegible] مشہور و معروف ہے۔ یہ حضرت وہ ہیں یعنی حضرت خواجہ غلام غوث شاہ صاحب [illegible] سے ولیسے کبیر۔ درشور رسول پاک کی زیارت ہوا کرتی تھی۔ اور جنہوں نے زیارت [illegible] کرامتیں جن کی حقیقت کو وہ خوب جانتے ہیں۔ ان کی آخری [illegible] بیعت خوب [illegible] ہیں۔ جو اب بھی [illegible] شاہ صاحب سے شروع ہوتا ہے

آپ کے کلمات

[illegible]

لطف زبر زیر سے پیش آوے، اس سبق سے یہ مطلب ہے کہ تیرے دماغ میں جو کبر مثل زبر کے ہو، اسکو چھوڑ دے مثل زیر کے اپنے کو پست کر تاکہ خدا تجھ کو مثل پیش کے سب سے بلند مرتبہ کردے۔ طالب ذوق و شوق و کشف و کرامت طالب خدا نہیں ہے جو شخص مخدوم ہونا چاہے وہ مرشد کی خدمت کرے۔ کھانے میں یک حصہ نفس ہے اور ایک حق نفس۔ حصہ نفس لطیف و فربہ کند، و خوب کند، و حق نفس اس قدر کھانا ہے کہ جس کی قوت سے نماز اور سنن ادا کرسکے۔

حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات تھے، لیکن ہر وقت مناسب اور اس زمانے کے اس کمال کا اظہار خاص امت میں ہوا ہے، جو کمال کہ حضور کے جسم اطہر سے مناسبت رکھتا ہے، جیسے بھوکا رہنا، مداومت کرنا، عبادت کثرت سے کرنا، یہ کمال صحابہ کرام میں جلوہ گر ہوا۔ اور جو کمال حضور کے قلب منور سے مناسبت رکھتا ہے، جیسے استغراق، بیخودی، وجد، ذوق، شوق، آہ، نعرہ، اسرار توحید وجودی، یہ زبان جنید بغدادی و بایزید بسطامی سے ظاہر ہوا۔ اور جو کمال لطیفہ نفس حضور سے تعلق رکھتا ہے، جیسے اضمحلال و استہلاک، اسکا ظہور خانہ خسرت خواجہ نقشبند سے ہوا۔ اور جو کمال کہ اسم شریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتا ہے اسکا ظہور و بروز حضرت مجدد الف ثانی سے ہوا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ جیسے طلب رزق حلال فرض ہے، مگر مستحب ترک حلال فرض ہے، عارفوں پر۔ شب کو بھوکا رہنا درویشوں کی معراج ہے۔ جو شخص ذبح ہوا اخوند بش، بروز کلب بندہ خدا ہو۔ خطرات مرتبہ ولایت میں مضر ہیں۔ کمال نبوت میں مضر نہیں ہوتے۔ وہ چار طرح کے ہیں۔ مرد، مرد، جوانمرد، فرد، طالب، نیاز مرد، طالب عشق، مرد، طالب وصول، جوانمرد، طالب ہوئی، فرد۔ اولیا تین قسم کے ہیں۔ صاحب کشف، صاحب ادراک، واجب جہل۔ سالک شرع حال قلب میں عبادت نافلہ نہ کرے صرف فرائض و واجبات میں مشغول ہو کہ

کرے، بقیہ سب وقت ذکر و فکر قلب میں گزارے، طریقہ مجددیہ میں فیض چار واسطہ کا جاری ہے نقشبندی قادری چشتی سہروردی، لیکن نقشبندی غالب ہے۔ پیدائش آپ کی ۱۱۵۸ھ کو ہوئی اور انتقال آپ کا ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ کو ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ قبر شریف دہلی میں ہے۔

۴۔ مختصر حالات و ارشادات حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نہایت درجہ کے متقی اور اعلیٰ درجہ کے عالم تھے اکثر صوفی لوگ اکثر صوفی عالم علم شریعت کا جانتے ہیں، درویش اور علم باطن کا عالم نہیں جانتے یہ حضرت قاضی صاحب مرزا صاحب کے جن خاندان میں سے ہیں، اور یہی نہیں بلکہ آپ کے نانا جد مقامات کمالات نبوت سے اور ابیہ صاحب ولایت کبریٰ سے مشرف ہیں ان کا تمام گھر گھرانا عالم اور درویش ہے۔ یہ قاضی صاحب اس درجہ کے بندہ خاص ہیں کہ ان کی تعظیم کو فرشتے اترا کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب حضرت قاضی صاحب سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ قاضی صاحب ہم کبھی کبھی قرب ہو کہ جب ہم آتے ہیں تو فرشتے تمہاری تعظیم کو اٹھتے ہیں اور تم سے فیض کو جگہ خالی کرتے ہیں اور یہ بھی مرزا صاحب فرمایا ہے کہ خدا سے مزدور جب حضرت سے دعا مانگتا کہ اے جی تو دنیا سے کیا تحفہ لایا تو میں قاضی صاحب کا ہاتھ پکڑ کے پیش کرتا ہوں کہ آخر یہ میں قاضی ثناء کو پیش کرتا ہوں۔ آپ کی تفسیر مظہری مشہور تفسیر ہے۔ جس میں عجیب عجیب نکات شریعت و اسرار طریقت فرمائے ہیں۔

آپ کے کلمات

ان کلمات کشف بالکل صحیح نہیں ہوتا۔ اس میں خطا کا بہت احتمال ہے۔ علم اشراق و ذوق صرف ذاتیت و جذبات اور تربیت سنت ہے۔ کمال متوقف مرتبہ ولایت میں ہے تو اکثر

سے خلق میں ہے، وہ سوائے خدا کے کسی سے ممکن جائز نہیں، ولایت کو نبوت سے افضل کہنا

بات ولی، اللہ کو معصوم کہنا کفر ہے جو کشف [illegible] آزمودہ تر ہو صحیح

تابع حسمل اور اس کے بعد ورجو خلوت [illegible] ثابت ہوا

سب پنجتن غزہ رجب ۱۲۲۵ھ کو ہوا رقبہ شریف پٹنہ میں ہے۔

فصل پانچویں

مختصر حالات و مکشوفات و کرامات حضرت سید احمد فردوسی

رحمۃ اللہ علیہ

سب میں آخری فصل پانچویں بیچتی ورسانویں تیس سید احمد صاحب و حضرت

خواجہ حسن و حضرت محمد علی شیخ خانقاہ حسن رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا حال لکھوں گا۔ لیکن طوالت کی

وجہ سے جس جگہ حضرت سید احمد صاحب کے نام مبارک کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کی ضرورت ہوگی آسان

جگہ پر سید صاحب اور حضرت شیخ محمد خانقاہ حسن کے نام کی جگہ پر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت

محمد علی شیخ خانقاہ حسن کے نام کی جگہ پر حضرت صاحب لکھوں گا۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

جناب حضرت سید صاحب کی کرامات و مکشوفات و کرامات

قدیم [illegible] جب کسی کو ضرورت وقت پڑتی اور آپ کے دیکھنے والے [illegible] خانقاہ

لوگ [illegible] جو کچھ حالت آپ کے اس طرف کے چند معتبر لوگوں کی زبانی [illegible] حضرت

[illegible] جو شرط [illegible] سے حضرت صاحب [illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

ھدایت: طالب اور شیخ دونوں کو ابتدائے مراقبہ اور وسط مراقبہ اور آخر مراقبہ
و اثنائے توجہ میں اھدنا الصراط المستقیم اور الٰہی مقصود من تولی و رضائے تو ثبت
و معرفت خود بدہ پڑھتے رہنا چاہیئے۔

نماز عصر کے بعد روزمرہ سوا لاکھ مرتبہ درود شریف صلے اللہ علی حبیبہ محمد و
آلہ وسلم کا ختم ہوتا اور بعد ختم درود شریف پھر حلقہ شروع ہوتا۔ آپ کے یہاں کی برکت
ذکر و فکر و کثرت درود سے یہی روشن و منور ہوتی کہ لمعات و انوار قلوب میں بھی محفوظ
آتے ہیں۔ مقبولیت اور کثرت نسبت و فیضان کا یہ حال تھا کہ بعض وقت عصر سے نماز مغرب تک
ارد گرد کے دور دور تک کے لوگ جمع ہو کر گریہ کرتے تھے۔ اور اثنائے حلقہ میں جو شخص بھی
آپ کے سامنے ہو کر مسجد میں گزرتا۔ اس کے پیر کے دھکے سے آپ کی آنکھ کھل جاتی۔ اور جس شخص
پر نظر پڑ جاتی۔ گرچہ وہ آپ سے مرید بھی ہوتا تو اس کا دل خود بخود ذکر خدا سے جاری
ہو جاتا۔ اور وہ اس کو اپنی قسمت سمجھتا۔ اور بعض وقت کسی کو ایک ہی توجہ سے ولایت کے
مشرف فرماتے۔ بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ نے دریائے راوی میں نہانے
پر جاتے ہوئے ایک پٹھان خیمہ سے فرمایا "میاں تم کیا چاہتے ہو؟" تو کہا ہمارے پاس بہت
سے بہت روز ہوئے۔ پٹھان خیمہ نے عرض کیا کہ حضرت میں دنیا چاہتا ہوں۔ حضرت
یہ سنتے ہی فرمایا "میاں تم تین مرتبہ کلمہ شریف روزانہ پڑھ لیا کرو۔ خدا تمہاری
سے کسی نے چاندی نہ سکی۔ یا روپیہ چاہتے چاندی کا ڈھیر جنگل سے بنا کر لے آتے۔ اس
خوشی سے وہ اور بھی موٹے ہو گئے۔ ایک روز حضرت سید صاحب مکان کی دیوار خام سے ٹیک
دیئے پٹھان خیمہ بھی گرد سے مٹی جھاڑ کر روپیہ سے بیٹھ گئے۔ حضرت سید صاحب
ان پٹھان خیمہ کے روبرو زمین پر بیٹھ گئے اور ان کا کام دیکھنے رہے۔ معلوم حضرت سید صاحب

ان کے دل میں یہ خیال گزرا کہ وہ نماز کا کام ختم کرنے کے بعد سیدھے حجرہ میں جا کر تھوڑی دیر
کو قبلہ ہو کر بیٹھ گئے اور انھوں نے سوائے وقت حاجت بیت الخلا کے حجرہ سے باہر نکلنا موقوف
کر دیا۔ کبھی کبھی جو کھانا بانٹ کر کھانا لے کر جاتا تو میرے پاس تھے وقت بہت تھوڑا سا
لیا کرتے اور ہر وقت شب و روز مراقب رہتے۔ بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے
جا کر میاں خلیل سے پوچھا کیا تم چاندی بنانا بھول گئے ہو جو اس قدر غموم اور چپ چپ حجرے
میں بیٹھے رہتے ہو۔ جواب دیا صاحب چاندی بنانا یاد ہے مگر دل نہیں چاہتا۔ یہاں تک
ان پر عشق شدید اور جذب کثیر غالب ہوا کہ اسی حالت میں چھ مہینہ تک وہ شب و روز مراقب
رہے اور اسی حال میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

ایک جماعت حضرت سید صاحب کے مرید تھے۔ ان کے سپرد بکریوں کو چرانے کی خدمت
تھی۔ وہ جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جنگل کی گھاس جسے کانس کہتے ہیں اس کی نوکیں دونوں
کو زخمی کر دیتی ہیں۔ اس گھاس نے اُن کے ننگے پاؤں کو جگہ جگہ سے زخمی کر دیا تھا۔ وہ شخص لنگڑاتے
ہوئے جناب حضرت سید صاحب کی خدمت شریف میں سلام کرنے کو حاضر ہوئے۔ آپ نے
ان سے لنگڑا کر چلنے کا حال دریافت فرمایا اور پھر اپنی نعلین مبارک اتار کر، اپنے کو حرمت فرما کر
اُنھوں نے ان نعلین کو اٹھا کر چوما اور سینہ پر اُن کو رکھ لیا۔ اسی وقت سے جذب ربانی
پیدا ہو گیا اور تا زیست یہی عمل اُن کا رہا۔ اور جب جذب کی زیادتی ہوتی تو وہ نعلین کو کبھی
زبان سے چاٹا کرتے یہاں تک تلوؤں کو چاٹا کہ اُن میں سوراخ ہو گئے۔ اور اسی حالت میں اُن کا
انتقال ہو گیا۔ مگر جس کو اُنھوں نے چودھاوی دی وہ خدا کی جناب سے روزی ہوئی۔ دربار دل پر توجہ فرما
رہ کر اکتساب فیض کیا۔ ہزاروں کو ان سے فیض پہنچا اور ہزاروں سے تا حال ان کی روحانی فیض
ہزاروں کے دل فیض دینے سے نکل کر عالم بالا کی طرف پرواز کر گئے۔

فرماتے ہی بخاری صاحب کا جذب ٹوٹ جاتا رہا۔ اور حالت ہوش میں آ گئے۔ اور انھوں نے نماز
جمعہ کی پڑھائی، حضرت سید صاحب کے کشف سے واقف ہو کر مولوی صاحب موصوف بہت
حیران ہوئے، جب نماز ہو چکی تو حضرت سید صاحب نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ مولوی صاحب
آپ کچھ وعظ کہو، مولوی صاحب امرتسری نے بہت انکار کیا۔ لیکن حضرت سید صاحب کے ارشاد
سے وہ ممبر پر بیٹھے، حضرت سید صاحب نے ان کی طرف دیکھا، اور دیکھتے ہی مولوی صاحب
ممبر پر سے بیہوش ہو کر گر پڑے، جب ہوش آیا تو حضرت سید صاحب سے بولے حضرت آپ
بدگمانی کی معافی چاہتا ہوں۔ اور بیعت ہو کر وہ کمال کو پہنچے۔ سچ ہے واسطے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے کہ وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے

حضرت سید صاحب ایک روز تشریف رکھتے تھے کہ ایک گاؤں کا آدمی آپ کی خدمت
شریف میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا میاں کچھ وعظ کہو، اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں تو
ان پڑھ گاؤں کا آدمی ہوں۔ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا ہوں، آپ نے فرمایا میاں کچھ تو کہو، پھر
حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ تو کھڑا ہو جا، اس نے اپنے گاؤں کی بولی

زبان میں کہا کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں، حضرت
سید صاحب نے فرمایا کہ میاں خوب عمدہ وعظ فرمایا، قدرت حق کہ چند روز میں اس شخص کی
قوت بیانی اس قدر بڑھی کہ ہر مرتبہ میں اس کا شہرہ ہو گیا۔ اور کسی مذہب کے عالم یا
ہندو وغیرہ اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ اور بیعت کے لیے وقت میں جس کو گر
کہہ جائے تو بہت بڑا شخص کتاب میں کافی نہ ہو، کیونکہ حضرت سید صاحب کی صحبت برکت
بہت کرامت سے ہیں، جو اس کتاب میں بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں، جو شخص طالب کے لیے
کافی ہیں، کسی نے لیے ہیں لوگوں کی شان میں خوب کہا ہے

آنکہ خاک را بنظر کیمیا کند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

حضرت حق کہ جو شخص کو ایک نظر سے کیمیا بنا دیں کیا شان کریمانہ ہے کہ ایک نظر التفات و کرم ہم پر کریں

بزرگ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کے کشف کا یہ حال تھا کہ جو سننے کی چیز ہوتی تھی آنکھوں سے نظر آتی تھی۔ آپ جب حضور دیا کرتے تو یہ خادم حضرت کے پیچھے کھڑا ہوا کرتا تھا۔ جہاں کسی کے دل میں ادھر ادھر کا خیال آتا تو آپ فوراً فرما دیا کرتے تھے کہ میاں کیا کرتے ہو؟ خدا کی یاد کرو۔ اگر کوئی نیا آدمی کہ جو ابھی سلسلہ میں نہ ہوا ہو حضور میں آکر بیٹھ جاتا تو آپ سر مبارک اٹھا کر خادم کی طرف دیکھتے۔ خادم سمجھ جاتا کہ کوئی نیا شخص آیا ہے۔ چنانچہ خادم صاحبوں میں تشریف لے جاتا۔ آپ اس شخص سے فرماتے: میاں فلانے وقت اپنی قبر کی فکر کرنی بہتر ہے۔ چلو اٹھو۔ آپ جب نماز مغرب حضور میں پڑھتے تھے۔ آپ نے یہ مبارک معمول فرمایا کہ فلاں سمت کو فلاں جگہ جاؤ۔ فلاں شخص کو بلا لاؤ۔ اس طرح پکارو۔ وہ پھر اس کو یہیں سامنے لے آتا۔ بڑے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب آدمی اس طرح کو گیا اور پکارا تو سمجھ لیا کہ ایک شخص حضرت سید صاحب کی طرف کو آرہا ہے۔ گویا راستہ بھر آواز پہنچتی تھی۔ اس کو بیان فرما کر کہ جب حضرت سید صاحب فرماتے ہیں، وہ بہت خوش ہوا۔

یک روز حضرت سید صاحب کی خدمت میں کثرت سے ہوا کرتا تھا۔ یک روز جب وہ حضرت سید صاحب نے فرمایا آج چند شخص کے کھانے پکاؤ۔ اس لڑکے نے فرمایا میاں کتنا کھانا پکاؤں؟ حضرت نے فرمایا تم پکاؤ۔ جب کھانا پک چکا تو آپ نے اس کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ حضرت سید صاحب کو بلا لاؤ۔ اس نے جا کر عرض کیا کہ حضرت سید صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ کو بلا لاؤں۔ حضرت سید صاحب فرماتے ہیں، وہ بہت خوش ہوا۔

یک روز حضرت سید صاحب کی خدمت میں کثرت سے ہوا کرتا تھا۔ یک روز جب وہ حضرت سید صاحب نے فرمایا آج چند شخص کے کھانے پکاؤ۔ اس لڑکے نے فرمایا میاں کتنا کھانا پکاؤں؟ حضرت نے فرمایا تم پکاؤ۔ جب کھانا پک چکا تو آپ نے اس کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ حضرت سید صاحب کو بلا لاؤ۔ اس نے جا کر عرض کیا کہ حضرت سید صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ کو بلا لاؤں۔ حضرت سید صاحب فرماتے ہیں، وہ بہت خوش ہوا۔

کی خدمت سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتے تھے۔

جان گیا کہ تجھ کو جو مولوی صاحب کی بابت میں شک تھا اب وہ رفع ہو گیا۔ حضرت
سید صاحب کے تصرف اور دعا سے اللہ تعالیٰ نے اطمینان کر دیا۔ حضرت مولانا رومی نے جو اولیا
کے حال میں فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے۔

ہر زمان در ہر یکے تغییر خاص　　بر مراد جنس آید حق ناس خاص

بندہ خاص ہر وقت تغیر خاص سے مشرف ہوتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکے سر پر ہر فصل کا خاص نیا رنگ

جسم او بر خاک و روح او بر مکان　　یک مکان دو سہ مکان چہ بود گمان

کہ جسم خاکی کی نسبت ہے اور روح عالم بالا میں ہوتی ہے وہ ایک مکان یا تین مکان کا مرد کیا جانے

ایسے واقعات اور کشف اور کرامات جناب حضرت سید صاحب کی لکھی جائیں تو ایک
دفتر چاہیئے۔ سب سے بڑی کرامت حضرت سید صاحب کی یہ تھی کہ ایک گناہ پر مقدمہ جس میں پھنسے
پڑے تھے اس کا حال ذکر حق سے بدل گیا۔ اور پھر قریب قریب ان تمام کو ساتھ لے گئے۔ اور
جس جس کو یک بیک توجہ میں ولایت سے مشرف فرما دیا۔ اس کا سبب بڑے حضرت صاحب
یہ فرماتے تھے کہ جناب حضرت سید صاحب پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مہربانی اور
کرم تھا۔ بلکہ بعض بعض وقت حضرت سید صاحب فرماتے تھے کہ صاحب یہ نعمت جو کچھ دین و دنیا
کی دولت تقسیم کر رہے ہیں جانتے ہو یہ کہاں سے آتی ہے۔ یہ مدینہ منورہ سے روضہ مقدس سے
آتی ہے اور یہ دولت چھ سو برس کے بعد اسی طرح ظاہر اور جاری و تقسیم ہوگی۔ حضرت سید صاحب
اپنے وقت کے مجدد تھے۔ سبھی وسیلے آپ کی نسبت اور اجرائے طریقہ و قبولیت خلق
و محبت باطنی درجہ اولیٰ تھی۔ بڑے بڑے حضرات صاحب ذوق آپ کے ہر ہفتہ وہ
فضل بہت اور محبت خاص رکھتے تھے۔ اور آپ کی بات بات میں خرق عادت تھی۔ آپکی صحبت
شہر پٹنہ میں تھی۔ تین چار کوس کا فاصلہ تھا اور ہفتہ عشرہ میں ایک بار ضرور جاتے تھے
اپنے وقت کے مجدد تھے۔ سبھی وسیلے آپ کی نسبت اور اجرائے طریقہ و قبولیت خلق
و محبت باطنی درجہ اولیٰ تھی۔ بڑے بڑے حضرات صاحب ذوق آپ کے ہر ہفتہ وہ
فضل بہت اور محبت خاص رکھتے تھے۔ اور آپ کی بات بات میں خرق عادت تھی۔ آپکی صحبت
شہر پٹنہ میں تھی۔ تین چار کوس کا فاصلہ تھا اور ہفتہ عشرہ میں ایک بار ضرور جاتے تھے

انجمن:

نذرِ عقیدت مؤلف

منقبت جناب حضرت سیّد امام علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

امرِ علی ہیں حبیبِ خدائے جلّ و علا — رفیقِ اُمّت احمدِ حبیبِ خدا

اُنہیں کی ذات ہے آیتِ نبیّتِ قدیر — اُنہیں کی ذات ہے سرِّ سبیلِ اتقیا

کہ جو بھی پڑ گئی اُن کی ہو گیا واللہ — وہی ہے دوست ہر دشمن ہے آشنا

خزانچی خزانہ رسولِ پاک میں وہ — قسیمِ رحمت و نورِ رسولِ پاک ہیں وہ

اُنہیں کی ذات عجیب و غریب کشوفات — خدا نے بخشی ہے خوبی خدا کی قدرت سے

فضل خدا کی عطا اُن کی دعا سے ہے — غضب نہ ہو کہ نہ اُن کا غضب ہے چلتا ہوا

دعا کی جس کے لئے وہ ہوئی قبول اُس کی — ہو مدعا کسی کا ہو اُس کا ہے حاصل

کرم نبی کا عنایت خدا کی اُن پر تھی — یہ بات بڑوں کی تھی کہ اُن کی ہے بچپن سے

اُنہیں کرامت و کرامت اُنہیں کی ہے — خدا کو بھولے یہ جانے نہ کبھی بندگی سے

جناب سیّد پاک کرمش و رؤف — خدا نے جو ہے عطا کی ہے شان میں

حسب نسب خوش و خوبی سے مزیّن ہے — مثال جزوِ ان کی کمال ہوا

اُنہیں کی ذات سے ہے بخشش ابن حسن — مظہرِ کاملِ ذاتِ ہے نام ابن حسن

مگر زبان سے نہ ہو سکے ثنا اُن کی — مثال خدمتِ خسرو ہے یہ کرم

ہمیشہ نگاہِ کرم اُن پہ رہی حق کی — ہمیشہ کرتے رہے کام بندگی کے

کمال قدر خدا نے یہ اُن کی فرمائی — مرتضیٰ کو جو سید ہیں اور حبیب خدا

ہوئی تھی بہت تکلیف دہ روز حضرت سید صاحب کی خدمت شریف میں حاضر ہوتے
متعلق گھوڑوں کی خدمت تھی۔ جناب حضرت سید صاحب کے خاصہ سواری کے گھوڑے کیواسطے
دانہ چنا کھڑبہ وجوالی لیکر غمدہ گھاس کھودتے اور کھلاتے اور اسکو صاف رکھتے اور شب کو تمام رات
واقب رہتے اور نہایت بے سروسامانی کے ساتھ عمر گزارتے ایک روز سردی کے دنوں میں شب کے
وقت بعد عشا آپ جناب سید صاحب گھوڑا جنگل سے لائے، اس وقت جناب سید صاحب
مکان میں تشریف لیجا چکے تھے۔ جب حضرت صاحب نے یہ آواز سنی دوڑے
کھڑے سب سردی زیادہ تھی، اور آپ کے پاس اس وقت کوئی لحاف وغیرہ بستر کی چیز
تھی۔ آپ اسکو اوڑھے ہوئے تھے۔ جس سے کچھ سردی کا بچاؤ ہوتا۔ گھوڑا لاکر سردی سے
کانپ رہے تھے۔ آپ نے اپنی سردی کا کچھ خیال نہ کیا اور وہ چیز جو خود اوڑھے تھی گھوڑے
پر ڈال دی۔ اور پھر آپ کو سردی زیادہ معلوم ہونے لگی۔ تو اندر مکان میں خادمہ سے حضرت سید
صاحب نے فرمایا سردی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور کپڑا اوڑھنا۔ خادمہ نے وہ دیا پھر فرمایا اور اوڑھنا
نے اور دیدیا۔ مگر آپ کی سردی نہ دور ہوئی تھی۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ یہ سردی سردی سے
نہیں ہے دیکھو ہمارا کوئی دوست تو باہر سردی میں نہ ہو کہ اسکو تکلیف ہو۔ اگر ایسا ہو
حضرت صاحب بیٹھ جاتے ہیں کہ آپ بستر تھے۔ یہاں پر کوئی نہ تھا۔ جناب حضرت سید
صاحب نے فرمایا سردی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور خود سردی میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ
حضرت صاحب نے فرمایا سردی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور کپڑا اوڑھنا۔ خادمہ نے وہ دیا پھر فرمایا اور اوڑھنا
حضرت صاحب نے فرمایا حضرت والد نے فرمایا کہ گھوڑا لاؤ۔ سب اور تکیہ پڑا
ہوا ہے اٹھا لاؤ۔ اتنی تکلیف کرنے کے بعد حضرت والد صاحب کو آرام ہوا۔ یہاں تک
جناب سید صاحب جیسے شیخ کامل کی خدمت میں آپ کی ترقی درجات اور قرب حق

علیہ التحیۃ والتسلیمات کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کسی نے خوب فرمایا ہے ع

خدمت ترا بکند گرہ کبریا رسد

اور کسی نے کیا اچھا کہا ہے، شعر

دل بدست آور کہ حج اکبر است صد ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

یہ میرے شب و روز کی خدمت میں سے بطور نمونہ کے ایک خدمت لکھی ہے۔ ان خدمات کی کثرت کا ذکر اور تبلیغ کا جو صلہ ملے وہ ہی ہیں تقریر سنا کیوں گا۔

جناب حضرت سید صاحب نے وقت انتقال کے فرمایا کہ جس قدر فقیر کے اجازت یافتہ ہیں ان میں سے فقیر کی صحبت کا جواب وہ بہ نقل ہمارے شیر محمد خان صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ یہ ارشاد حضرت سید صاحب کا حضرت خان صاحب کے کمالات اور جمیع خوبیوں کے اثبات کے واسطے کافی اور وافی ہے۔

بڑے حضرت صاحب مدینہ منورہ جب گئے تو آپ کی ہمشیرہ صاحبہ اور خواص تبرکات کی خدمت سے بوجہ ضعف و پیری معذور ہو گئیں۔ حضرت صاحب نے ان کی خدمت کے واسطے ایک شخص کو مقرر کیا۔ وہ شخص ہر شب و روز ان کی خدمت میں حاضر رہتا۔ ایک شب حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم کو ہر شب و روز یہاں رہنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تم ہر شب کو اپنے گھر چلے جایا کرو۔ صبح کو آ جایا کرو۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت میں گھر جاتا ہوں تو وہاں قرآن شریف

اگاہی۔ [illegible]

مراد قربت ذات بحت ہے۔ آپ کے ذات سے کشف اور تصرفات اور خرق عادات و کرامات کثرت سے ظاہر ہوئے ہیں۔ گر ان سب کو لکھوں تو بجائے خود ایک کتاب ہو جائیگی اور وہ بھی میری معلومات قلیل کے موافق ہوگی۔ ورنہ جو لوگ طالب خدا برسوں آپکی خدمت میں رہے ہیں وہ کچھ کچھ جانتے ہیں۔ ورنہ سب حال اولیاء اللہ کا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت امام الطریقۃ محبوب سبحانی، قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو تعلق سب کا طالب خدا کے ساتھ ہوتا ہے، اُس تعلق سے پورے طور پر پیر کی واقفیت نہیں ہوتی تو پھر بجز خاص مرید پیر کے حالات سے کیا واقف ہو سکتا ہے۔ آپکی بزرگی اور قرب خدا اور برکت برکت و فیضان کا نمونہ حضرت صاحب کی ذات ہو جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کے پرورش یافتہ اور خادم ایسے ہیں، اُس کے کمال کا کیا اندازہ کیا جائے۔ بڑے حضرت صاحب جس زمانہ میں سید صاحب کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ پر جذب ربانی طاری رہتا تھا اُسوقت ایک فاختہ آپکے سامنے روتی ہوئی نکلی۔ آپ نے فرمایا "ہائی کیا ہوا کیوں روتی ہے؟" فاختہ بولی میرا شوہر ایک سانپ تھا جس کو میں روز دودھ پلا کر پرورش کرتی تھی اور بچوں کو ہوتی تھی آج شب کو وہ سانپ مر گیا، اسواسطے روتی ہوں اور چاروں کو بلاتی ہوں کہ وہ سانپ کو اٹھا کر لے جائیں۔ بڑے حضرت صاحب نے فرمایا "وہ سانپ زندہ ہوگا مرا نہیں ہوگا" فاختہ بولی "آپ اس کے ساتھ تشریف لیجئے" آپ اس کے ساتھ تشریف لیگئے اور سانپ کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا "اے سانپ خدا کی قدرت کہ دودھ پی کر زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا" اور کئی برس تک زندہ رہا اور اسکے بچے ہوئے۔ جب جناب حضرت سید صاحب کو حضرت سید صاحب نے اجازت دیکر اپنی خوشی سے فرمائی بڑے حضرت صاحب کو حضرت سید صاحب کی خوشی اور اجازت سے مدت ہوئی اور آپ کی

[illegible] وی ندی کی ریت پر درختوں کے نیچے جا کر لیٹ گئے۔ جب ذرا دیر ہو گئی تو حضرت سید صاحب نے خادم سے فرمایا خانصاحب بہت دیر سے نہیں دکھائی دیئے انکو ڈھونڈھ کر لاؤ۔ چنانچہ خادم آپ کو تلاش کرکے حضرت سید صاحب کی خدمت میں لائے۔ جناب حضرت سید صاحب نہایت نرمی سے فرمایا کہ ہمارے کہنے سے تم ناخوش ہوئے، ہم تمہارے ناخوش نہیں ہیں، بلکہ اس واسطے کہا تھا کہ ایسی اشخاص کی زیارت سے دنیا دار شب و روز پریشان کریں گے اور یہ دھندا نہیں کرنے دیں گے، ورنہ جو دولت تم کو خدا نے عنایت فرمائی ہے۔ اس کا استعمال اور خرچ کرنے کے تم مختار ہو۔

یہ کرامت آپ کی مکان شریف میں تمام مشہور ہے، جے پور میں ایک شخص تھے جو دربار میں بہت بڑا درجہ رکھتے تھے اور ان کے معاش کا یہی ذریعہ تھا، اتفاق سے وہ بیمار ہو گئے، بڑے حضرت صاحب کی خدمت میں وہ پنجرا لیئے ہوئے حاضر ہوئے۔ بڑے حضرت صاحب اس زمانہ میں جے پور میں تشریف رکھتے تھے۔ عرض کیا کہ بیمار ہو گیا، میرے تمام کنبہ کا ذریعہ معاش یہی تھا اب میں کیا کروں، بڑے حضرت صاحب نے فرمایا کہ پنجرہ پر کپڑا اڑا کر آواز دو، قدرت حق جو اس نے آواز دی تو وہ پنجرہ سے سب ستو رحمہ بولیاں بولنے لگا۔ اس نے بوجہ خوشی کے کپڑا اٹھا دیا دیکھے تو بلبل مرا پڑا ہے۔ پھر وہ مغموم ہو گیا۔ لیکن اب کی مرتبہ اس کا عشق اور زیادہ ہو گیا، پھر عرض کیا کہ حضرت دعا فرمائیں خدا اسکو زندہ کر دے، آپ نے فرمایا کہ کپڑا اڑا لو اور آواز دو اس نے پھر ایسا کیا پھر وہ بلبل بولنے لگا پھر تیسری مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ بڑے حضرت صاحب نے فرمایا میاں اب اسکی موت تمہارے ہر دم سب کو دخل نہیں۔ صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہارا اسباب اور کرے گا۔

حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم ہر سال یا دوسرے سال خود بکالہ اپنے مکان جہاں آپ تشریف رکھتے تھے حاضر ہوا کرتے تھے اور مہینہ دو مہینہ آپ کی خدمت میں رہا کرتے تھے جب ہم جانے لگتے تھے تو حضرت صاحب از راہ کرم ایک تھیلی میں سات روپیہ اشرفیاں لاکر

ور بعد اس کے تعارف کرا دیا فرمائے جو وعدہ حافظ" اور گانوں کی جب آشرفی لیجاتے ہیں

جبتک آپ گانوں میں داخل نہ ہوجاتے اس وقت تک ایک جھنڈا گانوں کی نشانی جب ہو

جھنڈا دکھائی دیتا۔ اور ایک جھنڈا آپکے ہمراہ ساتھ ساتھ چلتا تھا۔

حضرت صاحب فرماتے تھے ایک دفعہ آپ نے ہزار روپیہ نذر کیا تھا۔ ہزار روپیہ نذر کیا تھا۔

کو نور چاند کے ہالہ کی طرح حلقہ نمایاں ہوا اور اس میں حضرت صاحب کی نورانی تصویر نظر آتی تھی

حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ایکمرتبہ ہم حضرت صاحب کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ

سیر کو گانوں میں تشریف لیگئے ہیں۔ ہم اس گانوں میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے

آپ نے فرمایا کہ آپ تم تھکے ہوئے ہو۔ جب ہماری آنکھ لگ گئی تو یہ دیکھا کہ

ہر جگہ درمیان زمین و آسمان کے حضرت صاحب کی شکل دکھائی دیتی تھی۔

ایک شخص خوب چہرہ کی آسمان تضع بدایوں کا رہنے والا قوم کا سید جب یہ

تکدی آیا اور ایک جب پوکے رہتا تھا اس نے پانسو روپیہ قرض لیکر دکان شروع کی لیکن وہ

نہ اتفاق سے وہ بیمار ہوگیا حضرت صاحب کسی سے سنکر اسکے گھر

آپ نے فرمایا حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جب کہ میں سے تکیہ کل تک

حضرت صاحب پر برکت رکھی تو چہرہ اسکا روشن ہوگیا اور وہ چہرہ جب حضرت صاحب

آپ نے فرمایا ہمارے خلیفہ علی چہرہ جب پر چہرہ دیکھ

اس کے گھر اور ہم اور وہ آپ کے

نہایت سختی سے فرمایا "خوب چند تجکو جو ملی شیر خانصاحب نے خدا کا نام تبلایا اور تجکو فائدہ ہوا تو سکو کیوں نہیں پڑھتا، اور یہ کفر کیوں بکتا ہی اور تو اس سے باز کیوں نہیں آتا" یہ فرما کر غیب ہوگئے خوب چند کا جسم پر لرزہ پڑگیا اور وہ سیدھا حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ قصہ بیان کیا حضرت صاحب نے فرمایا تم کو خدا کے نام کی قدر نہیں تم کو کسقدر فائدہ پہنچا مگر تم وہی شرک کی باتیں کرتے ہو، بڑے شرم کی بات ہے" خوب چند نے توبہ کی کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

ایک مرتبہ خوب چند اپنے وطن سہسوان سے جے پور آرہا تھا۔ راستہ میں اس کا گٹھم ہوگیا اور خرچ اسکے پاس اتنا نہ تھا کہ بانڈی کوئی سے جے پور تک آسکے، اس حالت پریشانی و حیرانی میں اسٹیشن کے اندر ٹہل رہا تھا، بڑے حضرت صاحب کی کتھم کھلا کرامات وہ دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اس کا خیال بڑے حضرت صاحب کیطرف ہوا، وہ کیا دیکھتا ہے کہ بڑے حضرت صاحب اسکے ساتھ ساتھ اسٹیشن پر چل رہے ہیں، اور یہ فرماتے ہیں کہ خوب چند گھبراؤ مت اللہ تعالیٰ ابھی تیرا بندوبست فرمادیگا چند منٹ تک ساتھ رہے اور یہ فرما کر غائب ہوگئے، آپ کا غائب ہونا تھا کہ فوراً ایک شخص آیا اور کہا کہ گاڑی جانے میں چند منٹ باقی ہیں اور مجھکو ٹکٹ بوجہ کثرت آدمیوں کے نہیں ملا آپ مجھ سے لو اور پیسا اور میرا دونوں کا جے پور تک کا ٹکٹ لے آؤ۔ چنانچہ وہ ٹکٹ لیکر جے پور آگیا۔

ایک مرتبہ خوب چند کا ہاتھی مثال درد شدید میں مبتلا ہوا اور امید زندگی نہ رہی تب خوب چند بڑے حضرت صاحب کیطرف مخاطب ہوا اور آپنے اسی وقت تبسم فرمایا خوب چند گھبراؤ مت ابھی اچھا اللہ آرام ہوجائیگا۔ آپ فرما کر غائب ہوگئے اور اسی وقت ہاتھی اٹھ کر بیٹھ گیا اور دردسر بالکل جاتا رہا۔ یہ سب واقعات میرے دیکھے ہوئے ہیں مگر وجود ایسے ظاہر کرامات کے تبرکوں کے خوب چند مثل ابوجہل کے بدنصیب رہا اور ایمان نہ لایا۔ بڑے حضرت صاحب کا کشف ہدایت صحیح ہوتا تھا اور ان کی نگاہ دل کے سامنے قریب و بعید اشیاء کو مثل خطوط کف دست

کہ اللہ تعالیٰ نے غیب پر پردہ دیا تھا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے ایک مرتبہ ہم حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے مہینہ اس کے قریب قریب وقت میں رخصت چاہی آپ نے فرمایا بہت اچھا کل چلے جانا صبح کو خانصاحب کو بلوا کر آپ نے ہمارے حوالہ کیا اور رخصت کرنے کو آپ کھڑے ہوئے پھر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا خانصاحب اس وقت مت جاؤ پھر جانا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ کئی روز بعد آپ نے فرمایا خانصاحب اب چلے جاؤ ہم موجب ارشاد آپ کے روانہ ہوگئے۔ راستہ میں آکر معلوم ہوا کہ کثرت بارش سے ریل کا پل عین اس وقت ٹوٹا تھا جس وقت آپ نے اپنے مکان پر ہم کو آنے سے روکا تھا اور جس ریل گاڑی پر ہم سوار ہو کر چلے پورا سب تھے وہ پہلی گاڑی تھی جو مرمت پل کے بعد پل پر سے جا رہی تھی۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں ایک شب ہم نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور جناب نے ہم باتوں سے ہم کو کچھ ارشاد فرمایا اور پھر یہ فرمایا علی شیر خاں جو کچھ ہم کو حکم فرمایا گیا ہے یہ مرے پاس نہیں لیا بہ ریا جو شد و رجوانی ظ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا تھا وہی الفاظ اسی شب کی صبح کو حضرت صاحب نے تحریر فرما کر ارسال فرمائے جو ہم کو فیض نامہ کے ذریعہ سے آج سے روز جمعہ پر پہنچے۔ وہ الفاظ یہ تھے۔ خانصاحب جو چیز آج کی شب آپ کو عنایت کی گئی ہے وہ کبھی آپ سے واپس نہیں لی جائیگی اسی بشارت و عنایت کے متعلق ہیں جن کو میں اپنی کتاب کے تحریر ہو جانے کی وجہ سے چھوڑتا ہوں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جس طرف آپ نے اشارہ فرمایا تھا اللہ اس کی حقیقت کو مفصل منکشف فرما دیتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں بیمار کی سخت بیماری ہوئی اور اس کثرت سے خون گیا کہ زندگی سے ناامید ہو گئی تھی۔ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا دو تین روز بعد جب ہم کو ضعف کی وجہ سے غشی ہوئی تو اس کے بعد ایک آدمی بہشت کا بنا ہوا اور بہشت کی چابی اور کہا

فی الحال کچھ علم کی ضرورت ہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ "جمعدار صاحب تم سب مدتی صلعم کے واسطے دعا کیا
کرو" ایک مرتبہ جمعدار صاحب پنجاب سے شیخ دانی کیطرف پیدل آرہے تھے راستہ میں ایک گاؤں
میں کسی بزرگ کا مزار تھا، وہاں آکر زمین پر بیٹھ گئے۔ اس گاؤں کا خادم کھاٹ اچھا بچھا کر لایا۔
ہوا تھا۔ صاحب مزار قبر سے باہر تشریف لائے اور اپنے خادم مزار کے تھپڑ مار کے فرمایا بے ادب بندہ
خاص زمین پر بیٹھا ہے اور تو کھاٹ پر" اسی وقت وہ شخص اٹھا اور جمعدار صاحب کے پیر چوم کر
کھاٹ پر بٹھلایا۔ حضرت جمعدار صاحب کے ہمت خرق عادات ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں
کہ ہم نے نہیں دیکھا کہ جمعدار صاحب نے دعا کی، اور اللہ تعالیٰ نے نہ کیا ہو۔ فرمایا "اب میں
بڑے حضرت صاحب کا حال پھر شروع کرتا ہوں۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ بڑے حضرت صاحب ایک مرتبہ بٹ پور میں حضرت مولانا
فیض الدین صاحب کے مزار شریف پر ٹھہرے ہوئے تھے، انہی ایام میں حضرت سید صاحب کا عرس
کا دن آگیا۔ آپ نے فرمایا "خانصاحب! سید صاحب کی فاتحہ عرس کا روز ہے، بیس سیر پیڑے
اور کچھ چنے کی دال پکوا کر فاتحہ دے کر فقراء کو تقسیم کر دو" فقیروں کو فقیروں سے اطلاع ہو گئی تھی
آدمی جمع ہو گئے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں میں نے عرض کیا حضرت کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا
خانصاحب یہ کمی نافاتحہ کا اللہ واسطے کا ہے ہر شخص کو دو روٹی تھوڑی اور دال رکھ کر تقسیم کرو
جب تک رہے دیئے جاؤ، ختم ہونے پر فقیروں سے کہہ دو کہ ختم ہو گئی" ویسا ہی فرمایا دال کی دو روٹی
دو روٹی پر کپڑا ڈالا دو اور تقسیم کیے جاؤ۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ موجب ارشاد میں نے
ویسا ہی کیا جسقدر آدمی آئے جن کی تعداد سینکڑوں کی تھی۔ ہم نے سب کو دو دو روٹی دو پیچھے
پھر وہی تقسیم کرتے جب سب سے بچ گئے اور کوئی باقی نہ رہا تو حضرت نے فرمایا کہ اب کچھ
تم بھی کھاؤ۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے کپڑا اٹھایا تو تعداد روٹیوں کی ان کی

بڑی کرامت حضرت علی شیر خانصاحب اور جمعدار صاحب کی ذات مبارک ہے۔ بڑے حضرت صاحب کے خلیفہ جو مجکو معلوم ہیں یہ ہیں۔ حضرت علی شیر خانصاحب و حضرت مولوی احمد حسین صاحب اور مولوی عبدالوہاب صاحب گڈھ بوانے والے۔ اور عبداللہ شاہ صاحب ناگوری کی زیادہ تعریف فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ان سب خلفاء میں حضرت صاحب اور جمعدار صاحب ممتاز تھے اور ان کو ہر ایک شخص بجائے بڑے حضرت صاحب کے سمجھتے تھے۔ حضرت خانصاحب جب پنجاب بڑے حضرت صاحب کی خدمت میں بیعت ہونے کو گئے تو اپنے زمانہ کے خانصاحب علی شیر خانصاحب بیعت ہو گئے ہوتے۔ میں اور وہ دونوں ایک ہی بڑے حضرت صاحب کے صاحبزادے ہیں عبدالغنی خانصاحب بجائے بڑے حضرت صاحب کے کانڑ افغانستان میں قیام رکھتے ہیں۔ اور بڑے حضرت صاحب کے دوسرے صاحبزادے ان سے چھوٹے میاں شریف محمد خانصاحب اور یہ خاکسار محمد خانصاحب اور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور بڑے حضرت صاحب کی اتباع اور تقلید اور نور باطن سے مشرف فرمائے۔ آمین۔ بڑے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰ ستمبر ۱۳۱۰ھ کو وفات پائی۔ قبر شریف پکی کانڑ افغانستان میں ہے۔ جو مکان شریف سے چھ سات کوس کے فاصلہ پر ہے۔

(ہدیۂ ارادتمندی مؤلف)

اشعار در منقبت حضرت شیر محمد خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیر محمد شیر حق — رہنمائے سالکاں واصل بحق

بعثت رحمت زمین و آسمان — شیر حق قطب دوران جہاں

آں کرامت کہ دہد سابقیں — یافتہ آں از فضل رب العالمیں

مرده زنده کرد آں صاحب کمال — هست ایں قوت عطائے ذوالجلال

ایں کرامت زنده کردن مرد گاں — کرد حق ظاہر ز فضل از خادماں

ایں کرامت حی مرده نزد عام — بہترین فہمند نافہمان تمام

بہترین برکت کرامات ولی — شد روا حاجات ہر متقی

نزد خاصان خدا اجمع انام — بہترین برکت ولی ہست کرام

زنده کردن قلب مرده مومنیں — بہتر از صد زنده کردن صالحیں

ایں تمامی وصف خاصان خدا — شیر حق را دادہ آں قادر ہند

کے نباشد ایں کمال ذات آں — خادم و مقبول سید بیگماں

کرد خدمت شیخ خود تا بست سال — ثمره حاصل شد شد مذہب کمال

اں تصرف برکت و کشف و ریاض — ہست بیروں از بیاں کلک یاض

شیر حق خود بود دیگر شیر حق — کرد آں شیر خدا شیراں حق

یا الٰہی تا قیامت فیض آں — قائم و دائم بود در مومناں

اے خدا از برکت شیر خدا — دہ مرا اخلاص و قرب مصطفےٰ

از طفیل جملہ مقبولان خویش — تو مرا خادم شمر از خاصان خویش

یا الٰہی سہل گرداں جملہ کار — از طفیل جملہ پیران کبار

کن ہدایت را صراط مستقیم

یا غفور و یا مجیب و یا کریم

کبھی دو تین سال کے بعد وطن آتے تشریف لایا کرتے تھے اور آپکی بیبی محترمہ بھی، بیٹی بھی اور
اور صاحبزادی عورت تھیں، بڑے حضرت صاحب کے، ور آپ کا برتاؤ اور لباس، بالکل عام لوگوں کا
سا تھا، کوئی خصوصیت لباس یا کلام میں درویشانہ یا عالمانہ نہ تھی، علم تصوف میں آپکو نہایت
درجہ کی تحقیقات اور معلومات تھیں، علم تصوف کے سمجھنے اور سمجھانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو
شان خاص عنایت کی تھی گو آپ علم درویشی کے عالم متبحر تھے، جو آپ سے واقف نہ ہو وہ کبھی نہیں
کہہ سکتا تھا کہ آپ درویش ہیں، ہر سلسلہ مبارک کے اولیاء اللہ کی تعظیم و محبت آپ کے دل میں
تھی، کبھی کسی شخص نے کسی اولیاء اللہ کی شان میں کسر شان کے الفاظ کہے اور آپ سے
برہم ہو جاتے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کو حضرت غوث اعظم، و حضرت خواجہ نقشبند اور حضرت
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ محبت ہے، اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ سے تو بہت ہی زیادہ محبت تھی، جسکو خشک کہنا چاہیے، خشک نہ تھے، نہ
درویشانہ رکھتے تھے، اور نہ وہ آدمیوں سے خوش ہوتے، سیدھا رشتہ آپ سے بہت کم
تھے، اور نسبت آپکی نہایت زبردست اور قوی تھی، اگر لوگ آپ سے واقف ہو جاتے
تو ہزاروں قلوب منور و روشن ہو جاتے، نسبت آپ کی اثر دیتی تھی کہ جو سوئے ذات بحت
کے کسی طرف منسلک نہیں ہونے دیتی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ کے شاگرد
قریب سو آدمیوں کے آپ سے بیعت ہوئے، آپ کی قوت نسبت کی یہ کیفیت تھی کہ اگر
کسی وقت مراقبہ سے اچانک سر اٹھا کر آپ کسی طالب کو دیکھ لیا کرتے تو کئی کئی دن تک حالت
طالب کی دگرگوں رہتی، اور بعض پر مہینوں اثر رہتا، اور آپ کی توجہ کا یہ اثر تھا
جس طالب کے دل کو ایک ہی توجہ سے بیدار کر دیا کہ پھر وہ کبھی بیخبری نہ دیکھے، دل کا آئینہ
صاف کر دیا، آپ نے جس طالب کی پرورش فرمائی، سلوک اور ولایت صغریٰ، ولایت

وجہ سے آپ کی چند کرامات اور قرب خدا کے حضرت ابدہ نمونہ کے طور پر لکھتا ہوں - قرب خدا

اور عنایت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یہ کافی ہے کہ حضرت صاحب

کے حجرہ میں جائے نماز پر حضرت صاحب کے بھتیجوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دست

مبارک میں پکڑے ہوئے اور حضرت صاحب کو توجہ دیتے ہوئے چشم ظاہر سے دیکھا گیا ہے

یہ سب خدا کا فضل اور پیران عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا صدقہ اور توسل ہے اور خصوصہ

زمانہ آخر میں جناب حضرت سید امر علی شاہ صاحب پر چونکہ نبی کریم صلعم کی زیادہ پرورش

اور عنایت تھی۔ اسی واسطے انہی حضرت سید صاحب کے نعلین کے صدقہ سے آپ کے متوسلین پر

حضور صلعم کی عنایت بے نہایت تھی اور ہے۔ اللہ تعالیٰ روز بروز زیادہ فرمائے آمین ثم آمین سورۂ

فاتحہ و یٰسین نعلین خدمتان حق متوسلین اور خادموں کے واسطے یا عزت رب خدا اور

عنایت خدمتان خدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کے خادموں میں سے ایک شخص نے خواب

میں دیکھا کہ دربار رسالت پناہی صلعم ہو رہا ہے۔ اور صحابہ اور اولیاء حاضر ہیں۔ میں چاہتا ہوں

کہ میں بھی حاضر دربار ہوں۔ مگر بگرد دربار جانے نہیں دیتے۔ اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ

عنہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنی نعلین مبارک اتاریں۔ اور میں نے ان کو اٹھا کر سینہ سے

لگا لیا اور حضرت بلال رضؓ کے پیچھے پیچھے جانے لگا۔ تو مجھکو دربانوں نے روکنا چاہا۔ لیکن اور صحابہ

نے فرمایا کہ یہ حضرت بلال رضؓ کا کفش بردار ہے۔ اسے جانے دو۔ چنانچہ ان نعلین کے توسل

سے دربار میں حاضر ہو گیا۔ زمانہ حال میں اکثر طبقہ قطب اول سے مشرف ہوتے ہیں اور

قطب ثانی اور قطب ثالث سے بہت کم۔ خال خال صاحب تشریف ہوتے ہیں اور جو طبقہ قطب ثانی

اور قطب ثالث سے مشرف ہوتے ہیں وہی حقیقۃً قابل ارشاد اور اہل خدمت اولیاء کے

جاتے ہیں۔ جسے قطب مدار و غوث و نجیب و نجیب مردان غیب وغیرہم۔ اور انہی

بزرگوں سے حسن عقیدت کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور انہی لوگوں کے ہاتھ میں باگ حکومت۔ انتظام خلق خدا نے دی ہے۔ اور یہ لوگ۔ مقدس کتاب کے ہر وقت مختلف

بتائیں۔ جو حکم ہوتا ہے اُس کی تعمیل مثل حضرت خضر علیہ السلام فوراً کرتے ہیں۔ کہ اپنے پرائے۔ دوست دشمن۔ بھلائی برائی پر غور کرنے کو کوئی تعلق نہیں۔ ان بزرگان دین کا کام کے احکام الٰہی کی تعمیل کرنے سے غرض ہے۔ البتہ اُمت حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے واسطے دعا ضرور کرتے ہیں اور یہ بھی اُمت کے واسطے ان بزرگوں کی ترقی درجات کا باعث ہے۔ میں اپنے اس کلام کی تصدیق میں جناب حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کو لکھتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔

"جو شخص اللہ عزوجل اور اُس کے نیک بندوں کے ساتھ اچھا گمان نہ رکھے اور اُن کے سامنے تواضع نہ کرے اُس کو فلاح نصیب نہ ہوگی۔ اے شخص تو ان کے سامنے تواضع کیوں نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ سردار اور امیر ہیں ان کے مقابلہ میں تیری کیا ہستی ہے حق تعالیٰ نے انعام مکمل ان کے حوالہ کیا ہے۔ ان کی بدولت آسمان سے پانی برستا ہے اور زمین سے سبزہ اُگتا ہے۔ تمام ہوا کلام حضرت کا۔

حضرت صاحب پیر علم اور تحقیق تھے اولیاء سے خدمت لیتے تھے کہ جس کی تعمیل مجھکو بہت طریقہ سے ہوئی ہے جس کو میں تحریر و تقریر تیار رہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا حضرت صاحب کی طبیعت میں خدا نے علیٰ درجہ کا ظرف رکھا تھا کہ وہ اپنے حالات کسی کی خبر کسی کو نہیں دیتے تھے۔ اور راز داری یہاں تک تھی کہ ایک مرید کا حال دوسرے مرید سے کم بیان فرماتے۔ جو مرید آپ کے زیادہ ترقی کرگئے تھے۔ اُن سے گاہے گاہے کم ترقی کرنے والے مرید کا حال بیان فرمایا کرتے تھے لیکن کم درجہ کے مرید سے زیادہ ترقی

حضرت صاحب نے آواز دیے اور بلا اجازت گھر کے اندر گئے آئے لیکن وجہ پوچھ
کچھ کہہ نہ سکا اور تعظیم کو اٹھا میرے اٹھتے ہی حضرت صاحب غائب ہو گئے۔ اور میرے اوپر ضعف سا
جاتا رہا۔ اور ایسی قوت مجھ میں پیدا ہو گئی جیسی کہ ایام شباب میں ہوتی ہے۔ میں نے اس وقت پڑھا
پہنچے تو میری اہلیہ نے مجھکو پکڑ لیا اور یہ خیال کیا کہ کثرت تجارت سرد ہو گیا ہے۔ اس لیے یہ
سے باہر جاتے ہیں اور میرے جانے میں مانع ہوئیں۔ تب میں نے کہا کہ میں ابھی حضرت
صاحب کی خدمت میں جاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے قریب دو میل کے فاصلہ پر حضرت صاحب کی
خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم کو وہم ہو گیا ہے۔ میں نے کہا
چھ ہوا کچھ ہو آپ نے ایسے معاملہ حضرت صاحب کے دیکھے ہیں۔ اس واسطے حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب انہیں میں فرماتے ہیں تصرفات عشبندیہ
مجددیہ و مظہریہ جدد ذات ہیں کہ جن پر کہ آپ حضرت صاحب رحمۃ اللہ
علیہ وسلم کی شکل ہو جاتے ہیں اور کبھی خصوص بعض خدمت صاحب کی شکل ہو جاتے ہیں
یقین و بقا اتصال روحانی بہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس درجہ باعث شکر اور کس
درجہ باعث تصدیق ہے میں کئی مرتبہ حضرت صاحب کی قبر شریف پر حاضر ہوا اس لیے کہ ان معاملات
میں جو مجھکو درپیش ہیں از قسم امر خلق و معاملات دنیا و دنیوی تو میں نے شاذ و نادر ہی دیکھا کہ
صاحب کی قبر شریف حجرت کے باغ میں سے ایک باغ ہے۔ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف رکھتے ہیں اور حضرت صاحب میرے معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں۔ اور حضور
مسکراتے ہیں بفضلہ تعالیٰ وہ کام مدت میرے ایسے ہی درست فرما دیے کئی مرتبہ حضرت صاحب
مجھکو قبر شریف میں سے آواز دیا میں خوش ہوں تو فرمت کر میرے معمول آپکی زندگی میں
چار برس تک اور بعد وفات تیس سال سے قریب روزانہ ناغہ کا ہے۔ کبھی تیس

کئی روز تک حاضر نہ ہوا تو قبر شریف میں سے آواز بلند فرمایا کہ تو کئی روز سے کیوں نہیں آیا۔
کہتا ہے میں نے حضرت صاحب کو کئی خواب عرض کیا آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ مجھ کو سب یاد
ہے شک نہ کر۔ میں نے اسی شب کو دیکھا کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلم
مبارک سے مجھکو بشارت لکھ کر عنایت فرمائی۔ تیرے پیر کے کلام میں شک مت کر وہ حق کہتا ہے
اور یہی مضمون آپ نے ایک ہی وقت میں چار بیس مرتبہ لکھ کر عنایت فرمایا۔ اور زبانی آپ نے بھی
فرمایا ہے ایک مرتبہ میں نے لکھا کہ میں مقام ہستی میں ہوں اور وہاں سے نہیں نکل سکتا۔ اسی
حیرت و تردد میں دیکھا کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لائے۔ اور حضرت صاحب کو آپ
نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور یہ حال ابتدائی زمانہ کا تھا کہ حضرت صاحب اور آپ کے والد ماجد
حضرت صاحب کی طرف سے مذبذب کر دیا جاتا تھا۔ حضرت صاحب کا یہ دیدہ میں نے
بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ دیدہ حضرت صاحب دیدہ ہے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب نے فرمایا
کہ میری بھی بخشش فرما دے۔ انھوں نے اسی شب خواب میں دیکھا کہ حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ حضرت صاحب بھی ہیں۔ حضرت صاحب نے
حضور صلعم کی خدمت شریف میں نہایت ادب سے عرض کیا یا رسول اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ اس کو
بخشدے اس عرض کرنے پر حضور اقدس نے اگلا قدم مبارک بڑھا کر اس عورت کے سینہ
پر رکھ دیا اور فرمایا کہ میری بھی بخشش فرما دے۔ انھوں نے اسی شب خواب میں دیکھا کہ حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ حضرت صاحب بھی ہیں۔ حضرت صاحب نے
حضور صلعم کی خدمت شریف میں نہایت ادب سے عرض کیا یا رسول اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ اس کو
بخشدے اس عرض کرنے پر حضور اقدس نے اگلا قدم مبارک بڑھا کر اس عورت کے سینہ
پر رکھ دیا کلمہ شریف لکھ دیا۔ کلمہ شریف لکھتے ہی سینہ اس قدر نورانی ہو گیا کہ
سب اسکی روشنی پہنچی۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا اطمینان رکھو تیری بھی بخشش
ہو گئی۔ اور آپ تشریف لے گئے۔ حضرت صاحب کے خاص خادم عبد الرحمن خاصہ خاں نے

ی اُن پر خاص عنایت تھی، وہ ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اُن کا سینہ نورانی
رہتا تھا۔ اُن پر پیر صاحب کی بہت عنایت تھی وہ ترک الدنیا و قناعت پر رہتے تھے کبھی
نہ پیسہ جمع کیا، دولت کا نہ قریب گئے تو غیب سے کوئی اُن کو سوتے جاگتے گرم روٹی
زیر قاب ہوجاتی۔ اُن کے انتقال سے حضرت صاحب کو بہت رنج ہوا۔ اُن کے انتقال کے بعد
حضرت صاحب کے ایک خادم نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صادق علی عبدالرحمٰن خان صاحب
کپڑا پکڑ کے بڑے حضرت صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عرض کیا کہ حضرت! یہ آپ کے
سپرد ہیں" یہ خواب سنکر بڑے حضرت صاحب نے عبدالرحمٰن خان صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ
میں لے کر فرمایا "بیشک یہ میرے سپرد ہے" اور اسی طرح یہ خادم عرض کرتے بڑے حضرت صاحب
نے جناب حضرت سید صاحب کے سپرد کیا۔ اسی طریقے سے سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ جناب عبدالرحمٰن خان صاحب کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر اُن کو جناب سالم صاحب
کے سپرد کیا اور سالم کی جناب میں پیش کیا۔ یہ رسول اللہ صلعم کے سپرد ہیں۔
اب غور طلب حضور نے عبدالرحمٰن خان صاحب کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا
اور فرمایا صدیق اکبر جنت کے سپرد ہے تو یہ بھی جنتی ہے۔

اگر کسی حضرت صاحب کی ولایت کا ثبوت کسی کو درکار ہو تو اس
سے بہتر کیا ثبوت ہوگا کہ حضور نے اُن کو اپنے دست مبارک میں لیا
اور مقبولیت کا نہ رہا ثبوت۔ چنانچہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

دفن ہونے کی خواہش رکھتے ہیں۔ حضرت صاحب ایک دفعہ بیمار تھے۔ ان کے ایک دوست کا انتقال ہوگیا۔ وقت غسل کے دیکھا گیا تو ان کا چہرہ بوجہ شامت اعمال سیاہ ہوگیا تھا۔ یہ دیکھ کر ان کو رقت آگئی۔ دوستوں نے بجناب باری تعالیٰ دعا کی۔ قدرت حق جب قبر میں اتارنے کو تھے تو ان کا چہرہ نورانی ہوگیا تھا۔ یہ شخص بس درخت۔ بکان کے نیچے بیٹھتے۔ درجب وہاں سے اٹھ کر ہوتے تو مکان سے درخت سے رونے کی آواز آتی۔ حضرت صاحب کسی پر ناراض ہوجاتے تو بہت جلد اس شخص سے خوش ہوجاتے۔ آپ کے دشمن نے ایک مرتبہ دو شخص آپ کے مکان میں نقب لگا کر اسباب کپڑے برتن وغیرہ لیگئے۔ آپ نے جب یہ سنا تو فرمایا۔ ہمارا دوست خدا کے ایسا ہے اور چوری وغیرہ میں کوئی کارروائی نہیں کی۔ قدرت حق تھوڑا عرصہ گزرا۔ جس شخص نے جس وقت سے نقب لگائی تھی وہی وقت اس کا بارود سے زخمی ہوکر کاٹ دیا گیا۔ اور دوسرے چور کے مکان میں اسکی عورت موجود گی میں آگ لگ گئی۔ اسکا سامان جل گیا۔ مکان بھی کچھ برباد ہوگیا۔ یہ تھا حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اس فعل سے تقرر کرکے معافی کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے خوب یاد ہے کہ جس وقت اس شخص کے مکان میں آگ لگی تھی۔ حضرت صاحب نے اس وقت مراقبے سے سر اٹھا کر مجھ سے فرمایا کہ دیکھو میں فلاں شخص کے مکان میں آگ لگی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے تیسرے روز وہاں سے خط آیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسی شخص کے مکان میں چوری کی تھی۔ آگ لگی۔ اور وہی وقت آگ لگنے کا تھا۔ حضرت صاحب کے کلام میں

جب کبھی مجھ کو آپ تذبذب رہتا۔ تو پیر تمین کے دیئے غیب سے اکثر تصدیق ہوجاتی

کرتی تھی۔ چنانچہ ایک روز حضرت صاحب کی دربارہ عہد مخدوم صاحب کی گفتگو میں یہ خلجان ہوا کہ حضرت صاحب یہ فرماتے تھے کہ ذکر جہری کا یہ قوی اثر ہے کہ جسم کی رگیں ذکر حق

سے جنید ثانی ہیں، اور مولوی عبد الغفور صاحب یہ کہتے تھے کہ "ذکر قلبی کا ثبوت
سنت قوی ہے۔ مجکو اس میں خطجان رہا۔ میں نے اسی شب کو ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا
کہ انکی نورانی شکل ہے اور حلیہ انکا بخارا شریف کے لوگوں کا سا ہے۔ تشریف لائے اور بعد سلام
علیکم مجھ سے مصافحہ کیا اور بعد مصافحہ میری انگلیوں میں اپنی انگلیاں ڈالیں اور پھر فرمایا کہ تو
دیکھتا ہے کہ میری انگلیوں میں کیا ہے میں نے عرض کیا کہ آپ کی انگلیوں کی گرہیں ذکر حق سے جنبش
ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہی ثبوت ذکر قلبی قوی ہے" اور میں بامر اللہ حضرت خواجہ
بہاء الحق والدین قدس اللہ تعالیٰ علیہ۔ میرے پاس ہی وقت میرا رکا تھا شوکت علی سو رہا
تھا۔ میں نے اس کا منہ کھول کر دیکھا تو اس کی زبان جوں منہ سے قریب پون انچ کے گر گئی تھی
اور اس کی دو شاخیں ہو رہی تھیں، وہ بالکل جڑی ہوئی تھی۔ اور کوئی زخم
اس میں نہ تھا۔ یہ خواب بیداری سے بہتر اور ثبوت برکت اور تصرف حضرت خواجہ خواجگان خواجہ
بہاء الحق والدین قدس سرہ، رحمۃ مدغیہ۔ اور خدمتگار خدا کے آنے فوت، درجہ ولایت بعد انتقال کے بھی
بحکم خدا ہی دی جاتی ہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ ولی کی ولایت بعد وفات لے لی جاتی ہے
اس کی شرح یہ ہے کہ جو ولایت قرب خدا کی ولی کو خدا کی جناب سے عطا ہوتی ہے، وہ بعد
وفات ولی کے اور زیادہ قوی ہو جاتی ہے۔ اور جو ولایت ماذون کے ساتھ کسی ولی کو مقام خلق
کی جس کو منصب قطب، ابدال، اوتاد، نقیب، نجیب، مدد غیب وغیرہ مراتب کی
عنایت ہوتی ہے۔ یہ ولایت بعد انتقال کے بعد لے لی جاتی ہے۔ اور وہ کسی زندہ بزرگ کو
تفویض کر دی جاتی ہے۔ لیکن جو بزرگ اہل خدمت یا اہل ارشاد فی درجہ کے مقام گزرے
ہیں وہ اہل خدمت اولیاء موجودہ کی اور اہل ارشاد موجودہ کی دعا اور ہمت سے بحکم خدا ان کی
ارواح طیبات ایسی اعانت کرتی ہیں، جیسے اہل ارشاد و اہل خدمت زندہ کرتے ہیں اجزاء ہم

درمیان بیعت سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر کسی کو میری تقریر میں شبہ ہو تو وہ حضرت عبدالحق صاحب

و حضرت خواجہ نظام شیخ عبدالقادر جیلانی و حضرت مرزا مظہر جان جاناں و حضرت خواجہ محمد نقشبند و

حضرت خواجہ امکنگی و حضرت شاہ ولی اللہ و حضرت شاہ عبدالعزیز و حضرت شاہ اسحٰق صاحب

وغیرہم کی کتابیں دیکھیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

یہ بات مسلّم ہے کہ عالم موجودات عالم فرشتوں سے اور خاص بندے خاص فرشتوں سے افضل

ہیں اور خلعت خلافت صرف بشر کو عنایت ہوا ہے نہ کہ فرشتوں کو تو جب اللہ تعالیٰ اپنے کم

درجہ والی مخلوق سے اپنے مخلوقات کا کام لیتا ہے تو اپنی اعلیٰ درجہ کی مخلوق سے مثل فرشتوں

کے کام لے تو کون سے تعجب کی بات ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ کمال اولیاء کبار کا زندگی

اور بعد مرنے کے جو کچھ ہے وہ عطیہ رب العالمین ہے اور یہ سب اسی کی حمد و ثنا و قدرت کا ثبوت ہے

چنانچہ یہ مسئلہ مزار مبارک پر متفق ہے کہ حضور صلعم کی زیارت حضور ہی کی زیارت ہے۔ شیطان آپکی

شکل نہیں بن سکتا۔ اور آپ کی زیارت ہر شب میں ایک ہی وقت میں ہزارہا مسلمانوں کو ہر ملک

میں ہوتی ہے۔ تو جب آپ کی روح مقدس کا یہ حال ہے کہ ہر امتی کو ایک ہی وقت میں زیارت

سے مشرف فرماتے ہیں۔ اور طریق حق کی ہدایت اور کرامت فرماتے ہیں تو حضور کی امت کے خاص

امتی جو آپکے وارث ہیں اور اس نعمت میں سے بھی حصہ پانے کے مستحق ہیں۔ اگر بعد انتقال

خاصان خدا کے بمعنی خدا و عطیہ خدا یہ کمال باقی رہیں تو کیا تعجب ہے۔ بلکہ قادر مطلق خلق مخلوقات

کی یہ عین توحید ہے۔ اور بامر حق فرشتے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیا اولیاء کرام کچھ ہیں

کرتے۔

طلاع۔ اگر کوئی حضور انور کی زیارت کا شوق رکھتا ہو، تو چند روز میرے حضرت علی شیر

صاحب کی تبرکات پر حاضر ہو کر وہاں بھی کریم غیاث تحیۃ و تسلیم پر درود شریف پڑھے، انشاء اللہ

بہت جلد خبر وزیر ریاست نصیب ہوئی ۔ اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ۔ یہ بات ہر شخص نہیں

غرضکہ جناب حضرت رسول خدا صلعم کو جتنے کمالات ظاہری اور باطنی اللہ تعالیٰ نے

حسب مراتب کمالات نصیب ہوتے ہیں ۔ اگر ان میں سے حضرت داؤد علیہ السلام کو ورثہ

الانبیاء کے معنی کب درست ہو سکتے ہیں ۔ وارث کو وہ چیزیں ملنی چاہیئے ۔ جن سے

کچھ حالات حضرت صاحب و بڑے حضرت صاحب و جناب پیر صاحب کے ہیں ۔ یہ نہیں

اظہر نہ تھے ۔ بلکہ قابل استفادہ تھے ۔ مگر یہ خیال کر کے کہ طالب خدا ان چیزوں کی طرف

میں نہیں ۔ اور یہ بھی لوگ جان لیں کہ جیسے کتابوں میں ولی ترک کرامت کے ہیں

خدائے قادر نے اپنے برگزیدہ بندہ زمین پر ان کمالات کے پیدا کئے ہیں ۔ ورنہ حالت کمال

کو پہنچنا ۔ ترک کرامت و قطب حضرت صاحب کا ہمارے گھر میں ظاہر ہونا

شرح ارادت ست با ایں اہل دل ۔۔۔ تا نہ از عشق بود در نسل

اس سبب سے حضرت صاحب نے کامل لوگوں سے کہا ۔ بلکہ تا نہ از عشق کے پیدا ہے

لیکن کفو و مناسب از ہر چند ۔۔۔ ہیں ز ناکار و فرومایہ نہ چند

لیکن سوائے کتابوں کے لوگ نکاح کرتے ہیں ۔ ورنہ شریف کے ساتھ شریف

اب میں حضرت صاحب کے حالات کو ختم کر کے آپ کے [illegible]

آپ نے بچپن سے روزانہ وقت نماز جمعہ کے تیسویں پارہ کا [illegible]

کہ نقش زمانہ ہیچ نماند ۔۔۔ جز نیکی کہ بجا بماند

تیسرے حالات آپ کے حضرت صاحب کی پیدائش سے پہلے ہوئے اور کچھ

کہ آپ کا وقت آخر سے بہت ہوگا ۔ [illegible]

آپ نے فرمایا۔ اور آپ کا وقت سفر آخرت ہوا۔ چنانچہ تاریخی نام دیا آپ نے انتقال فرمایا

مولوی سراج الدین صاحب کا مکان ہے جو حضرت صاحب کے جنازہ کے ساتھ تھے۔ رستہ میں قبرستان

تھا وہاں پہنچ کر آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت صاحب کی قبر کی نسبت دعا کی ہے۔ اس لئے

نعش چند منٹ یہاں رکھی جائے۔ چنانچہ یہاں نعش رکھی گئی۔ اور سب نے کھڑے ہو کر حضرت صاحب کی قبر شریف

کی طرف منہ کر کے دعا کی۔ میں حضرت صاحب کی قبر شریف پر بیٹھا ہوا یہ فکر کر رہا تھا کہ حضرت صاحب

کی سن وفات کی آیت شریف یا عربی میں شعر۔ اور سنہ ہجری ہو تو بہت مناسب

ہے کہ یاد آیا وَاَنَا خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ۔ میں نے دل میں پڑھا الغفور کے عدد ۱۳۲۶ ہوئے تو سنہ

نعش اٹھانے کا وقت آیا۔ میں نے نعش کا تکیہ کیا۔ اور نعش کے نیچے کی طرف بیٹھ گیا

جنازہ کندھا دیا۔ قصہ آمد مولوی سراج الدین صاحب کا یہ ہے۔

جناب شاہ علی تیرہ روز علت — سیاہ روز جہاں شد بچشم ہر زن

ہمہ قبر نوشتم سال وفات — مزار پاک نبی شیر خدا رو منزل

۱۳۲۶ ۱۰ ۱۹

حضرت صاحب کی قبر شریف شہر سے پورب دو فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ قبر شریف

اور قبرستان کی چار دیواری حضرت صاحب کے دست مبارک کی تعمیر ہے۔ قبر

شریف کے اوپر سائبان حضرت صاحب کے حکم سے تعمیر ہوا۔ حضرت صاحب کا انتقال ۲۰ محرم ۱۳۲۶ھ کو ہوا۔ اور ۲۱ صبح کو

دفن ہوئے۔ اس حساب سے حضرت صاحب کا سن پیدائش ۱۲۵۰ھ ہوا۔ اور ۷۶ سال کی عمر ہوئی۔

حضرت صاحب کی ذات بابرکات ہم عاجزوں کے لئے ایک بڑی نعمت تھی۔ ہر شخص کو

حضرت صاحب کی یاد آخر تک دل میں قائم رکھنا چاہیئے۔

منہ دل بریں دھر ناپائدار زندگی تیں یک سخن یاد دار

جذبۂ ارادت مؤلف

حضرت صاحبؒ کی تعریف میں چند اشعار

شیر حق است شیر شیران خدا حضرت شیر علی شیر خدا

نائب حق نائب خیر الورے نائب حق جد خاصان خدا

ترک دنیا کثرت ذکر خدا جہد با نفس لعین حب خدا

قانع و ذاکر توکل با خدا صابر و شاکر بہ تسلیم و رضا

ہست جان این کرامت عجیب شاہ علی شیر خدا صاحب لقیب

این ہمہ اوصاف آن پاکیزہ نفس مثل آن ما ہرگز ندیدیم ہیچ کس

سالہا در سجدہ و ذکر خدا جملہ شب بگذشت در زاری و ما

شد مقرر ہر دو را صحبت با یکدیگر از برائے ایک دیگر ایثار

عشق خود در یاد حق در شکر حق محو کردہ خوب شد وصل یک حق

نفی از خود بہر حق با یکدیگر شد وصال ہمدگر ہمدیگر

این ہمہ نقش وجود عشق ہست ہمہ مصنف و بستہ

زبان گر کے کرد آن وصف روئے شستہ زبانگاہ نبرد

بہر این تائید و تصدیق کلام دیدہ ہائے ما بینا کردند تمام

زین فزون تصدیق کے باشد عزیز قدر این دانند اہل تمیز

من چہ گویم وصف آن عالیجناب ہست حق با ہر کسے ہر حسب

یاالٰہی از برائے شیرِ حق! ۔۔۔ رہ نمائی کن: ہدایت را بحق

ضمیمہ

کتاب معیار السلوک و دافع الاوہام والشکوک

میں نے اس کتاب کے سات باب اور ہر باب میں سات فصلیں لکھی ہیں تاکہ اس کتاب کو قرآن پاک کی سات منزلوں سے اور سات آیت سورۂ فاتحہ سے اور سات دن اور سات رات اور سات زمین اور سات آسمان سے مناسبت ہو۔ اور یہ باب اور فصلیں ختم ہو چکیں تو میں نے ضروری باتیں مخلوق کے لیے اس ضمیمہ میں لکھی ہیں۔ اور اس میں علاوہ کسوٹی اور میزان ضروری باتوں کے آخر میں کچھ تعویذ بھی نفع خلق کے لیے لکھے ہیں۔ اگرچہ تعویذات کا تعلق علم تصوف سے نہیں ہے۔ اور نہ ولایت کے قرب و بُعد سے اس کا کچھ واسطہ ہے۔ لیکن بعض محققین نے بموجب ارشاد اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کے خلق خدا کو ان تعویذات کی وجہ سے اپنی طرف مخاطب کرنے کا ذریعہ بنا کر خدا کی طرف مخاطب کیا ہے تعویذات میں جو علاوہ عبارت کے ہندسے ہوتے ہیں۔ وہ بھی آیات قرآن مجید یا اسمائے الٰہی کے ہوتے ہیں۔ اور تعویذ کا لکھنا حروف میں اور گلے میں ڈالنا سنت ہے جسکو دیکھنا ہو وہ کتاب حدیث حصن حصین میں دیکھ لے جس کا ترجمہ اور شرح نواب قطب الدین خانصاحب محدث دہلوی نے کی ہے۔ پہلے میں وہ معیار لکھتا ہوں کہ جس کا تعلق تصوف سے ہے۔ اس کے بعد میں تعویذات لکھوں گا۔

(۱) معیار اس۔ جو خواب یا کشف یا الہام یا آواز غیب ہو اس کو قرآن و حدیث سے مطابق کرنا چاہیئے۔ اگر مطابق ہو تو قابل ماننے اور عمل کرنے کے ہے۔ اور خلاف ہو تو چھوڑ دینے کے

قابل ہے، از مؤلف

شاہد و مے بہ دونوں ہیں تیرے　　مونس و غمخوار دونوں ہیں ترے

شاہد و رہبر ہیں تیرے دو عدیم　　چھوڑا جس نے وہ ہوا بیٹک خبیث

(۲) مصداق، جو کہ ریاض میں اور بے سر و سامانی میں قناعت و توکل دل میں ہو اور محبت خدا میں وجد و تواجد، جوش و خروش ہو تو یہ قابل اعتبار اور لائق شکر ہے۔ اور بجائے مرغن کھانے کے اور مال و اسباب موجود ہونے کے قناعت و توکل معلوم ہو یا وجد و تواجد تو یہ نفس کا دھوکہ اور ذاتی خیال ہے، لمؤلفہ

نفس کے دھوکے بہت باریک ہیں　　راہ اس کے بہت تاریک ہیں

مشعل قول امم سے طریق　　سامنے رکھ تا نہ ہو سے تو غریق

(۳) مصداق، قرآن پاک قاری خوش لحن سے سنے یا بہ مزامیر پڑھا یا جوان حسین نعت میں اشعار پڑھے، اور اس سے وجد و توجہ یا دل کو راحت نہ ہو، اور عورت یا مرد کے اشعار سنے یہ مزامیر کی آواز کیسی ہی کیسو حال طاری ہو تو جان لو کہ یہ حال نہیں بلکہ وبال ہے۔ مؤلفہ

گر ترا آید خلاف شرع حال　　داں کہ ایں خلیست گمراہ و ضلال

(۴) مصداق، کسی کو کشف ہو یا طے ارض ہو یا کچھ ہی ہو، اگر خدا کے سوا اس کے دل میں امید یا خوف غیر سے تو نہ وہ ولی خدا ہے، نہ اس کا سلوک قابل اعتبار،

ہے یہ معیار ولایت اے عزیز　　اپنے کھوٹے اور کھرے کی کر تمیز

خواجہ ناصر عندلیب با صفا　　ایسا کچھ فرماتے ہیں در ہر ادا

ہے امید و خوف حق کے سوا　　ہے وہ بندہ نفس سے بندہ خدا

(۵) مصداق، دوسرے لوگ جیسے سکی محبت جہانی و کشش پدری و روپیہ پیسہ

ستر کرتے ہیں سکو بھی دیکھ لیتے ہیں اپنے کم درجہ کے لوگوں کی کرنی چاہیئے یہی عین طریقت ہے،

طریقت بجز خدمت خلق نیست — سعدی — بتسبیح و سجادہ و دلق نیست

(۶) معیار: اپنی تعظیم و تکریم کو درست جان کر منع نہ کرنا اور دوسروں کی تعظیم و تکریم ناجائز بتانا شان سید و شانِ ولایت کے خلاف ہے،

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد — (زید بن علم) — ہر کہ خود را دید او محروم شد

(۷) معیار: خوش کشف و کرامت یا طالب کیمیا دوست غیب طالب خدا نہیں ہے،

طالب کشف و کرامت کیمیا! — طالب حق نیست اے مرد خدا

(۸) معیار: اپنے عیوب کو پیش نظر رکھنا اور دوسروں کے پس پشت ذکر یا چھپانا بدترین ناخوبی اور قابل شکر ہے،

کسے نزد من در جہاں عاقلست — زخود ہوشیار و زجہاں غافلست

(۹) معیار: مسائل شرعیہ میں ائمہ طریقت کی تقلید اور مسائل طریقت میں ائمہ طریقت کی تقلید نہایت ضروری ہے، اور اس کے خلاف میں تباہی اور گمراہی ہے، سوائے اس شخص کے جو درجہ اجتہاد کو علم شریعت یا طریقت میں پہنچ چکا ہے، لیکن اگر وہ بھی تقلید ائمہ کرے تو حسن

ہست او واقف ز تقلید امام — ہست کلید معرفت رب انام

راست مرضی خدا او مصطفیٰ — منکشف تقلید سے ہو برملا

(۱۰) معیار: ذکر قلبی بعض وقت ایسا لطیف ہوتا ہے کہ نہ اس کا ادراک ہوتا ہے اور نہ فہیدگی آتا ہے، بعض وقت وہ جہر گناہ نہیں ہوتا، اس کی معیار یہ ہے کہ اگر دلیل توحید خدا اور محبت حبیب خدا سے تو جان لے کہ ذکر اس وقت کے ساتھ ہے، اور اگر توحید و محبت میں بھی کمی ہے تو یہ خفی جہر گناہ ہے، اس سے استغفار اور گریہ و زاری زیادہ کرنا چاہیئے

بے ندامت اور گریہ فضل رب موجب باب رحمت باب بخشش وا ہو سب

حضرت مولانا رح

کار تو موقوف بر زاری دل ست　　بے تضرع کامیابی مشکل ست

(۱۱) معیار: جیسے اپنی عورتوں کی پردہ و عصمت کا خیال ہے، ویسا ہی دوسروں کا رکھنا چاہیئے،

بزرگوں نے ترجمہ حدیث شریف کا یہ کیا ہے، ہر چہ خود نہ پسندی بدیگراں مپسند

بہتری جو چاہے اپنے واسطے　　وہ ہی چاہے دوسروں کیواسطے

مومن حقہ ہے وہ مرجع　　ہے یہ ارشاد محمد مصطفےٰ

(۱۲) معیار: غیر عورتوں کی صحبت اور جہاں شرع کا دھیان کام ہوتے ہوں وہاں سے بچنا چاہیئے، ورنہ باعث مطعونی ہوگا، حضور کا ارشاد ہے، اتقوا بمواقع التہم

دور باش از جائے تہمت اے پسر　　این چنین فرمودہ خیر البشر

(۱۳) معیار: ایسے عرسوں میں سفر کرکے نہ جانا چاہیئے کہ راستہ میں نمازیں قضا ہوں، یا سود کی روپیہ لیکر جانا ہو، یا اہل حقوق، ماں باپ، بیوی بچے، تکلیف میں ہیں یا بیمار ہوں، اور تو عرس میں جانا، عرس میں شریک ہونا مستحب یا جائز ہے، فرض یا واجب یا سنت مؤکدہ نہیں ہے اور اہل حقوق کی ادائیگی حق، فرض اور واجب ہے، فرض کے مقابلہ میں مستحب قابل ترک ہوتا ہے یہی مسئلہ متفقہ ہے، حج بیت اللہ بھی جب ہی فرض ہے کہ جب ان حقوق کے حق سے زائد روپیہ ہو، جب بیت اللہ کا حج ہی ایسی حالت میں فرض نہیں ہوتا تو مستحب میں جانا کیسا؟

مستحب جائز کو کرتا ہے ادا!　　فرض حق کو چھوڑتا ہے بے محل

کب ملوں راضی تجھ سے اے مرد خدا　　حضرت حق اور محمد مصطفےٰ

(۱۴۱) معیار: اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے اکل حلال بذریعہ سوداگری یا صنعت و حرفت یا مزدوری کمانا فرض ہے، اور یہ سنت انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام و اولیائے عظام رضی اللہ عنہم ہے کسی کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے، اور پھر خدا پر توکل کرنا چاہیئے۔

سب پیمبر اور ولی جملہ امام — کسب کرتے آئے ہیں یہ لاکلام
مزد کا سب ہے حبیب اللہ ضرور — ہے یہ مضمون حدیث اندر زبور
ہے یہی مضمون اندر مثنوی — مثنوی مولوی معنوی
گفت پیغمبر بآواز بلند — بر توکل زانوے اشتر بہ بند
بر خود و بر کس منہ بر خویش نہ — سروری را کم طلب درویش بہ

(۱۴۲) معیار: جس وقت سردی میں سر و بدن جسم پر بوقت غسل پڑے یا حاکم کے سامنے پیشی مقدمہ ہوتی ہو یا تبلیغ عام میں گفتگو کرتا ہو، یا بیماری سے تکلیف شدید ہو یا بہت خوشی کا موقع ہو یا جس وقت طبیعت میں غصہ زیادہ ہو یا اپنی اہلیہ کے ساتھ وقت خاص ہو یا بچہ کی تکلیف زیادہ ہو، ان سب جملوں میں ذکر قلبی کو دیکھے۔ اگر ذاکر پائے تو شکر کرے کہ غافل پائے تو ندامت و افسوس کرے۔

وقت تکلیف و خوشی دل کا خیال — ہے کدھر تو دیکھ مرد خوشخیال
نفس و شیطاں قال کو کہتے ہیں حال — تو کسوٹی پر لگا، یہ حال، قال

(۱۴۳) معیار: چاہئے کہ اچھا پہننے کا نفس کو عادی نہ بنائے، نہ اتنے کپڑے رکھے کہ آرائش کہلائے، نہ اتنے زیادہ کپڑے کہ بدبودار و گندے ہو، نہ اتنا کم رکھے کہ شہرت پیدا ہو کر خدمت اہل و عیال اور اتباع سنت سے محروم رہے۔

نہ چنداں بخور کز دہانت برآید — نہ چنداں کہ از ضعف جانت برآید

(۱۴) معیار: تو گفتگو اتنی زیادہ کرے کہ سامعین پریشان اور دل تیرا حیران ہو نہ آئے خاموشی اختیار کرے کہ آنیوالے تجھ سے بیزار ہوں، نہ مالداروں اور دینداروں کے پاس اتنا بیٹھ کہ دل تیرا مردار ہو، نہ اتنا دور ہو کہ دروازہ ہدایت بند ہو کر وہ تجھ سے فرار ہوں، خیر اوسط میں ہے،

خیر کن اندر کرے جو کوئی کام — خیر اس میں ہو نہ ورنی ناتمام
خیر ہے اوسط میں اے مرد خدا — ہے یہ فرمودہ محمد مصطفےٰ ﷺ

(۱۵) معیار: شب کو نہ اس قدر جاگ کہ دماغ اور آنکھ تیرے بیکار ہوں، اور نہ اس قدر سو کر دنیا و عقبیٰ تیرے برباد ہوں،

سُو تو اول شب میں جاگ آخر میں تو — حکم ہے رب کا قلیلاً نصفہ

(۱۶) معیار: نہ کسی پر طعن کر، نہ کسی کی غیبت کر، نہ کسی کو اپنے سے بڑا سمجھ، نہ اپنے کو کسی کے مقابلہ میں اچھا جان، نہ کسی کا دل دکھا، یہ سب باتیں حرام ہیں اور اللہ و رسول خدا کے خلاف ہیں اور دینداروں کے نزدیک بھی مذموم ہیں،

نہ بیند مدعی جز خویشتن را — کہ دارد پردہ پوشد در پیش
گرت چشم خدا بینی نہ بخشد — (سعدی) ببینی ہیچ کس ناجز ز خویش
مرا پیر دانا مے مرشد شب — دو اندر ز نغز مودر روشناب
یکے آں کہ بر خویش خود بیں مباش — دگر آں کہ بر غیر بدبیں مباش

حضرت حافظ شیرازیؒ

مباش در پے آزار ہر چہ خواہی کن — کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہی نیست

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں،

ہزار کنج عبادت بزیر ہر کنجے کرہ — ہزار طاعت بشہا ہزار بیداری

ہزار روزہ و تسبیح و صد ہزار نماز — قبول نیست اگر خاطرے بیازاری

(۲۰۰) تعلیم: مزارات متبرکہ ولیں اللہ پر باادب اور بخوف حاضر ہو، اور ان کی فیوض مبارک سے فیض حاصل کرے اور ان کی ذات و برکات کے توسل سے خدا کی جناب میں فتوحات دارین کی دعا کرے، خواہ اور سجدہ زندہ اولیاء ہوں یا ان کی قبور پر کرنا حرام ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو امام طریقہ ہیں، وہ یہاں تک احتیاط کرتے ہیں کہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین جلد اول کتاب الوضو صفحہ ۳۵ مصری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی قبر کی زیارت کرو تو اس پر بیٹھو نہیں اور نہ اس کو بوسہ دو کہ یہ یہود یوں کی خصلت ہے اور ایسے ہی محمد غزالی در احیاء العلوم رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں:

ہست طواف و سجدہ از ہر خدا — دیگراں زنجیر حق ست اندرو

ایں طواف و سجدہ از بہر صمد — ہست شرک و گاہی مطلق حرام

(۲۱) تعلیم: شریعت نرسے، حقیقت وہ ہے جو حقیقت پر پہنچ سے، معرفت شناسی

(۲۲) تعلیم: شریعت نام ہے، طریقت عمل ہے، حقیقت خوش ہے، معرفت دید حق ہے،

(۲۳) تعلیم: شریعت شمع ہدایت، طریقت راہ پانا ہے، حقیقت مقام مقصود تک پہنچنا ہے، معرفت مذاق حسب مکان سے ملنا ہے۔

(۲۴) تعلیم: شریعت مثل جسم کے ہے، طریقت مثل جان کے ہے، شریعت عمل ہے اور طریقت اسمیں خلوص ہے،

(۲۵) تعلیم: ہر شخص اپنے کفن کی جانچ پر اور اپنے قبر کو دیکھ کر، یہ بوسے اتنا تفکر

نہیں ہوتا، جتنا کہ دوسرے کے ٹوکنے سے ہوتا ہے، اسی طرح اپنے اعمال خراب سے اتنی بیزاری نہیں ہوتی جس قدر دوسروں کے بُرے اعمال سے ہوتی ہے۔ یہ بے انصافی در دھوکہ نفس ہے۔ اس سے بچ۔ اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اور اگر تو اپنے کو صوفی گو جانتا ہے۔ تو اپنے اعمال بد کا اظہار کیوں نہیں کرتا۔ حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں:

اے ہنرہا نہادہ بر کفِ دست — عیبہا را نہفتہ زیر بغل

تا چہ خواہی خریدن اے مغرور — روز درماندگی بسیم دغل

حضرت مولانا رومیؒ،

کارِ خود کن کارِ بیگانہ مکن — بر زمینِ دیگراں خانہ مکن

(۲۶) معیار، جبتک صوفی اپنے کو کافر فرنگ، اور کتے خنزیر سے بدتر نہ جانے گا، معرفت حق اس پر حرام ہے۔ اور کیا حال ہو اس شخص کا، جو اپنے کو بزرگانِ دین کے برابر جانے،

عیب است عظیم بر کشیدن خود را — وز جملہ خلق برگزیدن خود را

از مردمکِ چشم بیاید آموخت — دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را

(۲۷) معیار، نبوت کیواسطے معجزہ لازمی ہے۔ ولایت کیواسطے کرامت لازمی نہیں، ولی کو اتباعِ نبیؐ کی ضروری ہے۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں،

معجزات از بہر قہرِ دشمن است — بہر محبت پیشِ دل بُردن است

(۲۸) معیار، سلوک صوفیہ سے یہ مقصود نہیں ہے کہ غیبی صورتوں اور شکلوں کا مشاہدہ کریں اور الوان و انوار کا معائنہ کریں۔ یہ چیزیں خود لہو و لعب میں داخل ہیں،

غیرِ حق کے جو تمنا ہے عیاں (اوضح) لہو و لعب و شعبدہ تو اس کو جان

(۲۹) یعنی جس دل میں محبت کا مال و جاہ ہے وہ دل لائقِ نزولِ رحمت نہیں ہے

اسی لئے دل کعبہ سے بہتر ہے۔ حضرت حکیم سنائی فرماتے ہیں:

دل کہ ملکِ ولایت ربانی ۔۔۔ چیرہ دیو و راجہ دل خوانی

دل کہ بر جاہ و مال دارد مہر ۔۔۔ آں سگ و دل دگر بود آں دگر

(۳۰) یعنی جس نے خدا کو پہچانا، اس نے اولیاء کو پہچانا، اور جس نے اولیاء کو پہچانا اس نے کعبہ کو پہچانا۔ حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں:

چونکہ با حق متصل گردید جاں ۔۔۔ ذکرِ آں اینست ذکرِ ایں بداں

(۳۱) یعنی جس نے پہنچنے کا خیال کیا وہ نہ پہنچا، اور جس نے اپنے کو دور جانا وہ دور ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ فرماتے ہیں:

ہنوز ایوانِ مستغنی بلند است ۔۔۔ بفکرِ ما رسیدن ناپسند است

(۳۲) یعنی ادراک سے خبر ہونا ادراک ہے۔ وہ جہالت کا اقرار کرنا معرفت ہے

حضرت خواجہ نقشبند:

عزیزاں تمرہ ست ما معرفت ۔۔۔ کہ نادر شش آید و نہ در صفت

(۳۳) یعنی شریعت کے تین جز ہیں، علم، عمل، اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جز و متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی،

علم ہو اور ہو عمل اور ہو خلوص ۔۔۔ تب ہو تصدیقِ شریعت با ثبوت

(۳۴) یعنی کام کا دارومدار دل پر ہے۔ اگر دل فطرت سے رقت رب تو خراب اثر ہے۔ صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کچھ نہیں ہوتا، اور بڑا اعمال صالح ہونی چاہئے شریعت نے حکم دیا ہے۔ جو اعمال سے متعلق دل کرتا ہے۔

اے برادر کار دل پیدا مدار　　زندگی اپنی شریعت پر گذار

از صراطِ مستقیم شرعؑ پا بیروں منہ　　دور شد سوزن ز رشتہ زود خود را گم کند

(۳۵) معیارِ علم و عمل شریعت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور اخلاص کا حاصل ہونا طریق صوفیہ پر منحصر ہے کہ جو علم و عمل کی روح ہے،

علم اعمال از شرع حاصل شود　　از طریقت روح ایں حاصل شود

(۳۶) معیارِ یاد کرنا طریقت میں ہے، یاد داشت حقیقت میں ہے۔

یاد کردن سب طریقت میں میاں　　یادداشت ہست در حقیقت میں عیاں

(۳۷) معیارِ توانگر دولتمندوں کے لئے اچھی ہے، اور استغنائی فقراء کو زیبا ہے،

غنیٰ را در توانگر بہتری ہست　　ورا در فقر استغنا مہتری ہست

(۳۸) معیارِ دل کی سلامتی ایمان و سوی اللہ بغیر نہیں ہو سکتی۔

ہست قلب سلیم اصل فنا　　متفق ہیں اس میں جملہ اولیا

(۳۹) معیارِ تمام سعادتوں کا سرچشمہ سنت کی تابعداری ہے۔ اور تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے،

تبع سنت کی بود خیر البشر　　در خلافت اس کے خدا کا تھا ہے

دین و دنیا اپنا جو چاہے حسن　　متبع سنت ہو وہ شاہِ زمن

(۴۰) معیارِ فقراء کی خاک دنیا دولتمندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔

خاک دنیٰ عارفاں باحشد　　بہتر از صدر نشینی اغنیا

(۴۲) معیار: منازلِ سلوک صرف اس لیے ہیں کہ یہ ان حقیقی نصیب ہو جائے۔

(۴۳) معیار: طریقہ نقشبندیہ کا مدار دو اصول پر ہے۔ ایک شریعت کی پیروی استقامت کے ساتھ۔ دوسرے شیخ طریقت کی محبت اور خدمت میں استقامت۔

(۴۴) معیار: اللہ تعالیٰ بچوں، بچیوں اور وارثوں اور جو کچھ دیدو دانش اور شہود و مکاشفہ تیں آے اسکا خیر ہے۔ اس راہ کے جو رو مبتدی بچوں کیطرح رفیق ہونا چاہیئے۔

(۴۵) معیار: جبتک خاتمہ بخیر نہ ہو۔ کسی مبشرات والہام یا کشف و کرامت یا حال پر مطمئن نہ ہو۔ اور ہمیشہ گریہ وزاری اور استغفار میں رہے۔

بیرون گور از کرامت چہ می زنی ایمان اگر بگور رود صد کرامت است

(۴۶) معیار: جب تک سیرت و حالت میں نہ پہنچے، فنا نصیب نہیں ہوتی۔ جس فنا کو فنا جانتا ہے، یہ خود فنا ہے۔

(۴۷) معیار: فقر اللہ کی محبت دنیا و آخرت کا سرمایہ ہے۔

(۴۸) معیار: انسان جامع جمیع موجودات ہے۔ اس لیے جمیع موجودات سے اس کا تعلق ہے۔ اگر یہ تعلقات اشیاء میں پھنس گیا۔ تو فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ اس کے نصیب ہے اور اگر خالق ارواح اور اسماء و صفات اور ذات کیطرف مخاطب ہو گیا تو فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا اس کے نصیب ہے۔

(۴۹) معیار: انسان آئینہ کامل ہے۔ اگر یہ اپنے آئینہ کو رخ جہان کیطرف رکھے تو اس میں عکس خراب پڑ کر نہایت کدر اور بدنما ہو جائے گا۔ اور اگر رخ آئینہ کا حق کی طرف کرے تو سب سے زیادہ مصفا اور خوشنما ہو جائیگا۔

ضروری تعویذات

تعویذ برائے دفع بخار لکھ کر گلے میں ڈالدے اور یہی پینے کو دے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ الْکَرِیْمِ

۳۰۵	۳۱۶	۳۱۷	۳۰۲
۳۱۱	۳۰۸	۳۰۷	۳۱۴
۳۰۶	۳۱۳	۳۱۲	۳۰۹
۳۱۸	۳۰۳	۳۰۴	۳۱۵

تعویذ برائے امراض چشم و ضعف بصارت ۱۰ اور اسی آیت شریف کو ۷ مرتبہ صبح اور ۷ مرتبہ شام پڑھ کر دم کرے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وسلم

۵۵۱	۵۵۴	۵۵۰	۵۴۴
۵۵۷	۵۴۵	۵۵۰	۵۵۵
۵۴۶	۵۴۰	۵۵۲	۵۴۹
۵۵۳	۵۴۰	۵۴۷	۵۵۹

دوسری ترکیب زیادتی روشنی آنکھوں کی ہدایت مجرب ہے ہر کہ جس وقت اذان مؤ
ذن کے ساتھ ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ آخر تک پڑھتا رہے اور
بعد ختم اذان کے انگوٹھوں کو دھو کر آنکھوں پر لگائے۔ یہ عمل حدیث غریب حدیث موضوع کی بحث سے بعید
ہے۔ طریقہ عمل یہ ہے کہ قریب عشاء کے دیکھتا رہے جس وقت مؤذن اذان شروع کرے

تعویذ برائے دفع ہر قسم اعمال و دفع ہر قسم کہان و دفع ہر قسم ظلم ظالم
و دفع ہر قسم رشوت ستانی و دفع ہر قسم زراعت و دفع ہر قسم آفت و دفع ہر قسم زد و

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

۵۸۰

۶۰۴	۶۰۷	۶۱۰	۵۹۶
۶۰۵	۵۹۷	۶۰۳	۶۰۸
۵۹۸	۶۱۲	۶۰۵	۶۰۲
۶۰۶	۶۰	۵۹۹	۶۱۱

تعویذ برائے دفع ہر قسم بخار و دفع ہر قسم زکام و دفع ہر قسم درد سر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ
عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ وَالصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّنَا

۹۳۰

۱۳۲۳	۱۳۲۶	۱۳۳۰	۱۳۱۶
۱۳۲۵	۳۱۰	۱۳۲۲	۱۳۲۸
۱۳۱۸	۱۳۳۲	۳۲۵	۳۲
۱۳۲۷	۳۲۰	۳۵	۳۳۱

تعویذ برائے دفع نظر بد بچہ کو یہ جنتر لکھ کر پہنائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ

تعویذ برائے دفع طاعون دروازہ مکان کے دروازہ پر چسپاں کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ از طاعون نگہدار

تعویذ برائے زنانی شیر خوار بچہ نوزائیدہ کی تا پیٹ سیاہ پاخانہ بند ہو گیا ہو لکھ کر گلے میں ڈالے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَوَّحَ بِحُرْمَۃِ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ وَبِحُرْمَۃِ زَکَرِیَّا وَیَحْیٰی

۷۸۶

۷۸۶	۷۹۷	۷۵۸	۷۸۳
۷۹۲	۷۸۹	۷۸۸	۷۹۵
۷۸۷	۷۹۴	۷۵۴	۷۵۰
۷۹۹	۷۸۴	۷۵۵	۷۹۰

تعویذ پیٹ بند سے بچہ کے پیٹ میں بیٹھے بند ہو جاتا ہو وہ بچہ کبھی اولاد نہ ہوتی ہو۔ صدقہ فی سبیل اللہ سے فضل سے اس کو بھی اولاد دے دیتا ہے،

۵۸۶

۹۳۸	۹۲۶	۵۳۵	۵۲
۹۳۴	۹۴۰	۵۳۵	۹۳۰
۹۴۵	۵۳۰	۹۳۲	۵۳۲

تعویذ برائے ترقی رزق، اور انہی تینوں اسمائے الٰہی کو بعد نماز صبح ۲۰۰ سر مٹھ (۲۶۰) مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔

۵۸۶

۱۵۲	۵۹	اللہ
۲۰۰	۵۹	جاسط
۱۱۲	۱۰۶	۴۹

معطی

تعویذ برائے دردِ دندان، لکھ کر گلے میں باندھنا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ

اٰهِيَ اشر هَيَّ

۵۸۶

۲۲	۱۰۹	۳۱	۱۵
۲۰	۱۱۰	۳۱	۱۱۹
۱۱۶	۱۲۳	۱۱۹	۱۲۰
۱۱۶	۱۹	۱۰	۱۲۲

۵۸۶

۸	۶	۷	
۱	۳	۷	۵
۳	۹	۲	۶
۳	۵	۴	۸

تعویذ برائے ہر قسم زہر و درد پیٹ کے لئے دینے سے

۵۸۶

۶		۸
۷	۵	۳
۳	۵	۷

یہ تعویذ پندرہ (۱۵) تا تمام تعویذات کی اُمّ ہے، اور یہ تعویذ تمام ذات غیب الغیب کا ہے، اکثر لوگوں میں جو مشہور ہے کہ یہ نقش حوا کا ہے، غلط ہے۔ اس کی شرح کی جائے تو طوالت ہوگی۔ یہ نقش تمام حروف اور تمام اسماء جلال وجمال سے تعلق رکھتا ہے۔

وظیفہ ترقی رزق کے واسطے نہایت مجرب ہے

روزمرہ بلا ناغہ سورۂ مزمل شریف گیارہ مرتبہ، اور گیارہ سو مرتبہ یا مقدور پڑھنا چاہیئے

اور اوّل اور آخر درود شریف،

وظیفہ دفع دشمن اور اس کے شر سے بچنے کیلئے

سورۂ کہیعص ایک سو ایک بار پڑھنا نہایت مجرب ہے۔

وظیفہ جس وظیفہ کے عمل سے حکیم عاجز آکر ناامید ہو گئے ہوں، اس کا پڑھنے سے

خدا شفا دیتا ہے۔ بہت سے آدمی مکر پڑھیں یا ایک آدمی۔

تمام یہ عمل ایک رکعت چھبیس ہزار مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔

وظیفہ۔ دو گھڑی وقت کے واسطے نہایت مجرب ہے۔ اس کو روزانہ صبح ستر مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔

وظیفہ جس کو ہر قسم کی فکر ہو اور ہر وقت پریشان رہتا ہو، اس کو فجر کی نماز کے بعد

سورۂ الم نشرح پڑھنا چاہیئے۔

جب تمام مستحبات پڑھ لے تو دل میں اپنے مطلب کا خیال رکھتا ہوا اس کے

پڑھنے سے یہ بھی نہایت قوی ہوتا ہے۔ وہ مرض بھی، حق نہیں ہوتے۔ حدیث شریف

میں آیا ہے کوئی مرض نہیں ہے جس کا علاج نہ ہو۔ یہ وظیفہ حضرت شیخ صاحب کے

زمانہ سے اب تک ہے۔ نہایت بابرکت ہے۔ حضرت صاحب ہمیشہ چاہتے تھے کہ

رہے۔ اور کبھی قضا نہیں کیا۔

وظیفہ دفع مرض اور ضعف دور ہونے کیلئے

تین سو تیرہ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم روزانہ پڑھنا چاہیئے۔

یہ تعویذات اور وظائف جو میں نے اوپر لکھے ہیں۔ یہ ہی طرف سے ہر مومن کو اجازت ہے بشرطیکہ وہ حق کے ساتھ ہو۔

اب میں اخر کتاب میں شجرہ نسب حضرات طریقت کو تبرکاً لکھ کر کتاب کو ختم کرتا ہوں۔

شجرۂ طیبہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

منظومہ

تمہید

آئیے وفا شعارو ۔۔۔ سنیئے ذرا توجہ سے

۲ آئی ہے یاد ۔۔۔ مرشد ۔۔۔ نقشبند کریم ۔۔۔ آل نبی کے دین کے

۳ ۔۔۔ ۔۔۔ ہوئے ہیں کامل ۔۔۔ حضرت صدیق اکبر کے واسطے

۴ یا رب مدد ۔۔۔ مرشد ۔۔۔ پاک کرے میرے دل کو ۔۔۔ کامل صحابی سلمان فارسی کے واسطے

۵ ۔۔۔ ۔۔۔ دور رکھ دنیا سے مجھ کو ۔۔۔ حضرت قاسم امام اولیں کے واسطے

۶ یا رب مدد ۔۔۔ ۔۔۔ اتباع شریعت ۔۔۔ حضرت جعفر امام اتقیٰ کے واسطے

۷ یا رب مدد ۔۔۔ بندہ ۔۔۔ دل صاف کر ۔۔۔ عارف حق بایزید بسطامی کے واسطے

۸ یا رب مدد ۔۔۔ ۔۔۔ زہد و ورع سے ۔۔۔ بندہ سلمان ابو الحسن کے واسطے

۴ ربیع الاول سنہ ۵۷۰ھ	...	زندہ رکھ اور مار تو اپنی محبت میں مجھے	بوعلی ... پیشوا کے واسطے
۲۷ رجب سنہ ۵۲۵ھ	مرو	کر مجھے مقبولِ عالم خاص بندوں کی طرح	یوسف ہمدانی مقبول خدا کے واسطے
۱۲ ربیع الاول سنہ ۵۵۵ھ	غجدوان	ماسوا سے کر جدا اور اپنا بندہ مجھ بنا	عبد خالق غجدوانی پیر کے واسطے
یکم شوال سنہ ۶۱۶ھ	ریوگر	نور سے معمور کر دے اس دل رنجور کو	حضرت عارف محقق نام کے واسطے
۱۷ ربیع الاول سنہ ۶۱۱ھ	واکنی	خیر بھیجے میرے دامن دور کر دے جسم شر	حضرت محمود محبوب خدا کے واسطے
۲۷ رمضان سنہ ۶۱۸ھ	خوارزم	اس دل مردہ کو زندہ کر کے اے عزیز	حضرت خواجہ عزیزان نام کے واسطے
۱۰ جمادی آخر سنہ ۶۰۰ھ	سامی	نعمتِ دیدار سے اے دوست محروم نہ رکھ	حضرت ابو سامی دلربا کے واسطے
۵ جمادی آخر سنہ ۵۷۲ھ	سوخار	مست کر توحید سے ہشیار کر تصدیق سے	خواجہ برہان احمد نام کے واسطے
۳ ربیع الاول سنہ ۵۹۱ھ	بخارا شریف	نقش غیریت مٹا دے نقش اپنا دکھا	شیخ نور الدین سعید نام کے واسطے
۲۰ رجب سنہ ۵۸۲ھ	جمانیہ	اس مرا پوری عنایت رہنما ہو دل	شیخ شمس سوختہ دین نام کے واسطے
۵ صفر المظفر سنہ ۵۰۰ھ	مجنون	کر مجھے شیدا اپنا اور اپنے رسول پاک کا	حضرت یعقوب چرخی نام کے واسطے
۲۵ ربیع الاول سنہ ۵۹۳ھ	سمرقند	روزِ محشر کاش پروا ہی نہ ہو امت کی	کرخیت شیخ روزبہ نام کے واسطے
یکم ربیع الاول سنہ ۵۳۶ھ	بخش زشی	زہد و تقویٰ رہنمائی سے مجھ کو بخش دے	خواجہ یحییٰ سہروردی نام کے واسطے
۵ محرم سنہ ۵۰۰ھ	کرخ نارمش	کر مجھے درویش اپنا دل میں دے جا	خواجہ ابو سعید نام کے واسطے
۲۲ شعبان سنہ ۵۰۸ھ	...	خصلتیں درویش دے اپنے حبیب پاک کا	خواجہ ابو محمد نام کے واسطے
۲۵ جمادی آخر سنہ ۱۰۲ھ	دہلی	فانی دنیا سے مجھ کو کر غنی اے بے نیاز	فانی نام سے مشہور ہے
۲۰ صفر المظفر سنہ ۱۰۳۰ھ	ترمذ شریف	اتقیا کے بخش صدقے مجھ کو اے رب غفور	بخشندہ سید بخش نام کے واسطے
۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ھ	ترمذ شریف	نیکیوں کا سا تذکرہ ہو ہر زباں پر ہر مکاں	خواجہ محمد ہاشم نام کے واسطے
۲۷ جمادی ثانی سنہ ۱۰۰۰ھ	ترمذ شریف	تا قیامت تجھ کو رکھے حق تعالیٰ جل طرح	بزرگ خان آخوند نام کے واسطے

[illegible]	[illegible]	خواجہ عبدالاحد اہل رضا کے واسطے
[illegible]	[illegible]	حضرت خواجہ حنیف باخدا کے واسطے
[illegible]	[illegible]	[illegible] کرحضرت زکی پارسا کے واسطے
[illegible]	[illegible]	مظہر شیخ محمد باخدا کے واسطے
[illegible]	[illegible]	[illegible] سے بچا خواجہ زمان پیشوا کے واسطے
[illegible]	[illegible]	حاجی احمد نائب خیر الوری کے واسطے
[illegible]	[illegible]	مغفرت فرما خدا اس پیشوا کے واسطے
۲ شوال ۱۲۸۲ھ	نام میں جس کے امام آیا علی کے ساتھ	رحم کر اس مقتدائے باصفا کے واسطے
۲۷ صفر [illegible]	سوز دل اور استقامت بر شریعت عطا	حضرت شیر محمد حق نما کے واسطے
[illegible]	[illegible]	مرشدی حضرت علی شیر خدا کے واسطے
[illegible]	[illegible]	انبیائے مرسلین اور اولیا کے واسطے
[illegible]	[illegible]	[illegible]

یادداشت

یہ کتاب میں نے سنہ ۱۳۲۴ھ میں لکھی ہے۔

[illegible] سید امام علی شاہ صاحبؒ

مناجات بخناقاضی الحاجات

للمؤلف

ای خدا ذات تو بی نام و نشان — پاک ست ز تشبیه همت ز ابتدا

ای خدا ای سربلند از عزت — هیچ کس نشناسد ترا چند و چند

ای خدا بیرون از وهم و قال و حال — ای خدا بیرون ز ادراک و کمال

ای خدا بیرون ز اوقات زمان — ای خدا بیرون ز ادراک و بیان

صد هزاران انبیا صاحب کمال — آرزو دارند تا بینند جمال

در شب معراج خاتم انبیا — دید حق دانسته رب جل و علا

گفت از حق تا بحق بی واسطه — قاب قوسین دنی خیر البشر

راز دار و واقف وحی خدا — حضرت اعنی محمد مصطفی

با وجود این قرب و دیدار خدا — ما عرفناک گفت و لا نحصی ثنا

گر بشب نور تو ظلمت را ربود — ور بروز از تو بچوب را بود

ذره را قدرت عیان ست و نهان — از نبات سنگ و زمین و آسمان

از شجر برگ و گل و خوشبو و رنگ — از جبل یاقوت و لعل و سنگ رنگ

این خزان و فصل و این لیل و نهار — روشنی خورشید و مه بر و بحار

قطره آب را تو انسان کرده — باز او را خود خلیفه کرده

عقل و دین و عشق و دانش و هوش — از تو یابد جمله مخلوقات گوش

خامش شد دم که این جا راه نیست — این سبب دانش تو قادر تست

گرنہ بودم مجرم و خاطی بسے
پیش رب کے باشدم یارے بسے

بارِ عصیاں بر سرِ دارم بسے
جز تو دیگر نیست بخشندہ کسے

مصلحت این بود عصیان و خطا
عفو بنید بندہ از فضلِ خدا

یا الٰہی از برائے مصطفیٰ
آل اطہر اہل بیت مجتبیٰ

از برائے جملہ اصحابِ رسول
باکرم خود این دعا گردان قبول

وقت مُردن کن مرا ایماں نصیب
یا رؤف یا ودود یا مُجیب

یا الٰہی خیر باشد خاتمہ!
از برائے آلِ پاک فاطمہؓ

دین و دنیا کن ہدایت راہنمن
از طفیل حضرت شاہِ زمن:

در نعت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات

نخبۂ آفرینش ز مخلوقات کل
مجتبیٰ و مصطفیٰ شاہِ رسل

باعث خلق جہاں رحمت خدا
مونس مسکیں شفیع روزِ جزا

منبع جود و کرم خلق عظیم
آل محمدؐ احمدؐ و حامد رحیم

آفتاب برج توسین و نبی
واسطہ آں ذات اعز البشر شد و علی

صاحب معراج و اسرا جود و خلق
سورۂ طٰہٰ و یٰسٓ و شرح

تا سرِ کوثر و خاتم نبست ید
گفت حق شرح لک ذکرک آں شد

یا مدثر گفت در وصف شما
خلق مخلوق آں شد در خدا

در کتبہائے سماوی وصف تو
کرد خلق بیش تو در کشف تو

چونکه خلق می کند وصف شما — کی تواند خلق در وصف شما

راز وحی کی رسد با هر نبی — راز وحی کی رسد با هر نبی

یا کتاب جمع در ذات شان — شد حبیب حق و شاه هر دو جهان

گفته حق من خالق و رب العلمین — تا نمی تو رحمة للعالمین

یا رسول الله خستم مصطفی — یا رسول الله حبیب کبریا

یا رسول الله شفیع روز جزا — یا رسول الله محب مکرمی

یا رسول الله حبیب حق توئی — یا رسول الله خلیل حق تو ئی

یا رسول الله ام مرسلین — یا نبی یا رحمة للعالمین

از نگاه تو شده روشن همه — نیست شد کفر و همه ظلمت گذشت

از وجود تو سعید شد جهان — دوست شد با اشک و طرب با یکدگر

چون کرم کردی بحال بوذر — آن شده بعد نبی خیر البشر

چون نگاه لطف کردی بر عمر — گشته آن ذلت همه عز و فخر

چون اشارت کرد بر عثمان غنی — با سپاه یک شده دیگر غنی

آرزو دارم که آن لطف و کرم — بر من امیت کن تو ای شاه امم

گرچه ابتر هستم یا مصطفی — لیک در امت شمارم یا نبی

نیست جز تو شافع روز جزا — نیست جز تو در صفت خلق عظیم

هست شفاعت تو بر اصحاب دین — بستگیری تو بر ست خالیان

بیق نخل نه بر نخواهد داد — چه کند ابر نه دهد باران

چونکه از جوش رحمت رحمن — جان طالب شده نیست تن

زین سبب عرض ست از تو مصطفیٰ — از برائے حق و از آلِ عبا

از برائے چار یار با صفا — از برائے اہلبیت با حیا!

از برائے جملہ خاصان خدا — دستگیری کن مرا روز جزا

خود شما انصاف فرمایید جناب — کیست رحمت شافع روز حساب

حق شما را صدر کردہ کائنات — بر شما تسلیم باشد والصلوٰۃ

چونکہ صدر و بدر کردہ حق شما — رحمتِ عالم شفیع روز جزا

آئینہ نسبت دہ در شان شما — ہست مطیع احمد مطیع جل و علا

نیست این مراتب کے نصیب — انت والی صبحنی یا حبیب

خلق خالق جانب روئے شما! — بندہ فرمانبردار کوئے شما

چوں نہ بیند خلق روئے راستا — روئے حق ست جانب روئے شما

فرع بیند اصل، اصل با فرع تام — فرع بیند اصل، اصل با فرع تام

ہر کرا آئینہ پیشِ خود نہد — روئے اصلی پیش فرع خود کند

ہمچناں روئے شما جانب بہ — گر شود عین کرم صاحب لوا

من چہ گویم وصف آں والا جناب — وصف آں خالق کند با صد خطاب

من چہ گویم من چہ دانم حال شاں — عارفند حیران سالکت مرسلاں

من چہ فہم چہ نویسم شان شاں — ہست قاصر علم و فہم قدسیاں

حمد و نعت و مدح حمد کائنات — بر سند آنچہ بر سند ہر ثنات

زیں سبب ہر کس بعلم خود شناخت — مرتبہ آں سیدہ را از صفت

زانکہ نسبت ہاں آنکا نمی نیاخت — اسپ علم ہیچ کس آنجا نہ تاخت

چو آن مستِ مے عشقِ او شد ز دست — چو زن زینِ آن بر سرِ زین نشست

بہ زانو گرفتش سرِ محمد خدا — نعت محمد کند با زبان

بہ انگشت بنمود ماہِ تمام — بہ انگشت رفتن بہ انگشت جام

چو انگشتِ او شد ز ما هم جدا — بے ادب بود ہم بہ انگشت جا

زبانم ز وصفش چو قاصر بماند — چہ گفتم ز دیگر زبانہا چہ راند

ز انگشتِ او ہر زمان صد مزار — درخشید و گم شد بہ نیلِ سپہر

سزد گر بگویم بہ نامِ تو لب — تو بر سر نہادی بہ جنت سبب

بگوئید از ہمہ بہ سر مدحتش — چو نامِ خوشش ہم نعت جود و منش

نعت احمد مرسل کن برایں دل

بر محمد مسلم و صلی علی

نعت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

کیا صورت کیا خلق ہے کیا شان ہے — خود حسن بھی اس حسن پہ قربان ہے

تابندگیِ بیاض و چہ بیاض ہے — جبریل جس کا خادمِ دربان ہے

تابانیِ کمالِ ہویدا و پیدا — سب جلوہ ہائے نور ہیں وہ نور جان ہے

ایسا حسین ایسا جمیل ایسا دلربا — ایسا حسین کب کوئی انسان ہے

ہے علم و حسن و حکمت و تقویٰ میں بے مثال — ہر وصف میں وہ صاحبِ عنوان ہے

توصیف کیا ہو تیری کہ ہر وصف میں ترا — قرآن ہم زبان ہے ثنا خوان ہے

مہ و مہر متعجب تھے تو غیبی مستیر — دکھی شب جو تیرا سب شان محمد

یہ عرش و فرش شمس و قمر جملہ جہاں ہیں — قربان تیرے سو جان سے ہر جان محمد

کل سے بقعہ انوار نبوت و ولایت — سب چھپ گئے پیش رخ تابان محمد

ہیں رحمت عالم تو شفیع روز جزا کی — مانے ہوئے مخلوق سب احسان محمد

روشن ہیں جو یہ شمس و قمر جملہ جہاں میں — سب ان میں ہیں پرتو چراغان محمد

ہوا بل غرب گونجا تیرے جہاں کو — کفار سب ہوئے جب سن لیا فرمان محمد

قرآن کے شارح ملک و جن و بشر ہیں — قرآن ہے شارح رخ تابان محمد

بے معرفت کل سے ورا ذات الٰہی — مخلوق کے علموں سے ورا شان محمد

صدیق و عمر حضرت عثمان و علی سب — یہ چار ہیں اطہر میں گلستان محمد

اولاد نبی پاک کی اور زوجہ اطہار — یہ سب ہیں گل رنگ گلستان محمد

ہیں چار ارکان شرع اور چار طریقت — سب میں ہے سبھی جا فشان محمد

کس منہ سے ہو تعریف محمد عربی کی — کرتا ہے خدا جبہ بیان شان محمد

جس لوگ ہدایت کو عنایت ہوں الٰہی

کرتا ہوں قربان سگ دربان محمد

اشعار در منقبت اولیائے کبار

از مولف کی خاجزانہ پیشکش

زیب خون و غربت اولیا — از چنین نسرود حق جبل دہد

از چنین نسرود حضرت غوث — از فیض رحمت فتح روز جزا

ولی اُمت نشیند با خدا — هست این نقش و کرم جود و سخا

از طفیل اولیا از آسمان — حق رساند رزق و بارش بیگمان

همنشین و دوست دار اولیاء — نے شقی و بد شود بے نوا

هست قرن ما زین از اولیاء — نیست باشد گر نه باشد اولیاء

از وجود اولیا خیر الانام — هر بلا را رد کند رب الانام

مثل بارش هست کلام ولیّ — قلب مرده زنده گردد بر ملا

گر تو خود دور از رب جهان — حق کند از فضل خود شے را عیان

حق شده راضی ز آل حق بارضا — راضی شد ز اولین کے رشد دین

تو چه دانی حال خلان رسول — لب ببند خامش شو از لافضول

خوب گفته مولوی معنوی — باز بان پیروی در مثنوی

کار پاکان را قیاس از خود مگیر — گرچه باشد در نوشتن شیر شیر

از هدایت شد جهان پر نور و ضیا — نے هی خلق از خلق و بس

از برای اولیا و انبیاء — حشر این با اولیا و انبیاء

فتوح الحرمین

فی

مبشرات رسول الثقلین

زیارت حرمین شریفین کے موقع پر الحاج حضرت مولانا شاہ ہدایت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکشوفات اور واردات قلبی نیز رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضرت شاہ صاحبؒ پر عنایات واکرام۔ جس کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت قلبی پیدا ہوتی ہے، حضور کی محبت ہی کمال ایمان ہے، اور آپ کی ذات بابرکات ہی معیت قبر اور حشر کا بہترین وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ حج کے سلسلہ میں حضرت کی تعلیمات وارشادات

اصلاح باطن کیلئے اکسیر ہیں

قیمت صرف آٹھ آنہ

(ملنے کا پتہ)

محمد الیاس۔ پریڈ۔ کانپور

دُرِّ ثانی

جانِ طریقت روحِ روحانیت، مکتوباتِ محبوبِ سبحانی، قطبِ صمدانی، امامِ ربانی حضرت مجدّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ، علمِ تصوف کی فارسی زبان میں وہ گرانمایہ کتاب ہی جسکی مثال آجتک نہ ہوسکی: ہر ہر مکتوب گرامی، حقائقِ شریعت، اسرار و رموزِ الٰہی کا خزانہ، خدارسی کا زینہ اور قانونِ تصوف ہی جسکے مطالعہ سے لاکھوں تاریک غافل قلوب ذکر و فکرِ الٰہی سے منور اور ہزارہا انسان قربِ حق سے مشرف ہوگئے اہلِ علم نے اس مقدس کتاب سے ہمیشہ کسبِ فیض کیا ہے، اور اب تک اپنے معمولات میں رکھتے آئے ہیں۔

اُمتِ مرحومہ کی عام نفع رسانی کی خاطر مجدد ملت حامی سنت قامع بدعت عالم علیمی فاضل لوذعی شریعت پناہ حقیقت آگاہ واقفِ اسرارِ خفی و جلی صوفی سینہ صاف یادگارِ صوفیائے اسلاف سیدی و آقائی مرشدی و مولائی حاجی الحرمین الشریفین مولانا شاہ محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پوری نور اللہ مرقدہ نے نہایت بامحاورہ سلیس اور عام فہم اُردو میں ترجمہ و شرح فرما کر کنزِ مخفی کو ایسا ظاہر و باہر فرمادیا ہے کہ اب ہر معمولی استعداد کا آدمی بھی اس بحرِ ذخار میں غوطہ زن ہو کر گوہرِ نایاب اور دُرِ ثانی حاصل کرکے فائز المرام ہوسکتا ہے۔ اسیواسطے اس مفید و مبارک تالیف کا نام اعلیحضرت نے دُرِ ثانی تجویز فرمایا ہے۔

جسکے تین حصے ہیں اوّل۔ دوم۔ سوم۔ ضخامت حصہ اول ۱۶۴ صفحات۔ حصہ دوم ۱۰۰ صفحات۔ حصہ سوم ۱۲۸ صفحات۔ طباعت و کتابت دیدہ زیب و دلفریب ہے۔ الغرض یہ کتاب حسنِ ظاہری و برکت معنوی کا مرقع ہے۔ ہر سہ حصص کے ہدیے دو دو روپے ہیں۔

سالکانِ راہِ طریقت و طالبانِ رموزِ شریعت پتہ ذیل سے طلب فرمائیں

محمد الیاس۔ پریڈ۔ کانپور